

ممبران اسم لاء

دشمن جو ليا

عظیم کلمہ والی لکچر

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ”دشمن جولیا“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ یہ ناول اپنے موضوع کے لحاظ سے انتہائی منفرد ثابت ہوگا۔ خاص طور پر وہ لمحہ جب تنویر اپنے ہاتھوں جولیا کو گولی مارنے کے لئے تیار ہو گیا اور نہ صرف تیار ہو گیا بلکہ اگر عمران عین وقت پر درمیان میں نہ آجاتا تو تنویر یقیناً جولیا کا جسم گولیوں سے چھلنی کر چکا ہوتا۔ لیکن جولیا کیوں ملک دشمنی پر اتر آئی۔ اس کا پس منظر کیا تھا۔ یہ سب کچھ تو ظاہر ہے آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔ بہر حال اتنا مجھے یقین ہے کہ یہ منفرد اور دلچسپ ناول ہر لحاظ سے آپ کو بے حد پسند آنے کا لیکن اس کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی پڑھ لیجئے کیونکہ دلچسپی میں بہر حال یہ بھی کم نہیں ہیں۔ البتہ خطوط اور ان کے جوابات دیتے سے پہلے میں ان سب قارئین کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے عید پر حسب سابق مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھا اور دعاؤں بھرے عید کارڈز ارسال کئے اور ان کے جذبات، ان کی دعاؤں اور ان کے عید کارڈز پر میں ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آئندہ بھی مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

جگر سے پرنس عبداللطیف ساقی صاحب لکھتے ہیں: آپ کے ناول بے حد پسند میں اور میں اب تک آپ کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں۔ البتہ سلیمان کے بارے میں ایک شکایت کرنی ہے کہ سلیمان اب کچھ ضرورت سے زیادہ ہی لالچی ہوتا جا رہا ہے کہ عمران سے ایک چائے کی پیالی کے عوض لاکھوں روپے وصول کر لیتا ہے جب کہ عمران سلیمان کے علاوہ اور کسی کو گھاس نہیں ڈالتا۔ اس نے آج تک سیکرٹ سروس کے ممبر کو ایک ڈزرنک نہیں کھلایا۔ آپ برائے کرم عمران کو سلیمان کے چنگل سے نکالیں تاکہ وہ سیکرٹ سروس کے ممبر کی طرف بھی توجہ دے سکے۔

محترم پرنس عبداللطیف ساقی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو اصل میں آپ کو شکایت عمران کی کنبوسی والی عادت کے خلاف ہونی چاہیے آپ نے دیکھا ہوگا کہ عمران خرچ کرنے سے زیادہ وصول کرنے کے جگر میں رہتا ہے۔ یہ تو قدرت نے اس کا علاج سلیمان کی صورت میں کر دیا ہے کہ سلیمان اس سے کسی نہ کسی چکر میں وصول کر لیتا ہے البتہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو چاہیے کہ وہ اب عمران سے ڈزرنکھانے کے لئے سلیمان کی خدمات حاصل کیا کریں۔ ورنہ سلیمان نے تو واقعی عمران کو اس قابل نہیں رکھا کہ وہ کسی کو ڈزرنکھلا سکے۔

اداکار سے شہزاد حسین صاحب لکھتے ہیں: آپ کا ہر ناول اپنی جگہ

ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔ ہم نے محسوس کیا ہے کہ نوجوانوں کے ذہن آپ کے ناولوں سے متاثر ہو کر پاکیزہ کردار کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور اپنے اپنے طور پر سماجی برائیوں کے خلاف باقاعدہ کام بھی کر رہے ہیں۔ آپ واقعی جہاد بالقلم کر کے نوجوانوں کی کردار سازی کا عظیم فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق دے۔ ویسے کافی عرصے سے آپ نے اسرائیل کے موضوع پر کوئی ناول نہیں لکھا جبکہ ہمیں اس موضوع پر ناول بے حد پسند ہیں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ دیں گے۔

محترم شہزاد حسین صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ میری شروع سے ہی یہی کوشش رہی ہے کہ میرے ناول صرف ذہنی تفریح تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ میرے تارکین اپنی صلاحیتوں کو مثبت انداز میں ملک و قوم کے لئے استعمال کرنے کا سبق بھی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہے کہ اس نے مجھے اس مقصد میں کامیابی عطا کی ہے۔ اسرائیل کے موضوع پر انشاء اللہ جلد ہی آپ ناول پڑھیں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔ سرگودھا سے شیخ مظہر حسین شاہ صاحب لکھتے ہیں: آپ کے ناول موجودہ دور کے اندھیرے میں روشنی کی کرن ہیں۔ ورنہ موجودہ دور میں تو ہر کوئی رومان اور فحاشی کی طرف مائل ہے جبکہ آپ کے ناول ان تمام منفی خصوصیات سے پاک ہوتے ہیں۔ البتہ ایک اچھے ہے کہ جب عمران اپنی گاڑی دانش منزل میں کھڑی کرتا ہے اور ڈال

کافی دیر تک رہتا ہے تو سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس پر شک کیوں نہیں ہوتا۔ جبکہ کوئی بھی دوسرا ممبر دانش منزل میں سوائے خاص موقعوں کے نہیں جاتا۔ امید ہے آپ میری یہ الجھن ضرور دور کریں گے:

محترم شیخ منظر حسین شاہ صاحب، خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ جہاں تک آپ کی الجھن کا تعلق ہے تو یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ عمران ایکسٹو کا خاص نمائندہ ہے اور عمران اس سلسلے میں ایکسٹو سے ہدایات لینے کے لئے دانش منزل آتا جاتا رہتا ہے۔ باقی عمران نے ایکسٹو کا سیٹ اپ بھی ایسا کر رکھا ہے کہ عمران کی موجودگی میں ایکسٹو کی کال آجاتی ہے اور پھر عمران کو ایکسٹو سیکرٹ سروس کے ممبران کے سامنے بے عزت بھی کر دیتا ہے تو ایسے حالات میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ امید ہے کہ اب آپ کی الجھن دور ہو گئی ہوگی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

منظر عظیم ایم۔ اے

عمران اپنے فلیٹ میں صوفے پر بیٹھا ایک غیر ملکی رسالے میں شائع مضمون پڑھنے میں مصروف تھا۔ کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

”سلیمان دیکھتا کون آیا ہے“..... عمران نے رسالے سے نظریں اٹھائے بغیر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی صاحب“..... سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران کی توجہ دوبارہ رسالے پر مرکوز ہو گئی۔

”کیا پڑھا جا رہا ہے“..... چند لمحوں بعد عمران کے کانوں میں صفدر کی آواز پڑی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ صفدر سنگ روم میں داخل ہو رہا تھا۔

”کوشش کر رہا ہوں کہ اے بی سی یاد کر لوں لیکن آج تیسرا روز ہے یاد ہی نہیں ہو رہی۔ مجھے تو لگتا ہے اس سلیمان نے اب کھائے

میں جو نر غائب دامنی ڈانٹا شروع کر دیا ہے..... عمران نے رسالہ پلٹ کر میز رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس کا مطلب ہے سلیمان آپ کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ تاکہ آپ غائب دماغ ہو جائیں اور فلیٹ سے باہر نکلیں تو براست ہی بھول جائیں..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں بھلا اپنے خلاف کیسے سازش کر سکتا ہوں..... اسی لئے سلیمان کی دروازے پر سے آواز سنائی دی۔

”کیوں نہیں کر سکتے۔ ہر شخص اس دنیا میں اپنے خلاف ہی سازش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نیکی کرو اور جنت میں جاؤ لیکن انسان اپنے خلاف سازش کر کے نیکی کی بجائے برائی کرتا ہے تاکہ وہ جنت میں نہ جاسکے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس میں تمہاری سی ترمیم کر لیں تو زیادہ بہتر قول ہو جائے گا۔

دوسروں کے لئے نیکی کرو اور جنت میں جاؤ اور یہی کام آپ سے نہیں ہوتا۔ ہزار دفعہ کھنچا یا ہے کہ میرے ساتھ نیکی کریں لیکن مجال ہے کہ آپ کے کان پر جوں بچاری کو رنگنے کی جگہ مل سکے۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صفدر سلیمان کی گہری اور خوبصورت بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

”جہاں سے ساتھ تو نیکی کر کر کے اس حال تک پہنچا ہوں کہ گھنٹہ ہو گیا ہے چائے کا ایک کپ ہی نہیں ملا۔ حالانکہ آج ہی صلیغ ایک ہزار روپیہ نقد عطیہ برائے باورچی خانہ دیا ہے..... عمران نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

”ایک ہزار روپے کے عطیے کی تو رسید بھی نہیں دی جاتی کیونکہ رسید کا کاغذ اور چھپائی بھی ایک ہزار روپے سے زیادہ مہنگی پڑتی ہے۔ آپ اس حشر اور معمولی سے عطیے کے بل بوتے پر چائے کا کپ مانگ رہے ہیں..... سلیمان نے جواب دیا اور تیزی سے واپس جانے لگا۔

”ارے ارے چلو مجھے نہ ہی مہمان کو تو چائے دے دو۔ مہمان کے ساتھ کچھ میرا بھی بھلا ہو جائے گا..... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”عمران صاحب آپ کو علم ہے کہ مس جو کیا کہاں گئی ہیں۔ صفدر نے اچانک کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کہاں گئی ہیں۔ کیا مطلب..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”گذشتہ تین روز سے ان کا فلیٹ لاکڈ ہے اور سیکرٹ سرورس کے کسی ممبر کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ کو علم ہو..... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تین روز سے۔ حریت ہے مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ میں تو گذشتہ ایک ہفتے سے شاید فلیٹ سے ہی باہر نہیں نکلا۔ کافی سائسی رسائل

اور کتب پڑی ہوئی تھیں جنہیں میں پڑھ نہ سکا تھا۔ اب فرصت ملی تو میں نے سوچا کہ ان سب کو پڑھ ڈالوں لیکن جو کیا کہاں جا سکتی ہے۔ چیف سے پوچھ لینا تھا..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب ظاہر ہے ان سے ہی پوچھنا پڑے گا۔ میں نے سوچا پہلے آپ سے معلوم کر لوں، ہو سکتا ہے آپ کو علم ہو..... صفدر نے جواب دیا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرائی وکیلٹا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے چائے کے برتن اور ٹکڑی کی پلیٹیں ٹرائی سے اٹھا کر میز پر رکھنی شروع کر دیں۔

"حیرت ہے۔ جو لیا کہاں جا سکتی ہے۔ آج تک تو بغیر اطلاع وہ کبھی کہیں نہیں گئی..... عمران نے کہا۔

"مس جو لیا کی بات کر رہے ہیں آپ..... برتن دیکھتے ہوئے سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں کیوں..... عمران نے چونک کر پوچھا۔ صفدر بھی چونک کر سلیمان کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے انہیں..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تین روز سے فلیٹ سے غائب ہے اور کسی کو کوئی اطلاع نہیں ہے میں بھی اس لئے یہاں آیا تھا کہ شاید عمران صاحب کو علم ہو..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تین روز پہلے نہیں۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے میں سوڈا سلف لینے مارکیٹ گیا تھا تو میں نے مس جو لیا کو سرخ رنگ کی کار میں بیٹھے جاتے ہوئے خود دیکھا ہے۔ ان کے ساتھ ایک غیر ملکی نوجوان تھا..... سلیمان نے جواب دیا۔

"غیر ملکی نوجوان..... صفدر اور عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں کار وہی غیر ملکی نوجوان ہی چلا رہا تھا مس جو لیا ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں سڑک کر اس کرنے کے لئے کھڑا تھا میرے قریب سے کار گزری ہے..... سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کار سیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

دوسری طرف کافی در تک گھنٹی بجتی رہی پھر چانگک رسور اٹھایا گیا۔

"یس جو لیا بولی رہی ہوں..... جو لیا کی آواز سنائی دی۔

"یہ صفدر تمہارے لئے انتہائی بے چین ہو رہا تھا۔ کہہ رہا ہے کہ جو لیا تین روز سے غائب ہے۔ میں نے اسے لاکھ بکھایا ہے کہ جو لیا فلیٹ میں ہی ہوگی۔ یہ اور بات ہے کہ اسے کہیں سے چادر سلیمانی مل گئی ہو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چادر سلیمانی کیا مطلب..... دوسری طرف سے جو لیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پرانے زمانے میں ایک صاحب ہوتے تھے خواجہ عمر جو اس زمانے کے بڑے عیار کھجے جاتے تھے۔ حالانکہ آج آگر وہ زندہ ہوتے تو آج کے لوگوں کی عیاریاں دیکھ کر شرم سے خود کشی کر لیتے لیکن بہر حال اس دور کے لوگ چونکہ سیدھے سادھے ہوتے تھے اس لئے عمر صاحب جو ذرا عقل استعمال کر لیتے تھے یا انسانی نفسیات کے مطابق دوسروں کو ڈیل کر لیتے تھے۔ اپنے آپ کو عیار زمان کہلاتے تھے ان کے پاس ایک زنبیل ہوتی تھی جس میں نمبانے کون کون سی چیزیں بھری ہوتی تھیں۔ اس میں ایک چادر سلیمانی بھی تھی۔ اس

جاتیں۔ میں اس سے پوچھ لیتا کہ لڑکپن میں بھی تم اسی طرح قصدی ہوتی تھیں کہ بس ناں ہی ناں ہے ہاں کرتی ہی نہیں۔ یا اب مصنوعی طور پر ایسا کرتی ہو..... عمران نے جواب دیا تو جو یا بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

تم اگر کہو تو میں لڑکپن کی عادتیں بھی بدل لوں گی تم کہو تو ہی..... دوسری طرف سے جو یا نے کہا تو حصد ر بے اختیار مسکرا دیا۔

مطلب ہے کہ لڑکپن میں ناہیاں کھاتی تھیں تو اب سینڈویچ کھانا شروع کر دو گی..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

”وہیے ایک بات ہے تم نے اپنے اس کلاس فیلو صاحب کو تھکا مارا ہو گا سہاں سے کار میں شمالی علاقوں کی سیر کے لئے جانا واقعی تھکا دینے والا سفر ہو گا۔ اس بچارے کی بڑیاں کڑا کر لاتی رہیں گی۔ اس نے سیر فاک کی ہو گی۔ جہیں چاہتے تھے کہ اسے بائی ایئر لے جاتیں۔ اگر جہاز سے پاس رقم نہ تھی تو حصد ر سے کہہ دیا ہوتا۔ اس نے تم جیسے مستحق افراد کے لئے سنا ہے کوئی ویٹیفیز فنڈ کھول رکھا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہیں کیسے علم ہوا کہ ہم کار میں گئے تھے..... جو یا نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو جہاز اخیال ہے کہ حصد ر کی طرح میں بھی یہی سمجھتا رہا کہ تم

جادو کی خصوصیت تھی کہ جو کوئی اسے اڑھ لیتا وہ دوسروں کی نظروں سے غائب ہو جاتا اور دیکھ لو میرا خیال درست نکلا۔ حصد ر کہہ رہا ہے کہ تم غائب ہو جب کہ تم فون پر مجھ سے باتیں کر رہی ہو۔ اب ظاہر ہے آواز کو تو جادو سلیمانہ نہیں اڑھ صائی جا سکتی..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”میں ایک گھنٹہ پہلے آئی ہوں۔ میرا ایک دوست سوئٹزر لینڈ سے پہلی بار آیا تھا۔ ہم سکول میں اکٹھے پڑھتے رہے تھے۔ وہ مجھے ہوٹل میں مل گیا۔ وہ سہاں کے شمالی علاقوں کی سیاحت کے لئے آیا تھا۔ اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کے ساتھ وہاں جاؤں آج کل کام تو تھا نہیں اس لئے میں نے سوچا کہ جلو سیری ہو جائے گی۔ اس لئے اس کے ساتھ چلی گئی..... دوسری طرف سے جو یا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اپنے اس سکول فیلو کو مجھ سے تو ملوانا تھا تا کہ کم از کم مجھے یہ تو پتہ چل جاتا کہ تم لڑکپن میں کیسی تھیں..... عمران نے کہا۔

”لڑکپن میں کیسی تھیں کیا مطلب..... جو یا نے حیران ہو کر پوچھا۔ چونکہ عمران نے لاڈلڈر کا بشن شروع میں ہی دبا دیا تھا اس لئے حصد ر بھی جو یا کی باتیں سن رہا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ چائے بھی پیتا جا رہا تھا۔

”نفسیات دان کہتے ہیں کہ لڑکپن میں آدمی مکمل ہو جاتا ہے۔ باقی عمر تو بس وہ ویسا ہی رہتا ہے اور لڑکپن کی عادتیں ساری عمر نہیں

ہوئے مسکرا کر کہا اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”ہو نہہ اس کا مطلب ہے کہ تم میری نگرانی کرتے رہتے ہو۔ یہ

زیادتی ہے۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا..... دوسری طرف سے

جو لینے غصیلے مجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”محترمہ ناراض ہو گئی ہیں۔ لیکن چلو ہمارا تو مسئلہ حل ہو گیا کہ

جو لینا غائب نہیں ہوئی..... عمران نے ریسور رکھ کر مسکراتے

ہوئے صفدر سے کہا۔

”عمران صاحب شمالی علاقے دارالحکومت سے بہت دور ہیں اور

رہتے بھی اچھائی وشارنگراہیں۔ دوسری بات یہ کہ مائیکل صاحب

سوئٹزر لینڈ کے رہنے والے ہیں اور سوئٹزر لینڈ میں پاکیشیا سے الٹ

ہاتھ پر ٹریفک چلتی ہے۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک نوجوان جو

پہلی بار پاکیشیا آیا ہو۔ اور وہاں سے کار چلا کر جائے..... صفدر

نے کہا۔

”زیادہ بار یک بینی میں نہ جایا کرو۔ اتنی بار یک بینی صحت کے لئے

مضید نہیں ہوتی۔ ہو سکتا ہے کہ ان صاحب کے پاس انٹرنیشنل

ڈرائیونگ لائسنس ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کار کے سفر کو ہوائی

سفر کی نسبت زیادہ انجوائے کرتے ہوں..... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا تو صفدر سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوکے آپ پڑھیں میں اب چلتا ہوں..... صفدر نے کہا۔

”خونور کو اس مائیکل کے بارے میں نہ بتاؤ نہ دار نہ ہو سکتا ہے

تین دنوں سے فلیٹ سے غائب ہو۔ ایسی بات نہیں۔ اس دنیا میں

ایک میں ہی تو جہار ابھی خواہ ہوں..... عمران نے گول مول سے

انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں شمالی علاقوں کی سیر کے

لئے گئی ہوں..... جو لینا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”بتایا تو ہے کہ جو کسی کا بھی خواہ ہوا سے ہی کو پھر حال ہر وقت

نظروں میں رکھنا پڑتا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تم کیسے لفظ بولتے ہو۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا۔ یہ بھی

کیا ہوتا ہے..... جو لینا جواب دیا۔

”ہونا نہیں ہوتی ہے۔ یہی ناشپاتی کی شکل کا ایک پھل بھی ہوتا

ہے اور بہتری نیکی اور اچھائی کو بھی کہتے ہیں۔ یہی خواہ کا مطلب جو

دوسرے کی بہتری چاہے اب اس کا فیصلہ تم خود کر سکتی ہو کہ تم بھی

کے کس مطلب پر پورا اترتی ہو۔ ناشپاتی جیسے پھل یا نیکی بہتری یا

اچھائی والے ہیں۔ ہر حال جہار ابھی خواہ ہی ہوں..... عمران نے

جواب دیا۔

”تم ان لفظوں کا ہر پھر ڈال کر اصل بات گول کر جاتے ہو۔

تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں اور مائیکل کار پر شمالی علاقوں کی سیر کر گئے

تھے..... جو لینا نے کہا۔

”مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ کار کا رنگ سرخ تھا اور اسے مائیکل

صاحب ڈرائیو کر رہے تھے..... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے

پیارے کی قبر بھی پاکیشیا میں ہی بن جائے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر ہنستا ہوا اُترا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے میز پر پلٹ کر رکھا ہوا رسالہ اٹھایا اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیر عمر غیر ملکی نے چونک کر سر اٹھایا۔
 "میں کم ان..... اس نے سخت لہجے میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا۔
 "مائیکل تم۔ آؤ بیٹھو..... ادھیر عمر غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کر دیا۔
 "آپ سنا میں کیسے گزرے یہ تین دن..... مائیکل نے کرسی پر بیٹھے ہوئے مسکرا کر کہا۔
 "بس ادھر ادھر گھومتے پھرتے گزر گئے۔ تم سناؤ کوئی کامیابی ہوئی..... ادھیر عمر غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "ہاں بولیا ہمارے لئے کام کرنے کے لئے تیار ہو چکی ہے اور ایک اور خوشخبری بھی آپ کو سنانی ہے کہ جو لیا پاکیشیا سیکرٹ سروس میں

ڈپٹی چیف ہے۔..... مائیکل نے کہا تو ادھیر عمر غیر ملکی ہے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ہجرت پر شدید حیرت کے تاثرات جیسے بخمد ہو گئے تھے۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی سیکرٹ سروس کسی غیر ملکی کو ڈپٹی چیف بنا دے۔ مجھے تو اس بات پر بھی شک تھا کہ جو لیا کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے، بھی یا نہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ ڈپٹی چیف ہے۔“ ادھیر عمر غیر ملکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں میرے پاس اس ساری گفتگو کی تفصیل موجود ہے جو ہم نے جو لیا کے لاشعور سے کی ہے۔ بڑے عجیب عجیب انکشافات ہیں..... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ کہاں ہے وہ ٹیپ مجھے سناؤ.....“ ادھیر عمر غیر ملکی نے کہا تو مائیکل نے سر ہلایا۔

”آئیے عقبنی کرے میں پلتے ہیں۔ جہاں سے آواز باہر جا سکتی ہے..... مائیکل نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ادھیر عمر غیر ملکی بھی اٹھنے ہی لگا تھا کہ پاس بڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ادھیر عمر غیر ملکی نے اٹھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا جب کہ مائیکل آگے بڑھنے کی جہانے وہیں رک گیا۔

”میں رچرڈ سپیکنگ.....“ ادھیر عمر غیر ملکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”راجہ بول رہا ہوں.....“ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز

سنائی دی۔

”اوہ ہاں آپ.....“ رچرڈ نے اس طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ راجہ اس طرح اچانک فون کر سکتا ہے۔

”جہاں سے مشن کا کیا ہوا۔ پارٹی نے میرا سر کھایا ہوا ہے۔ وہ بار بار پوچھ رہی ہے اور تم جب سے گئے ہو تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی.....“ دوسری طرف سے قدرے سخت لہجے میں کہا گیا۔

”ہاں کام آسان نہیں ہے۔ سہاں پاکیشیا میں اس قسم کا مشن مکمل کرنا بے حد مشکل ہوتا ہے اس لئے انتہائی منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال آپ پارٹی کو کہہ دیتے کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں ان کا کام ہو جائے گا.....“ رچرڈ نے بھی قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور رچرڈ نے رسیور رکھ دیا۔

”ہاں یہی کھتا ہے کہ سہاں بھی چند لڑکیوں کو رشوت دے کر اور چند کو ڈرا دھمکا کر مشن مکمل ہو سکتا ہے“..... رچرڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے لیکن رچرڈ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ دونوں آگے پیچھے پلتے ہوئے عقبنی کرے میں پہنچ گئے۔ مائیکل نے دروازہ بند کیا اور پھر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر نکال کر میز پر رکھا اور اسے آن کر کے چیک کرنا شروع کر دیا کہ وہ درست کام کر رہا

نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹیپ ریکارڈر سے ٹیپ باہر نکال لیا۔
- تم نے مشن کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا..... رچرڈ نے
ہاتو مائیکل مسکرا دیا۔

"اس بارے میں بھی بات ہوئی تھی لیکن میں نے احتیاطاً اسے
ٹیپ نہ کیا تھا..... مائیکل نے جواب دیا اور رچرڈ نے اس طرح
شبث میں سر ملادیا جیسے وہ مائیکل کے جواب کی پوری طرح تائید کر رہا
ہو۔

- مجھے بتاؤ کیا بات ہوئی ہے..... رچرڈ نے کہا۔

- میں نے بتایا ہے ناں کہ جو لیا ہمارے لئے کام کرنے کے لئے تیار
ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر وائسن واقعی اپنے فین کا ماہر ہے۔ پہلے جب جو لیا کو
میں اس کے پاس لے گیا اور اس نے جو لیا سے بات چیت کی تو اس
نے مجھے بتایا کہ جو لیا کا کہیں بے حد مشکل ہے۔ یہ عورت ذہین اور
اعصابی طور پر انتہائی مضبوط ہے۔ لیکن میرے اصرار پر اس نے کہا کہ
جو لیا کو کام پر آمادہ کرنے کے لئے اسے کم از کم تین روز سخت کرنی
پڑے گی۔ چنانچہ میں نے جو لیا کو اس بات کے لئے آمادہ کر لیا کہ وہ
میرے ساتھ شمالی علاقوں کی سرکے لئے چلے۔ پہلے تو آمادہ نہ ہو رہی
تھی لیکن میرے اصرار پر وہ تیار ہو گئی۔ میں نے اسے ساتھ بٹھا کر ایئر
پورٹ لے جاتے ہوئے ڈاکٹر وائسن کی ہدایت کے مطابق ایک ویران
سڑک پر اچانک گیس فائر کر کے بے ہوش کر دیا اور اس کے بعد اسے
ڈاکٹر وائسن کے پاس پہنچا دیا۔ ڈاکٹر وائسن نے اسے تین روز تک

ہے یا نہیں۔ جب اس کی تسلی ہو گئی تو اس نے کوٹ کی اندرونی
جیب سے ایک مائیکرو ٹیپ نکالا اور اسے ٹیپ ریکارڈر پر ایڈجسٹ کرنا
شروع کر دیا۔ پوری طرح ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بین دبا دیا۔
"جہار نام....." مائیکل کی آواز ٹیپ ریکارڈر سے برآمد ہوئی۔

"جو لیا نافرو واٹر....." ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن بولنے والی کا
انداز بتا رہا تھا کہ وہ لاشعوری کیفیت میں بول رہی ہے۔

"کیا جہار تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے....." مائیکل کی
آواز سنائی دی۔

"ہاں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی رکن اور ڈپٹی چیف
ہوں....." جو لیا کی آواز سنائی دی اور کرسی پر بیٹھے ہوئے رچرڈ کے
چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرانے۔ پھر مائیکل مختلف سوال کرتا رہا
اور جو لیا جواب دیتی رہی اور رچرڈ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات لمحہ بہ
لمحہ بڑھتے چلے گئے۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھرائی تھی۔ جب ٹیپ
سے آواز آتی بند ہو گئی تو مائیکل نے ہاتھ دھا کر ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔
"حیرت انگیز انتہائی حیرت انگیز۔ یہ تو انتہائی قیمتی معلومات ہیں۔
صرف وہ اپنے چیف ایکسٹو کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکی باقی اس نے
سب کچھ بتا دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس قدر قیمتی معلومات پاکیشیا
کے کسی بھی دشمن ملک کو انتہائی گراں معاوضے پر فروخت کی جا سکتی
ہیں....." رچرڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں نے اس ساری گفتگو کو ٹیپ کر لیا تھا۔" مائیکل

مائیکل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جہاں مطلب ہے کہ اب کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ جو یا ان تین دنوں میں کہاں رہی ہے لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جو یا کے ساتھی اسے دیکھتے ہی سمجھ جائیں کہ جو یا کا ذہن کنٹرولڈ ہے۔ اس طرح تو ساری صورت حال بدل سکتی ہے..... رجھڑنے جواب دیا۔

”آپ چونکہ ڈاکٹر وائسن کی مہارت کے بارے میں پوری طرح واقف نہیں ہیں اس لئے ایسی بات کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر وائسن نے عام پینانٹ کی طرح جو یا کو پینانٹز نہیں کیا۔ صرف اس کے ذہن میں اپنی مشین کے ذریعے خاص سنجین ڈال دیتے ہیں ویسے جو یا ذہنی اور جسمانی طور پر ہر لحاظ سے نارمل بھی رہے گی۔ صرف جب اس کے سلسلے چند خاص لفظ بولے جائیں گے تو وہ ٹرانس میں آجائے گی اور جب دوسرے خاص لفظ بولے جائیں تو وہ ٹرانس سے نکل جائے گی لیکن ٹرانس کے دوران بھی وہ پینانٹز کے عام معمول کی طرح نہیں ہو گی بلکہ بالکل نارمل انداز میں کام کرے گی..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے اور اب تو ویسے بھی آسانی ملنا گئی ہے۔ وہ ہمیشہ ڈپٹی چیف ہڈی آسانی سے وزارت دفاع کے ریکارڈز روم سے فائل حاصل کر سکتی ہے..... رجھڑنے کہا۔

”جی ہاں میں نے بھی یہی سوچا ہے کہ اس کی اس حیثیت سے فائدہ اٹھایا جائے ورنہ پہلے تو یہی خیال تھا کہ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس

سلسلے بے ہوش رکھا اور اسے کسی مخصوص دوا کے انجکشن لگاتا رہا۔ تین روز بعد اس نے اپنی لہکاد کردہ مخصوص مشین پر اس کے ذہن کو چیک کیا اور یہ بتایا کہ اب جو یا اس کی مشین کے کنٹرول میں آگئی ہے لیکن چونکہ ہمارے پاس صرف اطلاع ملی تھی کہ جو یا کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس اطلاع کو کنفرم کرنا ضروری تھا اس لئے اس مشین کی مدد سے میں نے جو یا کے ساتھ یہ گفتگو کی جس کا بیپ میں نے آپ کو سنوایا ہے۔ پھر میں نے جو یا سے اپنے مشن کے بارے میں بات کی تو اس عالم میں بھی جو یا نے مشن پر کام کرنے سے صاف انکار کر دیا لیکن ڈاکٹر وائسن نے اس مشین کے ذریعے اسے مکمل طور پر کنٹرول کرنے کے بعد اس کے ذہن میں یہ بات بٹھادی کہ اس نے ہر حالت میں ہمارا مشن مکمل کرنا ہے۔ چنانچہ جو یا تیار ہو گئی چونکہ اب یہ بات کنفرم ہو گئی تھی کہ جو یا کا تعلق نہ صرف سیکرٹ سروس سے ہے بلکہ وہ اس کی ڈپٹی چیف ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے ذہن کو مخصوص اشارات دے دیں جائیں۔ چنانچہ ڈاکٹر وائسن نے میرے کہنے پر جو یا کے ذہن کو مخصوص سنجین دیئے اور اس کے بعد مشین ہٹا دی۔ میں جو یا کو اسی بے ہوشی کے عالم میں کار نہیں ڈال کر وہاں سے نکال کر لے آیا اور پھر راستے میں نے اسے ہوش دلا دیا۔ ذہنی سنجین کی وجہ سے جو یا یہی سمجھتی رہی کہ وہ میرے ساتھ تین دن تک شمالی علاقوں کی سیر کرتی رہی ہے اور اب ہم واپس آ رہے ہیں۔ پھر میں نے اسے اس کے فلیٹ پر چھوڑا اور وہاں آگیا۔

مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

۔۔۔۔۔ ادا کے تم اب جاؤ۔ اب تو ویسے بھی شام ہونے والی ہے۔ میں رات کو اس پر پوری طرح غور کروں گا۔ صبح تم آجانا۔ مجھے یقین ہے کہ ہم کل ہی وہ فائل حاصل کر لیں گے اور پھر خاموشی سے یہاں سے نکل جائیں گے۔۔۔۔۔ رپرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مائیکل اٹھ کھڑا ہوا۔ رپرڈ بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا اور پھر وہ دونوں عقبی کمرے سے چپلے والے کمرے میں آئے اور پھر مائیکل دروازہ کھول کر باہر چلا گیا جب کہ رپرڈ دوبارہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر وہ مائیکل کی آمد سے چپلے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کرسی کی پشت سے سرٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا ذہن تیزی سے کسی طور پر منصوبہ بندی کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس قدر بے داغ ہو کر مشن مکمل ہونے کے کافی عرصہ بعد تک کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔

کی رکن ہے تو اسے بحیثیت سیکرٹ سروس کے رکن کے استعمال کرتے ہوئے وہاں سے فائل اڑوائی جائے لیکن اب میرا خیال ہے کہ وہ فون کر کے بھی فائل منگوا سکتی ہے۔۔۔۔۔ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں تو پھر کب کرنا ہے یہ کام۔۔۔۔۔ رپرڈ نے قدر سے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ جس قدر جلد یہ کام کر لیا جائے بہتر ہے۔ کیونکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ذرا بھی اس کام کی بھٹک پڑ گئی تو مشن ناکام بھی ہو سکتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ باس نے صرف میری وجہ سے یہ مشن ہاتھ میں لیا ہے وہ مجھے اور میرے ساتھ آپ کو گولی مارنے سے بھی دریغ نہ کرے گا۔۔۔۔۔ مائیکل نے کہا۔

”جیسے تم مناسب سمجھو۔ لیکن اس کے لئے انتہائی محتاط منصوبہ بندی کی ضرورت ہے کیونکہ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق وزارت دفاع کے ریکارڈروم سے کسی فائل کے باہر آنے پر بے شمار چیک رکھے گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں کوئی شبہ ہو جائے۔۔۔۔۔ رپرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے جو کام کرنا تھا وہ کر لیا اب منصوبہ بندی کرنا آپ کا کام ہے۔ ساری صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے آپ جو منصوبہ بندی کریں گے میں صرف اس پر عمل کروں گا کیونکہ آپ سے بہتر منصوبہ بندی کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ مائیکل نے جواب دیا تو رپرڈ نے

W میں نے بھی محاورہ آدی کے پھیلنے کی بات کی ہے۔ ضروری
W نہیں کہ آدی صرف جسمانی طور پر ہی پھیلے۔ عمران نے جواب دیا
W اور بلیک زرد نے ہنستے ہوئے اشیات میں سر ملادیا۔

W کافی عرصہ ہو گیا ہے سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس ہی
P نہیں ہے۔ گلتا ہے کہ اب بین الاقوامی سطح پر جرائم کم ہو گئے ہیں یا پھر
P پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہوا اتنا پیچھے گیا ہے کہ اب کوئی اوجہ کار رخ ہی
O نہیں کرتا۔ بلیک زرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

K - تم کوئی محقول تعداد کے ہندسوں کا چیک دینے کا وعدہ کر دو تو
S میں روزانہ دو چار کیس تو بنا ہی سکتا ہوں لیکن تم اصل کیس میں بھی
O کنجوس یونیورسٹی کے وائس چانسلر بن جاتے ہو۔ بیٹے ہوئے کیس
C میں کیا کر دوگے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

I - میری طرف سے آپ بلیک چیک لے لیں۔ بلیک زرد نے
C مسکراتے ہوئے کہا۔

W "بلیک کا مطلب ہے سادہ کاغذ" عمران نے بڑے معصوم
C سے لہجے میں کہا اور بلیک زرد ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی
C بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے باقی
C بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ جب آپریشن روم میں
C ہوتا تو فون خود اٹنڈ کیا کرتا تھا۔

W "ایکسٹو" عمران نے حضور ص لہجے میں کہا۔
C "ظاہر یوں رہے ہو" دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز
M

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زرد
احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

W "بیٹھو بیٹھو۔ اب یہاں بیٹھے بیٹھے اتنے بھی مونے نہیں ہو گئے کہ
O ورزش کرنا شروع کر دو" عمران نے کری پر بیٹھے ہوئے مسکرا
C کر کہا تو بلیک زرد بے اختیار ہنس پڑا۔

W "اگر میں روزانہ سخت ورزش کا عادی نہ ہوتا تو شاید اب تک یہ
O کری تنگ پڑ چکی ہوتی" بلیک زرد نے کری پر بیٹھے ہوئے ہنس
C کر کہا۔

W "کری تنگ نہیں ہو کرتی۔ آدی پھیل جاتا ہے" عمران نے
C کہا تو بلیک زرد کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

W "میں نے تو محاورہ ثابت کی تھی" بلیک زرد نے ہنستے ہوئے
C کہا۔

خود ہی اقرار کر لیا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے تو پھر وزارت دفاع کی اہتائی اہم ترین فائل ٹریبل ایکس واپس مجھوا دو۔ دو روز ہو گئے ہیں اسے تمہارے پاس آئے ہوئے..... سرسلطان نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

”وزارت دفاع کی فائل ٹریبل ایکس مجھوا دو۔ کیا مطلب کیا آپ اپنے جو اس میں ہیں..... اس بار عمران کے لیے میں تعلق آگئی تھی۔“ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ دو روز پہلے جو لیا سیکرٹری وزارت دفاع کے آفس میں گئی۔ سیکرٹری وزارت دفاع اکرام صاحب سرکاری دورے پر ملک سے باہر تھے اسے ڈپٹی سیکرٹری راشد صاحب نے امڈ کیا۔ جو لیا نے اپنا تعارف بطور ڈپٹی چیف آف سیکرٹ سروس کر لیا اور ساتھ ہی سرکاری شناختی کارڈ بھی دکھایا اور ریکارڈ روم سے ٹریبل ایکس فائل طلب کی۔ ڈپٹی سیکرٹری سیکرٹ سروس کا نام سننے ہی گھبرا گیا۔ اس نے فائل منگوا دی۔ جو لیا نے کہا کہ یہ فائل چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹونے ہیڈ کوارٹر طلب کی ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر وہ خود یہاں آئی ہے۔ ڈپٹی سیکرٹری نے باقاعدہ جو لیا سے فائل کی رسید لی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سرکاری شناختی کارڈ کا نمبر وغیرہ اور دوسری تفصیلات بھی درج کیں اور فائل اس کے حوالے کر دی۔ آج اس فائل کی ضرورت پڑی تو ڈپٹی سیکرٹری نے مجھ سے رابطہ کیا۔ کیونکہ انہیں براہ راست ایکسٹو کا نمبر معلوم نہ تھا۔ میں یہ تفصیلات من کر

سنائی دی۔

”ظاہر کہ ظہارت خانے سے فرصت ملے گی تو بولنے کے قابل ہو گا..... اس بار عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”اوہ تو تم یہاں ہو۔ میں نے پہلے فلیٹ پر فون کیا تھا۔ سلیمان نے بتایا کہ تم وہاں سے جا چکے ہو۔ یہ بتاؤ کہ جو لیا کب سے سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف بنی ہے..... سلطان نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کب سے بنی ہے کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں..... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا واقعی وہ ڈپٹی چیف ہے..... سرسلطان نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں وہ واقعی سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے لیکن آپ کو بیٹھے بیٹھانے جو لیا کے ڈپٹی چیف ہونے سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔“ عمران کے لہجے میں اہتائی حیرت تھی۔

”مجھے تم نے آج تک بتایا ہی نہیں کہ جو لیا ڈپٹی چیف ہے اور تم نے اسے ڈپٹی چیف ہونے کا باقاعدہ سرکاری شناختی کارڈ جاری کیا ہوا ہے..... سرسلطان کے لہجے میں تلخی تھی۔

”سرکاری شناختی کارڈ۔ کیا مطلب۔ سیکرٹ سروس کا کسی سرکاری شناختی کارڈ سے کیا تعلق۔ یہ آپ کو ہو کیا گیا ہے خیریت ہے۔“ عمران کے لہجے میں واقعی اہتائی حیرت تھی۔

”اس بات نے تو مجھے حیران کر دیا تھا۔ بہر حال اب جب تم نے

”ظاہر ہے ورنہ جو لیا کو کیا ضرورت تھی کہ ایسا کرتی“..... عمران نے کہا۔

”لیکن ڈپٹی سیکرٹری کے بقول جو لیا کو اس نے فون کیا ہے تو جو لیا نے کہا ہے کہ فائل سیکرٹ سروس کے ہیڈ کو اڑھیں ہے۔ ایکسٹوسے طلب کی جائے“..... سر سلطان نے جواب دیا۔

”جو لیا کو فون کیا۔ اس کے پاس جو لیا کا فون پینجر کہاں ہے آگیا“..... عمران نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بقول اس کے جو لیا اسے خود فون نمبر دے کر گئی تھی“..... سر سلطان نے جواب دیا۔

”اوہ پھر تو کوئی لمبا فراڈ ہو رہا ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں جو لیا سے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ یہ فائل ہمارے دفاعی نظام کی اہم فائل ہے۔ دفاع میں شامل اہم ترین میزائلوں کے بارے میں اس میں تفصیلات درج ہیں“..... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کر بیڈل دیا اور تیزی سے نمبر داخل کرنے شروع کر دیے۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا اور یہی حالت بلیک زبرد کی بھی تھی۔ وہ بھی ہونٹ چھیننے بیٹھا ہوا تھا عمران نے کر بیڈل دیا کہ جو لیا کے نمبر داخل کرنے شروع کر دیے۔ دوسری طرف سے چند لمحے گھنٹی بجتی رہی پھر رسید اٹھایا گیا۔

”جو لیا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جو لیا کی آواز سنائی

جے حد حیران ہوا۔ میں نے فوری طور پر ڈپٹی سیکرٹری کو اس رسید اور سرکاری شناختی کارڈ کی تفصیلات سمیت اپنے دفتر میں طلب کر لیا۔ رسید پر واقعہ جو لیا کے دستخط ہیں۔ ڈپٹی سیکرٹری کے مطابق کارڈ پر جو لیا کا فون بھی تھا اور اس پر سیکرٹ سروس کی سرکاری سیل بھی موجود تھی میں نے اسے تو یہ کہہ کر بھیج دیا کہ میں ایکسٹوسے رابطہ کر کے اسے بتاتا ہوں لیکن تیزی بچھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے۔ اساتو مجھے معلوم ہے کہ مس جو لیا جہادی سروس کی ممبر ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ ڈپٹی چیف ہے لیکن اس سے پہلے تم نے کبھی فائل اس طرح تو نہیں منگوائی تھی“..... سر سلطان نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا تو عمران کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹ کر کانوں تک پہنچ گئیں۔

”میں نے یہ ظاہر نہ تو کوئی فائل نہیں منگوائی اور نہ ہم فائل اس طرح منگوا سکتے ہیں اور نہ ہی جو لیا یا کسی ممبر کو سیکرٹ سروس کا شناختی کارڈ کبھی جاری کیا گیا ہے اور نہ ہی جو لیا ایسا کر سکتی ہے۔ وہ اہتائی ذمہ دار خاتون ہے۔ یہ ضرور کوئی لمبا کھیل کھیلا گیا ہے۔ اس ڈپٹی سیکرٹری کا دماغ خراب تھا کہ اس نے بغیر تصدیق کے اس قدر اہم فائل اس طرح آنے والی عورت کے حوالے کر دی“..... عمران نے اہتائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب کیا وہ جو لیا نہیں تھی کوئی فرضی عورت تھی“۔ سر سلطان نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

و میں سر..... جو یانے جواب دیا۔

و وہ کارڈ کہاں ہے..... عمران نے پوچھا۔

و آپ کے حکم کے مطابق فائل کے ساتھ رسیونگ بکس میں ڈال دیا تھا..... جو یانے جواب دیا۔

و وہ کارڈ ہمیں کیسے ملا تھا..... عمران نے چند لمبے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

و دانش منزل کے آؤٹ بکس سے۔ آپ نے فون کر کے کہا تھا کہ آؤٹ بکس میں کارڈ موجود ہے۔ میں وہ کارڈ وہاں سے لے لوں اور

سیکرٹری وزارت دفاع کے دفتر جا کر یہ کارڈ کھا کر ٹرپل ایکس فائل حاصل کروں اور پھر یہ کارڈ فائل سمیت دانش منزل کے رسیونگ

باکس میں ڈال دوں۔ آپ نے کہا تھا کہ اس فائل کی اہمیت ایسی ہے کہ اس کے حصول کے لئے مجھے خصوصی طور پر بھیجا جا رہا ہے اور میں

نے حکم کی تعمیل کر دی..... جو یانے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

و کیا حکم ہمیں فون پر دیا گیا تھا..... عمران نے کہا۔

نہیں سر..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

و تم نے ڈپٹی سیکرٹری کو اپنا ذاتی فون نمبر بھی دیا تھا..... عمران نے پوچھا۔

میں سر وہ فائل دینے میں بچکا رہا تھا۔ چونکہ آپ کا حکم تھا کہ میں نے فائل لازماً لے کر آئی ہے اس لئے میں نے اس کی تسلی کے لئے اسے

دی۔

و ایکسٹو..... عمران کا بچہ ضرورت سے زیادہ سخت تھا۔

و میں سر..... جو یانے موڈ ہانہ لہجے میں کہا۔

و تم سیکرٹری وزارت دفاع کے آفس میں گئی تھیں..... عمران نے اسی طرزِ انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

و میں سر دور و ذہیلے کی بات ہے..... دوسری طرف سے جو یانے جواب دیا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے

ایٹیم بم مار دیا ہو۔

و تم وہاں سے ٹرپل ایکس فائل لے آئی تھیں..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

و میں سر آپ نے خود ہی تو حکم دیا تھا..... جو یانے لہجے میں حیرت تھی۔

و وہ فائل کہاں ہے..... عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

و آپ کے حکم پر میں نے اسے دانش منزل کے رسیونگ بکس میں ڈال دیا تھا۔ لیکن آپ اس انداز میں کیوں پوچھ رہے ہیں..... جو یانے کے لہجے میں حیرت تھی اور عمران نے جو یانے کا جواب من کر بلیک زیرو کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو بلیک زیرو نے انکار میں سر ملا دیا۔

و تم نے وہاں ڈپٹی سیکرٹری کو اپنا سرکاری شناختی کارڈ دکھایا تھا۔ سیکرٹرسوس کے ڈپٹی چیف کا کارڈ..... عمران نے کہا۔

اور کارڈ اس نے دائیں منزل کے رسپیڈنگ باکس میں ڈال دیئے اور یہ بات طے ہے کہ اگر فائل رسپیڈنگ باکس میں ایک بار ڈال دی جائے تو اسے کسی صورت واپس نہیں نکالا جا سکتا اور جب تک اندر سے کوئی چیز آؤٹ باکس میں نہ ڈالائی جائے آؤٹ باکس نمودار ہی نہیں ہو سکتا اور نہ کھل سکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”جو یار یقیناً جھوٹ بول رہی ہے عمران صاحب!..... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا بوجہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا ہے۔

”نہیں جو یار جھوٹ نہیں بول رہی۔ میں جھوٹ بولنے والے کا بھروسہ اچھی طرح پہچانتا ہوں۔..... عمران نے سروٹھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو۔۔۔ تو کسی آپ کا مطلب ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔ بلیک زیرو کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی۔

”نہیں تم بھی جھوٹ نہیں بول رہے۔ یہ دراصل کوئی اور چکر ہے اور ہمیں فوراً اس چکر کو سمجھنا پڑے گا ورنہ سیکرٹ سروس کا یہ پورٹا سیٹ ہی ختم کرنا پڑ جائے گا۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کا عصبی کی شدت سے سچ ہوتا ہوا لہجہ تیزی سے نارمل ہوتا چلا گیا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ کسی نے فری آواز میں اسے حکم دیا۔ لیکن کسی کو یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ ڈپٹا چیف ہے یہ ہمارا اپنا سیٹ اپ ہے پھر شاختی کارڈ کو دائیں منزل سے جو یار کا خود حاصل کرنا

ذاتی فون نمبر دے دیا تھا۔ ویسے اس نے باقاعدہ سرکاری رسپیڈنگ لے لی تھی اور کارڈ کی تفصیلات درج کی تھیں اور اب سے دو گھنٹے پہلے اس کا فون آیا تھا کہ انہیں فائل فوری چلے گئی تو میں نے اسے بتا دیا کہ فائل آپ تک پہنچادی گئی ہے۔ وہ آپ سے رابطہ کریں۔ اس نے آپ کا نمبر پوچھا تو میں نے انکار کر دیا۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ وہ ایکسٹو سے کیسے رابطہ کریں تو میں نے اسے بتایا کہ سرسلاخان، سبزی بازار، وزارت خارجہ کی معرفت رابطہ ہو سکتا ہے۔ پھر اس نے فون بند کر دیا۔ لیکن سر آپ یہ سب کچھ اس انداز میں کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا کوئی ٹکڑ ہے۔۔۔ جو یار کے لہجے میں بے پناہ حرمت تھی۔

”نہیں فی الحال تو کوئی ٹکڑ نہیں ہے لیکن ایک اطلاع ابھی ملی تھی جس سے گورڈ کا امکان ہو سکتا تھا اس لئے میں نے تم سے تفصیلات حاصل کرنی ضروری سمجھیں۔..... عمران نے کہا اور رسیور کر ڈیل پر ہیچ دیا۔ اس کا بھروسہ تھا کہ اس وقت اس کا ذہن انتہائی پریشان ہو رہا ہے۔

”یہ سب کیا ہے عمران صاحب۔ میں نے تو نہ جو یار کو فون کیا۔ نہ فائل تک بھی پہنچی اور نہ میں نے اسے کارڈ بھجوایا۔..... بلیک زیرو نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”سبھی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ ویسے یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی نے فون پر جہاری آواز میں اسے حکم دے دیا ہو لیکن وہ کہہ رہی ہے کہ اس نے کارڈ دائیں منزل کے آؤٹ باکس سے لیا تھا۔ پھر فائل

اور جو لیا گیا یہ کہنا کہ فائل اور شناختی کارڈ اس نے دانش منزل کے ریسرچنگ باکس میں ڈال دیا تھا یہ سب مستفاد باتیں بیک وقت کس طرح ممکن ہیں..... بلیک زبرد کے لہجے میں مر جانے کی حد تک حیرت تھی۔ عمران بھی ہونٹ بھینچنے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں فکر مندگی کے تاثرات نمایاں تھے اور فراخ پیشانی پر اس وقت اتنی شکنیں نمودار ہو گئی تھیں جیسے اس کی عمر ہزاروں سال کی ہو گئی ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھایا۔

"ایکسٹو..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جہاڑی یہ سنگین سنجیدگی بتا رہی ہے کہ کوئی لمبی گز ہو چکی ہے۔" دوسری طرف سے سرسلطان نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"ہاں ٹرپل انکس فائل ہمارے ہاتھوں سے نکل چکی ہے اور اس کام کے لئے ڈی جویا استعمال کی گئی ہے..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ڈی جویا..... یہ ڈی جویا کا کیا مطلب؟" سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فائل اصل جو لیا نے حاصل نہیں کی ڈی جویا نے حاصل کی

ہے..... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن بقول ڈپٹی سیکرٹری جو لیا نے فون پر اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس نے فائل حاصل کر کے ایکسٹو کو پہنچا دی ہے۔ کیا ڈپٹی سیکرٹری نے غلط بیانی کی ہے..... سرسلطان نے پھنکار پتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں اس نے غلط بیانی نہیں کی میں نے بطور ایکسٹو جو لیا سے بات کی ہے۔ جو لیا کا کہنا ہے کہ ایکسٹو نے اسے بطور ڈپٹی چیف سیکرٹری وزارت دفاع سے فائل لانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی سرکاری شناختی کارڈ بھی دیا۔ بقول جو لیا اس نے کارڈ دانش منزل کے آؤٹ باکس سے حاصل کیا پھر جا کر اس نے فائل وصول کی اور ایکسٹو کے حکم کے مطابق فائل اور کارڈ دانش منزل کے ریسرچنگ باکس میں ڈال دیا۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہوا..... عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟ کیوں ایسا نہیں ہوا۔ کیا جو لیا جھوٹ بول رہی ہے..... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں وہ بھی سچ بول رہی ہے اور بلیک زبرد بھی جو دانش منزل میں موجود تھا۔ جہاں تک میرا خیال ہے یہ سب کھیل کسی خاص اور نامعلوم طریقے سے کھیل گیا ہے..... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن ابھی تم کہہ رہے تھے کہ فائل ڈی جویا نے حاصل کی ہے اب کہہ رہے ہو کہ اصل جو لیا نے حاصل کی ہے۔ یہ سب آخر کیا ہے۔

اگر یہ مذاق ہے تو پلیز ایسا مذاق آئندہ مت کرنا اور اگر یہ مذاق نہیں ہے تو پھر دوسری صورت یہ ہے کہ مجھے کسی سینٹرل ہسپتال میں داخل

ہو جانا چاہئے"..... سرسلطان نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"آپ کے ساتھ ساتھ مجھے اور بلیک زبرد کو بھی داخل ہونا پڑے گا ویسے میں اس قدر خطرناک مذاق نہیں کر سکتا۔ ہمارے ساتھ کوئی خاص ہاتھ کیا گیا ہے۔ میں نے ذمی جو لیا کی بات اس لئے کی تھی کہ میرا خیال ہے کہ جو لیا کے ذہن کو کسی طرح کنٹرول کر کے یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہے اور جب کسی انسان کا ذہن کنٹرول ہو تو وہ لامحالہ اصل ہونے کے باوجود ذمی بن جاتا ہے"..... عمران نے کہا۔

"ہو نہ ہو اب کسی حد تک جہاد کی بات سمجھ میں آنے لگی ہے لیکن اب اس فائل کا کیا ہوگا"..... سرسلطان نے کہا۔

"یہ واقعہ دو روز پہلے کا ہے اور جس پیچیدہ انداز میں یہ کام کیا گیا ہے اس سے فی الحال تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ فائل پاکیشیا سے باہر جا چکی ہو گی اور اسے واپس لانا پڑے گا لیکن پہلے آپ وزارت دفاع سے یہ معلوم کر کے بتائیں کہ اگر فائل ہمارے کسی دشمن کے پاس پہنچ گئی ہو تو اس سے ہمارے دفاعی نظام پر کیا اثرات ہوں گے اور فوری طور پر ان اثرات سے نمٹنے کے لئے کس قسم کے اقدامات کیے جا سکتے ہیں"۔

عمران نے کہا۔ اب اس کی پیشانی پر ابھرانے والی شکنوں میں خاصی کئی واقع ہو گئی تھی۔ شاید ایسا اس لئے ہوا تھا کہ وہ فوری طور پر کسی نتیجے پر پہنچ گیا تھا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ بعد میں اس کا یہ خیال غلط ثابت ہو جاتا لیکن فوری طور پر اس کے ذہن پر مسو جو دو باؤ کسی حد تک ختم ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے میں معلوم کرتا ہوں"..... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا تو عمران نے ریسور رکھ دیا۔

"ذہن کو کنٹرول کرنے سے آپ کا مقصد پینائٹرم کا عمل ہے۔" بلیک زبرد نے کہا۔

"ہونا تو ایسا ہی چاہئے لیکن جو لیا کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ٹرانس میں نہیں ہے۔ جو آدمی کسی پینائٹسٹ کی ٹرانس میں ہو اس کا لہجہ بدل جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن فائل تو انہوں نے حاصل کر لی اس لئے ٹرانس بھی ختم کر دیا گیا ہوگا"..... بلیک زبرد نے کہا۔

"ہاں لیکن ایسی صورت میں دو صورتیں ہوتی ہیں یا تو جو لیا کو سرے سے کچھ یاد ہی نہ ہوتا یا پھر اگر اس کے ذہن کو ان باتوں کے بارے میں سمجھ دی گئی ہو تو جو لیا جب یہ باتیں کرتی تو لامحالہ اس کے لہجے میں لاشعوری کیفیت تھلک اٹھتی"..... عمران نے جواب دیا۔

"یہ آپ نے کنٹرولڈ کی بات کس لئے کی ہے"..... بلیک زبرد نے کہا۔

"فوری طور پر تو اس ساری صورتحال کا حل اسی طرح نکالا جا سکتا ہے۔" تو بعد میں یہ پہلے گا کہ اصل صورتحال کیا تھی"..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

کچھ روز خاموشی طاری رہی۔

”صاحب ایک نشانی ذہن میں آگئی ہے۔ اس کے عقبی شیشے کے

دائیں کونے پر ایک سکر لگا ہوا تھا جس پر کالے رنگ کا چھوٹا سا کتا

بھونک رہا تھا۔ یہ تجھے اس نے یاد ہے کہ میں نے نظریں موڑ کر جاتی

ہوئی کار کو دیکھا تو اس تصویر پر میری نظر پڑ گئی تھی..... سلیمان نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے..... عمران نے جواب دیا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور

کریڈل پر رکھ دیا۔

”جولیا غائب رہی تھی اور غیر ملکی کے ساتھ تھی کیا مطلب۔“

بلیک زیر نے حیران ہو کر کہا تو عمران نے اسے کئی روز پہلے سفدر کے

فلٹ پر آنے اور جولیا کے تین دن سے غائب رہنے کی اطلاع اور پھر

جولیا سے فون پر ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

”اوہ اس کا مطلب ہے کہ اصل راز اس میں پہنچا ہے۔ جولیا کو

باقاعدہ استعمال کیا گیا ہے..... بلیک زیر نے کہا۔

”ہاں اسی خیال کے تحت تو میں نے اس کے ذہن کے کنٹرول

ہونے کی بات کی تھی۔ بہر حال سر سلطان کی کال آ جانے تاکہ معاملے

کی نوعیت کا اندازہ ہو جائے اس کے مطابق اب تفصیلی انکوائری کرانی

پڑے گی..... عمران نے جواب دیا اور پھر چند منٹوں بعد فون کی گھنٹی

بجا اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹنڈ..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی صاحب..... سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

”کئی روز پہلے جب سفدر ٹرے فلٹ پر آیا تھا اور جولیا کے غائب

ہو جانے کی بات ہو رہی تھی تو تم نے بتایا تھا کہ جولیا کو تم نے کسی

غیر ملکی کے ساتھ سرخ رنگ کی کار میں دیکھا تھا۔ تمہیں یاد ہے ناں۔“

عمران نے کہا تو بلیک زیر چونک پڑا۔

”جی ہاں اچھی طرح یاد ہے..... سلیمان نے جواب دیا۔

”کیا اس کار کی کمپنی، ماڈل، اس کا نمبر وغیرہ تمہیں یاد ہے۔“

عمران نے پوچھا۔

”نمبر تو میں نے دیکھے ہی نہیں تھے کیونکہ سڑک پر کافی رش تھا۔

ماڈل کا بھی مجھے اندازہ نہیں البتہ اسٹاٹسٹوٹم ہے کہ کار کارنگ سرخ تھا

اور اس کے اندر سیٹوں کے کور وغیرہ کارنگ بھی سرخ تھا۔ کار فورڈ

کمپنی کی تھی لیکن بالکل نئی تھی۔ کیونکہ یہ کار آپ نے بھی کافی عرصہ

رکھی ہے اس لئے مجھے اس کے مخصوص نشان کی پہچان ہے۔“ سلیمان

نے جواب دیا۔

”کوئی ایسا نشان جس سے اس کار کو ٹریس کیا جاسکے..... عمران

نے کہا۔

”ایک منٹ کچھ سوچنے دیجئے..... سلیمان نے جواب دیا اور پھر

نشانے پر اسے فائر کرنا ناممکن ہے۔ سنگل ایکس میزائل تو تقریباً ہر ملک کے پاس ہیں اور یہ میزائل اکیڑ بیڑ کی پرائیوٹ کمپنیاں بھی تیار کرتی ہیں۔ سنگل ایکس آلے کے تحت درست نشانے کی شرح صرف 50 فیصد ہوتی ہے۔ سپر یاور ڈیل ایکس تک پہنچی ہیں۔ اس سے نشانے پر فائرنگ کی شرح چالیس فیصد ہے لیکن ٹریبل ایکس کے تحت یہ شرح سو فیصد ہو جاتی ہے۔ شوگر ان جیسے ملک کے پاس بھی ڈیل ایکس میزائل ہیں..... سر سلطان نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن اس فائل کی کوئی کاپی تو بنائی گئی ہوگی..... عمران نے کہا۔

نہیں اس کو خفیہ رکھنے کی غرض سے اس کی کاپی نہیں بنائی گئی اور جو فائل حاصل کی گئی ہے اس کی بھی کاپی کسی صورت نہیں بنائی جاسکتی ورنہ پوری فائل ضائع ہو جائے گی..... سر سلطان نے جواب دیا۔

آپ نے یہ معلوم کیا ہے کہ اس فائل کے بارے میں باہر کے لوگوں کو کیسے علم ہوا..... عمران نے کہا۔

نہیں اس بارے میں تو مجھے علم نہیں ہے اور نہ میں نے معلوم کیا ہے اور میرے خیال میں اس کا علم بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اب کوئی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا..... سر سلطان نے کہا۔

لیکن یہ معلوم کرنا اتہانتی ضروری ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوگا کہ یہ فائل اس پر اسرار انداز میں کس نے حاصل کی ہے۔ آیا

"سلطان بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

عمران بول رہا ہوں۔ کیا معلوم ہوا ہے اس فائل کے بارے میں..... عمران نے ہنس مچھینچتے ہوئے پوچھا۔

"اتہانتی عجیب صورت حال معلوم ہوئی ہے عمران بیٹے۔ پاکیشیا میں وزارت دفاع کے تحت ایک فیکٹری میں خفیہ طور پر ایک اتہانتی طاقتور اور وسیع رینج کا حامل میزائل تیار کیا جا رہا ہے۔ ایک ایسا میزائل جو خصوصی اسلحے کو ہزاروں کلو میٹر کے فاصلے پر درست نشانے پر پہنچا دے گا۔ اس میزائل کی تکمیل کے بعد اس سارے علاقے میں طاقت کا توازن پاکیشیا کے حق میں ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ ایسا میزائل شوگر ان کے پاس بھی نہیں ہے۔ اس میزائل کی ڈیزائننگ اور اس کی تمام ٹریٹینالوجی پاکیشیا ہی سائنس دانوں کی اپنی ریسرچ پر مشتمل ہے لیکن اسے سو فیصد درست نشانے پر پہنچانے کے لئے جو آلہ استعمال کیا جاتا ہے اسے کوڈ میں ایکس کہا جاتا ہے۔ یہ ٹیکنالوجی پاکیشیا کے بس سے باہر تھی اس لئے ملٹی انٹیلی جنس کی خصوصی مہینسز کے ذریعے اکیڑ بیڑ کی ایک خفیہ لیبارٹری سے یہ ٹیکنالوجی حاصل کی گئی۔ یہ ایسی ٹیکنالوجی ہے کہ جس کا اکیڑ بیڑ کے علاوہ اور کسی کو علم نہیں ہے۔

تمام سپر یاور ڈیل ایکس تک یہ آلہ تیار کرتے ہیں لیکن یہ ٹریبل ایکس ٹیکنالوجی ہے۔ یہ فائل حفاظت کی غرض سے وزارت دفاع کے خصوصی ریکارڈز میں رکھوائی گئی تھی۔ اس ٹیکنالوجی کے بغیر بنائے جانے والا میزائل صرف گریٹر تو رہ جائے گا لیکن سو فیصد درست

ایکریکیا کے اجنبیوں نے یا کسی اور ملک نے..... عمران نے جوار
 دیا۔
 - جہاری بات تو درست ہے۔ تو پھر یہ معلومات تم خود حاصل کر
 لیکن یہ فائل دوبارہ حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے ورنہ حکومت
 اربوں روپیہ جو اس میراث پر اب تک خرچ کیا گیا ہے وہ سب ڈوب
 جائے گا اور پاکیشیا کو دفاعی طور پر ناقابلِ تخریب بنائے جانے کا خواہ
 بھی بکھر کر رہ جائے گا..... سر سلطان نے کہا۔
 "میں سمجھتا ہوں..... عمران نے جواب دیا۔

"صدر مملکت کے نوٹس میں یہ بات لائی جا چکی ہے اس لئے
 کس تم نے مکمل کرنا ہے..... سر سلطان نے کہا اور عمران کے
 کے کہنے پر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر
 کریڈل دیا یا اور پھر تیزی سے منبر ڈاس کرنے شروع کر دیئے۔
 - صفدر سپیکنگ..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
 صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
 "یس سر..... دوسری طرف سے صفدر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے
 میں کہا۔
 "جس میں معلوم ہے کہ جو یا تین روز تک فلیٹ سے غائب رہی ہے
 اور جو یا کے کہنے کے مطابق وہ اپنے ایک سکول فیلو مائیکل کے ساتھ
 شمالی علاقوں کی سیر کے لئے گئی تھی۔ تم نے کیپٹن شکیل کے ساتھ

کب آیا۔ اس کے پاسپورٹ کی آئیڈیٹیا۔ اس کے پاس رہنے۔ شمالی
 علاقوں میں جانے اور اب وہ کہاں ہے۔ اسے پاکیشیا میں موجود ہے یا
 وہاں چلا گیا ہے۔ اکیلا آیا تھا یا اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی تھے۔
 شمالی علاقوں میں وہ کہاں ٹھہرے اور کیا کرتے رہے۔ یہ ساری
 انکو آری رپورٹ تم نے دو روز میں تیار کرنی ہے..... عمران نے
 ایکسٹو کے لہجے میں اسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
 "یس سر یکن..... صفدر کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا۔
 "جو یا کو اس بارے میں کچھ بتانے یا اس سے پوچھنے کی ضرورت
 نہیں ہے۔ تمام انکو آری بالا بالا ہونی چاہئے۔ یہ رپورٹ کا نفعیہ نقل
 ریکارڈ کے لئے تیار کرانی جا رہی ہے..... عمران نے صفدر کا مطلب
 سمجھتے ہوئے کہا۔
 "یس سر میں سمجھ گیا سر..... دوسری طرف سے صفدر نے جواب
 دیا اور عمران نے رسیور رکھ کر ایک طرف پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی
 طرف ہاتھ بڑھا یا اور اس پر مائیکر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس کا
 بین دیا اور مائیکر کو کال دینا شروع کر دی۔
 "مائیکر بول رہا ہوں اور..... چند لمحوں بعد مائیکر کی آواز سنائی
 دی۔
 "عمران بول رہا ہوں اور..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں
 کہا۔

"یس سرادور..... ٹائیگر نے موڈ بانہ لہجے میں کہا۔

" فورڈ کمپنی کی بعد یہ ماڈل کی سرخ رنگ کی کار کو تلاش کرنا جس کے عقبی شیشے کے کونے میں ایک سنکر لگا ہوا ہے جس پر اُد کالے رنگ کا کتا بھونک رہا ہے۔ یہ کار پچھلے دنوں ایک سوئس نٹار ملکی مائیکل کے استعمال میں رہی ہے اور..... عمران نے کہا۔

"یس سرادور..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

"جس قدر جلد ہو سکے اسے تلاش کر کے مجھے رپورٹ دو اور آں..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ کرسی سے اٹھ کر ہوا۔

"میں اس ڈپٹی سیکرٹری سے ملنے جا رہا ہوں جس سے جو کیا فائل آئی تھی..... عمران نے بلیک زرو سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

رچرڈ اور مائیکل دونوں کے چہرے مسرت کی شدت سے پھٹے پڑ رہے تھے۔ رچرڈ کے ہاتھ میں فائل تھی جس پر سرخ رنگ کے تین ایکس بنے ہوئے تھے وہ بار بار فائل کو کھول کر اس طرح دیکھتا جیسے فائل کے اندر پوری دنیا کی دولت بند ہو۔

"آپ نے کمال کی منصوبہ بندی کی ہے۔ کاش اس وقت میں پاکیشیا سکیٹ سروس کے چیف کی حالت دیکھ سکتا جب وہ جو لیا سے اس فائل کے بارے میں پوچھے گا اور جو لیا اسے بتائے گی کہ اس کے حکم پر اس نے فائل حاصل کر کے اسے پہنچا دی تھی..... مائیکل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں لیکن میرا خیال ہے کہ فوری طور پر شاید انہیں اطلاع نہ ہو سکے کیونکہ یہ فائل اگر انہیں فوری پہنچے ہوتی تو یہ اسے ریکارڈروم میں نہ رکھتے کیونکہ ریکارڈروم میں وہ فائلیں رکھی جاتی ہیں جن کی فوری

ضرورت نہیں ہوتی..... رچرڈ نے جواب دیا اور مائیکل نے اشیاء میں سر ملادیا۔

"ڈاکٹر دائسن نے واقعی کمال کر دیا ہے، جو یوں اپنے ذہن کو اس طرح کنٹرول کیا ہے کہ جو یا بالکل سچی سمجھتی رہی کہ وہ ایکسٹو کے حکم پر یہ سب کچھ کر رہی ہے..... رچرڈ نے کہا۔

"اور آپ نے بھی تو سرکاری شناختی کارڈ بنوانے اور دائسن منزل کے پیچیدہ نظام کو اس کو ٹھی میں نصب کرنے میں کمال کر دیا ہے کہ اب جو یا حلف اٹھا سکتی ہے کہ اس نے دائسن منزل سے ہی کارڈ حاصل کیا اور دائسن منزل میں ہی فائل پہنچا دی..... مائیکل نے جواب دیا۔

"ایسا کرنا ضروری تھا۔ ورنہ ڈاکٹر دائسن کی شفیہ مشین لامحالہ سامنے آجاتی اور یہ بات ڈاکٹر دائسن کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ وہ اس معاہدے پر ہمارے ساتھ اس شرط پر شریک ہوا تھا کہ اس کی مشین کسی طرح بھی آؤت نہیں ہونی چاہیے..... رچرڈ نے کہا۔

"ویسے اگر دیکھا جائے تو اس مشن میں بنیادی کردار میرا رہا ہے۔ اگر میری اتفاق سے جو یا سے ملاقات نہ ہو جاتی اور میں اس سے یہ بات نہ اگوا لیتا کہ اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے تو آپ کے لئے یہ فائل حاصل کرنا بہت مشکل ہو جاتا..... مائیکل نے مسیکراتے ہوئے کہا تو رچرڈ نے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے مائیکل پھر بھی کام تو بہر حال کرنا تھا۔ صرف اتنا تھا کہ جو یا کی بجائے وزارت دفاع کا کوئی اہم افسر ڈاکٹر

دائسن کا معمول بن جاتا..... رچرڈ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مڑیہ کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رچرڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسپونڈ اٹھا لیا۔

"رچرڈ بول رہا ہوں..... رچرڈ نے سہاٹ لہجے میں کہا۔

"راجر بول رہا ہوں۔ جہاں فون آیا تھا کہ تم فوری طور پر بات کرنا چاہتے ہو۔ میں ایک اہم میٹنگ کے لئے گیا ہوا تھا۔ کیا بات ہے..... رچرڈ نے کہا۔

"کامیابی کی اطلاع دینی تھی..... رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوه اوه کیا مطلب کیا تم نے مشن مکمل کر لیا ہے..... دوسری

طرف سے انتہائی حریت اور مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں ہاں اور مکمل بھی ایسے بے داغ طریقے سے کیا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہو سکی اور نہ ہو سکے گی..... رچرڈ نے جواب دیا۔

"یہ تو جہاں انصاف ہے کہ تم ایسی منصوبہ بندی کرتے ہو کہ جس میں کوئی جھول نہیں ہوتا۔ بہر حال تفصیلات فون پر پوچھنا تو ٹھیک نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ مشن ورک کو فوری طور پر دارالحکومت کے مشہور سی ویو ہاٹل کے شیجر فوسر کو پہنچا دو اور پھر اطمینان سے واپس آ جاؤ..... رچرڈ نے کہا۔

"فوسر وہ کون ہے..... رچرڈ نے حریت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ پارٹی کا خاص آدمی ہے۔ وہ خود ہی پارٹی تک اسے پہنچا دے گا

ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی....." راجر نے کہا۔

"لیکن اس سے کیا کہنا ہے اور اس بات کا ثبوت کیسے حاصل کیا جائے گا کہ مشن ورک اس تک پہنچ گیا ہے....." رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے اب سے ایک گھنٹے بعد فوسٹرسے اس سے پہلے ہافس میں جا کر ملاقات کرنی ہے۔ تم نے اسے جا کر کہنا ہے کہ تم سیاح ہو لیکن تمہاری جیب کٹ گئی ہے اور تم چاہتے ہو کہ گریٹ لینڈ سے اس کے توسط سے بینک سے اپنی رقم منگواؤں اور اس دوران وہ تمہیں رقم ادھار دے دے۔ بنیادی بات یہی ہوگی۔ اندازاً جو تمہاری مرضی آئے اختیار کر لینا۔ وہ رقم پوچھے گا تو تم نے اسے دس ہزار ڈالر کہنا ہے۔

ساتھ ہی اپنا نام بتا دینا۔ اگر مائیکل ساتھ جائے تو اس کے تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ضمانت مانگے گا۔ تم ضمانت میں مشن ورک اسے دے دینا۔ جب وہ مطمئن ہو جائے تو تمہیں دس ہزار ڈالر کے نوٹ دے گا جن میں سے ایک نوٹ کا نمبر ہیڈ کوارٹر کے فون نمبر پر مشتمل ہوگا۔ بس یہی رسید ہوگی تم واپس چلے آنا اور ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔ میں ابھی پارٹی سے رابطہ کر کے انہیں بریف کر دیتا ہوں۔ وہ فوسٹرسے بات کر لے گی....." راجر نے کہا۔

"باس کیا یہ ضروری ہے کہ مشن ورک ہمیں پارٹی کے حوالے کیا جائے ہم اپنے ہیڈ کوارٹر میں بھی تو سینڈ اودر کر سکتے ہیں....." رچرڈ نے کہا۔

"نہیں ایسا کرنا ضروری ہے۔ میں اس معاملے میں مزید کسی قسم کی کوئی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتا اور میری پارٹی سے یہی شرط طے ہوئی تھی....." راجر نے جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے میں اور مائیکل ایک گھنٹے بعد سی ویو پہنچ جائیں گے....." رچرڈ نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے سر سیور رکھ دیا۔

"یہ تو اور بھی اچھا ہے رچرڈ کہ اس قدر اہم پرابلم سے ہم ہمیں فارغ ہو جائیں گے....." مائیکل نے کہا۔

"ہاں ہے تو ایسا لیکن نجانے کیا بات ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے ہم کسی انجانے خطرے کی طرف بڑھ رہے ہوں....." رچرڈ نے کہا۔

"اوسے نہیں۔ اب کیا خطرہ....." مائیکل نے جواب دیا اور رچرڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد رچرڈ اور مائیکل دونوں سی ویو کے لئے روانہ ہو گئے۔ سرخ رنگ کی نئی فورڈ کار مائیکل نے سہاں کرانے پر کار دینے والی کپنی سے حاصل کی تھی۔ فورڈ کپنی کا یہ ماڈل مائیکل کو ذاتی طور پر بے حد پسند تھا اور اس کے پاس ذاتی طور پر بھی یہی گاڑی تھی۔ اس نے اس نے سہاں بھی اسی گاڑی کا انتخاب کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار آٹھ منزلہ شاندار سی ویو ہوٹل کی پارکنگ میں پہنچ گئی۔ رچرڈ اور مائیکل نیچے آئے اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ ہوٹل ہال آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ لیکن

تشریف رکھیے میرا نام فوسز ہے اور میں اس ہوٹل کا شیجر ہوں۔
 فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں..... فوسز نے کاروباری
 لہجے میں کہا۔

”میں سیاح ہوں۔ سہاں آئے ہوئے چند روز ہو گئے ہیں۔ آج بازار
 سے گزر رہا تھا کہ میری جیب کت گئی اس طرح اب سہاں میرے پاس
 ایک ڈالر بھی نہیں رہا۔ میرا بینک اکاؤنٹ گنٹ لینڈ میں ہے۔ میں
 چاہتا ہوں کہ آپ کے توسط سے وہاں سے کچھ رقم منگوا لوں اور جب
 تک رقم آئے آپ مجھے رقم ادھار دے دیں.....“ فوسز نے ہدایت کے
 مطابق بات کرتے ہوئے کہا۔

”گنٹ لینڈ سے رقم منگوانے میں تو خاصی پیچیدگی ہوں گی آپ
 کو کتنی رقم چاہئے.....“ فوسز نے کاروباری انداز میں پوچھا۔

”زیادہ نہیں صرف دس ہزار ڈالر.....“ فوسز نے جواب دیا۔
 ”اگر یہ رقم میں آپ کو دے دوں تو جب تک آپ کی رقم نہ آئے گی
 میرے پاس اس کی دہائی کی کیا ضمانت ہوگی.....“ فوسز نے بڑے
 کاروباری لہجے میں کہا۔

”میرے پاس ایک فائل ہے۔ آپ اسے بلور ضمانت رکھ لیں لہا
 فی الحال تو یہی دے سکتا ہوں ویسے یہ فائل انتہائی قیمتی ہے۔“ فوسز
 نے جواب دیا۔ مائیکل خاموش بیٹھا۔ وہ ان دونوں کے درمیان ہونے
 والی یہ کوڈ گفتگو سن رہا تھا۔

”دیکھائیے تاکہ میں اندازہ کر سکوں کہ کیا یہ اس قابل ہے کہ دس

ہاں بیٹھے ہوئے افراد کا تعلق انتہائی اعلیٰ سوسائٹی سے تھا۔ ہوٹل کا
 معیار بھی بے حد اعلیٰ نظر آ رہا تھا۔ رپر ڈکاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں لا
 غیر ملکی لڑکیاں موجود تھیں۔

”شیجر فوسز صاحب سے ملنا ہے میرا نام رپر ڈکاؤ ہے.....“ رپر ڈکاؤ
 کاؤنٹر پہنچ کر بڑے باوقار لہجے میں ایک لڑکی سے کہا۔

”شیجر صاحب اس وقت اپنے خصوصی دفتر میں ہیں۔ بہر حال آپ
 مل لیں وہ فارم ہی ہیں.....“ لڑکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
 نے ایک طرف کھڑے ہوئے باوری سپروائزر کو اشارے سے بلا دیا۔
 ”میں مس..... سپروائزر نے قریب آکر مودبانہ لہجے میں کہا۔

”انہیں شیجر صاحب کے خصوصی آفس پہنچا دو.....“ لڑکی نے
 سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیسے سر.....“ سپروائزر نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور بائیں ہاتھ
 کی طرف مڑ گیا۔ شیجر فوسز کا یہ خصوصی آفس ہوٹل کے نیچے بنے
 ہوئے تہہ خانوں میں سے ایک کے اندر تھا۔ دفتر انتہائی شاندار انداز
 میں سجا ہوا تھا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ فوسز ادرید عمر کا آدمی تھا۔
 قومیت کے لحاظ سے وہ گنٹ لینڈ کا باشعور لگتا تھا۔ خاصا خوش شکل
 اور سمراٹ آدمی تھا۔ وہ دفتر میں اکیلا تھا۔ اس نے بڑی گرجوشی سے
 رپر ڈکاؤ اور مائیکل کا استقبال کیا۔

”میرا نام رپر ڈکاؤ ہے.....“ رپر ڈکاؤ نے ہدایت کے مطابق صرف اپنا
 تعارف کرایا۔ مائیکل کے بارے میں اس نے کوئی بات نہ کی۔

ان کے لئے کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا کیونکہ ان کے کاغذات اصل تھے اور ان کاغذات کی وجہ سے وہ گریٹ لینڈ کے باشندے تھے اور سیاحت کے لئے یہاں آئے ہوئے تھے گومانیکل کا آبائی وطن سوئٹزر لینڈ ہی تھا لیکن وہ طویل عرصہ سے گریٹ لینڈ میں رہ رہا تھا اور اب وہاں کا شہری تھا۔ توڑی درلود فوسٹر واپس آگیا۔

اب کام تو ہو گیا اب کچھ دوستانہ باتیں بھی ہو جائیں۔ پہلے آپ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے..... فوسٹر نے اس بار استہانی دوستانہ اور بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”جو آپ مناسب سمجھیں چلا دیں..... رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو فوسٹر نے میز پر موجود نازک کام کارسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کس دیا۔

”ہمزی میرے سپیشل آفس میں بوتل کے سب سے قیمتی مشروب کے تین گلاس بچھا دو..... فوسٹر نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

”ہمارے بوتل کی ایک خصوصی کاک ٹیل سب سے زیادہ مقبول شراب ہے آپ پینیں گے تو آپ کو بھی پسند آئے گی۔“ فوسٹر نے سیور رکھ کر رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”شکریہ..... رچرڈ نے جواب دیا۔

”آپ کے ساتھ شاید گوٹے ہیں..... فوسٹر نے مائیکل کی طرف سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوه نہیں ویسے کم گو ہے..... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہزار ڈالر کے بدلے میں بطور ضمانت رکھی جاسکتی ہے..... فوسٹر نے کہا تو رچرڈ نے کوٹ کی اندرونی جیب سے جس شدہ فائل نکال کر فوسٹر کی طرف بڑھا دی۔ فائل دیکھتے ہی فوسٹر کی آنکھوں میں تیز چمک اُبھرائی۔ اس نے جلدی سے فائل کھولی اور سرسری طور پر اسے دیکھنے لگا۔ ٹھیک ہے اسے بطور ضمانت رکھا جاسکتا ہے۔ میں آپ کو دس ہزار ڈالر دے دیتا ہوں..... فوسٹر نے کہا اور فائل کو میز پر رکھ کر اس نے میز کی سب سے نیچلی دروازہ کھولی اور اس میں موجود ایک لٹاؤ نکال کر اس نے اسے کھولا اور اندر سے نوٹ نکال کر اس نے رچرڈ کی طرف بڑھا دیئے۔

”گن لیں پورے دس ہزار ڈالر ہیں.....“ فوسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو رچرڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے نوٹ لے لئے اور ان کے نمبر دیکھنے لگا۔ ایک نوٹ کے نمبر بالکل ان کے ہیڈ کو اثر کے فون نمبر جیسے تھے۔ اس نے چند لمحے انہیں غور سے دیکھا پھر مسکراتے ہوئے اس نے نوٹ اٹھنے کے لئے اپنی جیب میں ڈال لئے۔

”شکریہ جناب اب اجازت..... رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک منٹ میں یہ فائل سیف میں رکھ آؤں.....“ فوسٹر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی فائل اٹھائی اور عقبی دروازہ کھول کر دوسری طرف چلا گیا۔ رچرڈ اور مائیکل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ان کی ذمہ داری ختم ہو چکی تھی۔ اب

نے ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھا اور پھر ٹرے اٹھائے
واپس چلا گیا۔

”اب آپ گریٹ لینڈ جائیں گے یا کسی اور ملک کی سیاحت کا ارادہ
ہے.....“ فوسز نے مشروب کی چمکی لپیٹے ہوئے کہا۔

”نی الحال تو گریٹ لینڈ جانے کا ہی پروگرام ہے.....“ رچرڈ نے
جواب دیا اور پھر وہ اسی طرح کی ہلکی پھلکی باتیں کرتے رہے اور
مشروب پیتے رہے۔

”اب اجازت دیجئے.....“ گلاس ختم کر کے مزید دیکھتے ہوئے رچرڈ
نے مسکراتے ہوئے کہا تو فوسز اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر مصافحہ کر کے اور
دو بارہ ملنے کی بات کر کے رچرڈ اور مائیکل دونوں اس آفس سے نکلے۔
وہی سپراؤنڈ باہر موجود تھا جو انہیں یہاں تک لے آیا تھا۔ وہ انہیں
دو بارہ ہال تک لے آیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھے واپس کوٹھی جا
رہے تھے۔

”تپہ نہیں اس فوسز کا تعلق کس پارٹی سے ہے۔ ایک تو باس
پارٹی کے متعلق کوئی تفصیل نہیں جانتا.....“ مائیکل نے کہا۔

”ہمیں ضرورت ہی کیا ہے۔ ہمیں اپنے کام کا انتہائی مشغول
مناظرہ مل جاتا ہے اور بس.....“ رچرڈ نے کہا اور مائیکل نے اشبات
میں سر ہلایا۔ تمہاری ذمہ داری کی کار بار پارٹی کا کوئی پہنچ گئی۔ کوٹھی
کے گیٹ پر کار روک کر مائیکل نیچے اترا۔ اس نے پیمانک پر رنگ ہوا تالا
کھولا اور پھر پیمانک کو دھکیل کر کھولا اور واپس آکر کار میں بیٹھ گیا۔ کار

”کم گوئی اچھی عادت ہے۔ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ضیاء
مطلب ہے کہ اگر آپ کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو پھر میرا
ہوٹل حاضر ہے.....“ فوسز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اودہ نہیں مجھے ہوٹل کی رہائش پسند نہیں۔ یہاں کی ایک کالونی
ہے اور باب کالونی۔ وہاں کوٹھی عارضی طور پر لے رکھی ہے وہاں رہتے
ہیں۔ دوسرے بھی شاید آج رات کو یا کل ہم واپس چلے جائیں.....“ رچرڈ
نے جواب دیا۔

”ارباب کالونی۔ اودہ میں بھی تو وہیں رہتا ہوں۔ آپ کی کوٹھی کا
نمبر کیا ہے.....“ فوسز نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ آپ بھی وہیں رہتے ہیں ویسے وہ خاصی اچھی کالونی ہے۔
ہماری کوٹھی اے بلاک میں ہے دن ون نو نمبر ہے.....“ رچرڈ نے
جواب دیا۔

”اے بلاک اچھا اس لئے آتے جاتے ملاقات نہیں ہو سکی۔ میری
رہائش بی بلاک میں ہے کوٹھی نمبر فور تھری ون۔ اگر آپ آج ذر
میرے اور میری بیوی لارا کے ساتھ کریں تو مجھے بے حد خوشی ہو
گی.....“ فوسز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس دعوت کا بے حد شکریہ فی الحال تو ہمارا واپسی کا پروگرام ہے
ہاں جب وہ بارہ آنا ہوا تو سب سے پہلے آپ کے پاس ہی آئیں
گے.....“ رچرڈ نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نونون
ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں تین گلاس موجود تھے۔ اس

خیبر فوسز نہیں تھا۔ اس کا دفتر تو اوپر ہے۔ وہ بیچارہ تو اپنے دفتر میں بیٹھا ہوٹل کے معاملات سے منٹ رہا ہوگا..... اس آدمی نے کہا۔ اس لیے اچانک مائیکل نے اس آدمی پر چھلانگ لگا دی اور مائیکل کو چھلانگ لگتے دیکھ کر رچرڈ نے بجلی کی کسی تیزی سے ریو لور ٹکٹ لے لے ہاتھ جیب میں ڈالا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے کانوں میں مائیکل کی کرناک چیخ پڑی اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گرم دھکتی ہوئی سلاخ اس کے سینے میں گھس گئی ہو۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرا۔ اسی لمحے اسے دوسری سلاخ اپنے سینے میں گھسی ہوئی محسوس ہوئی اور پھر اس کا سانس جیسے ٹگے میں انک گیا۔ اس نے اپنے آپ کو جھٹکا دے کر سانس باہر ٹکٹے کی کوشش کی لیکن اس کے ذہن پر تیزی سے سیاہ چادر پھیلنے لگی اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات جیسے فنا ہو گئے۔

کو پھانک کے اندر لے جا کر اس نے ایک بار پھر اسے روکا نیچے اتار دیا۔ اس جا کر پھانک بند کیا اور وہاپس آکر کار میں بیٹھ گیا۔ سید لکھنوں کار پورج میں جا کر رک گئی اور رچرڈ اور مائیکل دونوں نیچے اترے اور دونی کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

”میرا خیال ہے باس کو اطلاع دے دی جائے..... سنگھ و میں کر سیں پر بیٹھتے ہوئے رچرڈ نے مائیکل سے کہا۔

”ہاں تاکہ معاملات فاسل ہو جائیں“۔ مائیکل نے جواب دیا۔

”کسی کو فون کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ معاملات ابھی فائز ہو جاتے ہیں.....“ اچانک ایک آواز انہیں ہاتھ روم کے دروازے سے سنائی دی اور وہ دونوں بے اختیار حیرت بھرے انداز میں اچھ پڑے۔ ہاتھ روم کے دروازے پر ایک غیر ملکی کھڑا تھا اس کے ہاتھ سے سائیکسنگار ریو لور موجود تھا۔

”خردوار اگر تمہارے ہاتھوں نے جیش کی تو گولی چلا دوں گا اس غیر ملکی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم۔ تم کون ہو.....“ رچرڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس جیب کی طرف جاتا ہوا ہاتھ ساکت ہو گیا تھا۔

”میرا تعلق اسی پارٹی سے ہے جس پارٹی سے تم ابھی مل کر آ رہے ہو۔ ہمارا اصول ہے کہ ہم اپنے تک پہنچنے والے ہر کلیو کو ختم کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ تم فوسز سے مل چکے ہو اس لیے اب تمہاری موت ضروری ہے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ جو آدمی تمہیں ملتا تھا وہ ہوٹل کا اصل

میں آپ کا منتظر تھا..... ڈپٹی سیکرٹری راشد نے اٹیچ کر عمران کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

”کیا ہم کسی ایسے کمرے میں بات نہیں کر سکتے جہاں کوئی ڈسٹربنس نہ ہو سکے..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں کیوں نہیں۔ ادھر سٹیبل میٹنگ روم ہے آپے۔“ ڈپٹی سیکرٹری نے کہا اور عمران کو ساتھ لے کر وہ ایک علیحدہ کمرے میں آگیا اس نے فون پر پی اے کو کہہ دیا کہ انہیں کسی صورت بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے۔

”چیلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کیا مینا پسند کریں گے..... ڈپٹی سیکرٹری نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”فی الحال کچھ نہیں.....“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی فرلیئے“..... ڈپٹی سیکرٹری نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ٹریبل ایکس فائل کے بارے میں کس کس کو معلومات تھیں.....“ عمران نے کہا۔

”کس قسم کی معلومات.....“ ڈپٹی سیکرٹری نے چونک کر پوچھا۔

”اس فائل کی اصل اہمیت کے بارے میں اور اس کی وزارت دفاع کے ریکارڈ روم میں موجودگی کے بارے میں.....“ عمران نے جواب دیا۔

عمران نے کار وزارت دفاع کے سیکرٹری کے پارکنگ میں روکی اور پھر کار لاک کر کے وہ ڈپٹی سیکرٹری کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا۔ دانش سزول سے نکلنے کے بعد اچانک اسے خیال آیا تھا کہ اگر وہ براہ راست ڈپٹی سیکرٹری کے پاس چلا گیا تو شاید وہ زبان نہ کھولے اس نے اس نے کار ایک پبلک بوتھ کے سامنے روکی اور پھر پبلک بوتھ سے اس نے سر سلطان کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ ڈپٹی سیکرٹری وزارت دفاع سے اس کا تعارف کرادیں اور سر سلطان نے حامی بھر لی تھی۔ وہ جہتھی کہ جیسے ہی اس نے ڈپٹی سیکرٹری کے پرسنل سیکرٹری کو اپنا نام بتایا۔ وہ فوراً اسے ڈپٹی سیکرٹری کے پاس چھوڑ آیا۔ ڈپٹی سیکرٹری ادریہ عمر آدمی تھے اور شکل و صورت سے اچھائی باوقار اور باکردار لگ رہے تھے۔

”جیسے جناب سر سلطان نے مجھے فون پر آپ کا تعارف کرادیا ہے اور

"اصل اہمیت کے بارے میں دفتر میں سیکرٹری صاحب اور میرے سرٹری نے حکمانہ لہجے میں کہا۔ علاوہ کسی کو علم نہیں ہے۔ البتہ جہاں میزائل پر کام ہو رہا ہے وہاں۔" میں سر میں تفصیلات لے کر حاضر ہو جاتا ہوں۔" دوسری اس بارے میں سب کو معلوم ہے لیکن وہ سب انتہائی محب وطن وقت سے متوجہ رہے ہیں۔" ڈپٹی سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ پراجیکٹ کہاں مکمل کیا جا رہا ہے۔" عمران نے پوچھا۔ "وزارت دفاع کی ایک خفیہ فیکٹری میں جو دارالحکومت کے قریب ہے۔ ان میں سے کوئی بھی ملک سے باہر تو ایک طرف ملک کے اندر مصافحات میں واقع ہے۔ وہاں عارضی طور پر فوجی چھاؤنی بنائی گئی ہے۔" ڈپٹی سیکرٹری نے اس چھاؤنی کے اندر تو فوجیوں کی پونڈھار کے لئے گارمنٹ فیکٹری سے تعلق رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اس چھاؤنی کی بنائی گئی ہے اور نیچے میزائل فیکٹری ہے۔" ڈپٹی سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں کتنے سائنس دان کام کرتے ہیں اور ان میں سے کوئی آگے بچھے دنوں سے باہر کسی سرکاری کانفرنس یا کسی سرکاری یا نجی دورے گئے ہوں تو ان کے متعلق بھی بتادیں۔" عمران نے کہا۔ "ریکارڈ دیکھ کر بتانا پڑے گا۔" ڈپٹی سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹراکام کلاسور اٹھایا اور اس سے موجود نمبرز میں سے کیے بعد دیگرے تین نمبرز لیس کر دیتے۔ "یس سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ایم ایس علی سے کوئی اگر گذشتہ ایک ماہ کے دوران کسی بھی سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہو تو مجھے تفصیلات بتاؤ۔" ڈپٹی سیکرٹری نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر

دوسری طرف سے ملنے والی اطلاع اس نے حرف بحرف عمداً تک
دی کیونکہ عمران دور پٹھا ہوا تھا اور انٹرکام میں لاؤڈر موجود نہ تھا۔
"ڈاکٹر علی شیر صاحب کہاں رہتے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔
"اسی فوجی چھانڈی کے اندر ان کی رہائش گاہیں موجود ہیں۔ چھا
کا نام جی دن ہے اور رہائش گاہوں کے علاقے کو آرنی کہا
ہے۔" ذہنی سیکرٹری نے جواب دیا۔

"آپ ایسا کریں کہ ڈاکٹر علی شیر کو فون کر کے کہہ دیں کہ
لیبارٹری سے اپنی رہائش گاہ پہنچ جائیں میں وہاں پہنچ کر ان سے ملاؤ۔
کرنا چاہتا ہوں اور میرا تعارف بھی ان سے کرادیں۔" عمران
کہا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی بات کر لیتا ہوں اور ساتھ ہی آپ کو سپیشل
پاس بھی جاری کر دیتا ہوں۔" ذہنی سیکرٹری نے کہا اور کڑے
سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں ان
مینیٹنگ روم سے نکل کر واپس آفس میں آگئے۔ تھوڑی دیر بعد عرصہ
ایک بار پھر کار میں سواری اس مضافاتی چھانڈی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا
ہوونکہ اس کے پاس ذہنی سیکرٹری کے ذاتی دستکوں سے جاری کردہ
خصوصی پاس موجود تھا اس لئے اسے کسی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑا۔
اور وہ فوجی چھانڈی کے اندر رہی ہوئی انتہائی خوبصورت اور جدید طرز
تعمیر کی رہائش گاہوں پر مشتمل علاقے میں داخل ہو گیا۔ اسے بتا دیا
گیا تھا کہ ڈاکٹر علی شیر کا کوٹھی نمبر آٹھ ہے۔ سہانچہ عمران نے کار کو ٹھکا

نمبر آٹھ کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر ستون پر لگی ہوئی کال بیل کا
بن پر پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد جھونکا پھانک کھلا اور ایک نوجوان باہر
آگیا۔

"ڈاکٹر علی شیر صاحب سے ملنا ہے۔ میرا نام علی عمران ہے۔"
عمران نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں پھانک کھونٹا ہوں آپ کا اندر لے آئیں۔" نوجوان
نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔
چند لمحوں بعد پھانک کھلا اور عمران کا اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک
کار بیٹھے سے موجود تھا۔ عمران نے کار اس کے برابر روک دی اور پھر نیچے
اتر آیا۔ نوجوان پھانک بند کر کے واپس آگیا اور وہ عمران کو ایک سادہ
سے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا
اور ایک اوجھ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے بال آدھے سے زیادہ
سفید تھے۔ آنکھوں پر بیماری فریم کا نظر کا چشمہ لگا ہوا تھا۔ اس نے
شرٹ اور بتون پہنی ہوئی تھی۔ عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی
ڈاکٹر علی شیر ہو سکتے ہیں۔ سہانچہ وہ ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا
ہوا۔

"تشریف رکھیے میرا نام ڈاکٹر علی شیر ہے۔ مجھے ذہنی سیکرٹری
صاحب نے بتایا ہے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے
لیکن میرا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر علی شیر
نے تعجب بھرے لہجے میں کہا۔

W میں گریٹ لینڈ میں ایک سائنسی تنظیم نے تقریب کا انعقاد کیا تھا
 W جس میں دنیا بھر سے وہ سائنس دان شامل ہوئے تھے جن کا تعلق
 W میزائل و سرچ ہے۔ اس کا مہمان خصوصی میں تھا..... ڈاکٹر
 W علی شیر نے جواب دیا۔

P "اس رسمی تقریب کے علاوہ بھی تو آپ کی ملاقات دوسرے سائنس
 Q دانوں سے ہوتی رہی ہوں گی۔ آپ وہاں ایک ہفتہ رہے تھے۔" عمران
 K نے کہا۔

S "جی ہاں ملاقاتیں بھی ہوئیں اور مختلف نجی دعوتیں بھی۔ لیکن آپ
 O یہ سب کچھ آخر کیوں پوچھ رہے ہیں....." ڈاکٹر علی شیر نے کہا۔

C "آپ کو ٹرپل ایکس فائل کے بارے میں تو معلوم ہے کہ وہ کس
 P فارمولے کی فائل ہے اور کیسے حاصل کی گئی ہے اور جس میزائل پر
 A آپ کام کر رہے ہیں اس میں اس ٹرپل ایکس فائل کی کیا اہمیت
 A ہے....." عمران نے کہا تو ڈاکٹر علی شیر بے اختیار اچھل پڑا۔

E "ہاں ہاں۔ بالکل معلوم ہے اور مجھے معلوم نہ ہو تو اور کس کس
 P معلوم ہو سکتا ہے۔ اس سیشن کا انچارج بھی تو میں ہی ہوں۔" ڈاکٹر
 P علی شیر نے کہا۔

"یہ فائل وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے انتہائی پراسرار انداز
 میں اڑائی گئی ہے۔"..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر علی شیر کی آنکھیں اس
 O طرح پھٹ گئیں جیسے اسے اچانک نظر آنا بند ہو گیا ہو۔

M "کیا..... کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ ٹرپل ایکس فائل اڑائی گئی

"ڈاکٹر صاحب تعلق تو بنانے سے بنتا ہے۔ میرا نام علی عمران ہے
 میں سیکرٹ سروس کے چیف کا شاندار خصوصی ہوں۔"..... عمران
 نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا تو ڈاکٹر علی شیر کے انتہائی سنجیدہ
 ہجرے پر مسکراہٹ تیر گئی۔

"آپ کی بات درست ہے۔ تشریف رکھیے۔" ڈاکٹر نے کہا اور
 خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور وہی
 نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں مشروبات کی دو بوتلیں نش
 چہ میں لیٹی ہوئی رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں
 ایک ایک بوتل عمران اور ڈاکٹر علی شیر کے سامنے رکھ دی۔

"یہ میرا بیٹا اعظم ہے۔ یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ ہے۔" ڈاکٹر علی
 شیر نے نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔
 نوجوان باہر چلا گیا تو عمران نے بوتل اٹھائی اور اسے سب کرنا شروع
 کر دیا۔

"ڈاکٹر صاحب آپ کو کوئی بین الاقوامی انعام ملا تھا جس کی
 تقریب کے سلسلے میں آپ گریٹ لینڈ گئے تھے۔" عمران نے کہا تو
 ڈاکٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ اس تقریب سے سیکرٹ سروس کو دلچسپی پیدا
 ہو گئی ہے۔ دوسرے وہاں کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی ہے مجھے سائنس
 فاؤنڈیشن کی طرف سے میزائل و سرچ پر انعام دیا گیا تھا۔ یہ انعام
 سائنس کی دنیا میں کافی بڑا اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ اس انعام کے سلسلے

ہے۔ ڈاکٹر علی شہر نے دک دک کر یوں کہا جیسے بولتے ہوئے انہیں سب حد تک گھٹیف ہو رہی ہو۔

جی ہاں اور آپ زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ اس صورت میں اس میڈیکل کالج کا کیا شہر ہو گا جو آپ سب مل کر بنا رہے ہیں اور جس پر نہ صرف پاکیشیا کا اردو روپیہ لگ چکا ہے بلکہ پاکیشیا کے دفاع کا مستقبل بھی اس پر منحصر تھا..... عمران نے کہا۔

اواہ وہ وری بیڑ۔۔۔ تو تو می المیہ ہے۔۔۔ تو۔۔۔ تو۔۔۔ لیکن یہ سب ہوا کیسے..... ڈاکٹر علی شہر نے کہا۔

ڈاکٹر صاحب ہم نے یہ فائل ہر قیمت پر واپس لے آئی ہے لیکن اس بار مجرموں نے ایسا کھیل کھیلا ہے کہ ان کا سر سے سے کوئی سراغ نہیں مل رہا۔۔۔ بات تو طے ہے کہ اس فائل کے بارے میں یا تو آپ کی فیکٹری کے ساتھیوں سے یا پھر سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری وزارت دفاع اور کسی کو علم نہ تھا۔۔۔ حتیٰ کہ حکومت اٹیکریمیا کو بھی علم نہ تھا اور وہ اسے ویسے ہی دبا ڈال کر واپس لے لیتے۔۔۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجرموں کو کیسے اس بات کا علم ہوا کہ یہ فائل پاکیشیا میں موجود ہے اور وزارت دفاع کے ریکارڈروم میں ہے..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

جی ہاں واقعی سب تو اہم سوال..... ڈاکٹر علی شہر نے جواب دیا۔
گزشتہ ایک ماہ کے دوران آپ ملک سے باہر گئے ہیں۔ آپ کے علاوہ آپ کی فیکٹری کا اور کوئی سائنسدان باہر نہیں گیا..... عمران

نے کہا تو ڈاکٹر علی شہر بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر یکفخت انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں غدار ہوں۔ میں نے مجرموں کو بتایا ہے۔ حالانکہ اس فائل کے حصول میں ملٹری انٹیلی جنس کے مہینوں کے ساتھ مل کر میں نے سب سے زیادہ جدوجہد کی تھی اور حکومت نے اس کے اعتراف میں مجھے سرکاری طور پر سارہ پاکیشیا کا تمغہ دیا تھا..... ڈاکٹر علی شہر نے عمیلے لہجے میں کہا۔

میں آپ کی نیت پر شک نہیں کر رہا ڈاکٹر صاحب۔ اگر مجھے شک ہوتا تو اب تک تجھانے آپ کس قدر خوفناک عذاب سے گزر چکے ہوتے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ ہمارے ملک کے انتہائی محب وطن ساتھیوں میں ہیں اور میں آپ کی دل سے قدر کرتا ہوں لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ آپ کی کسی نہ کسی بات کی وجہ سے مجرموں تک اس کی اطلاع پہنچی ہے۔ آپ یاد کریں کہ کسی محفل میں یا کسی بھی آدمی کے ساتھ اس موضوع پر آپ کی بات ہوتی ہو۔ انتہائی ٹھنڈے دماغ سے سوچئے یہ ملک و قوم کا مسئلہ ہے۔ صرف آپ کا یا میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر آپ کو یہ بات یاد آجائے کہ کن لوگوں کے ساتھ یا کن لوگوں کے سامنے یہ بات ہوتی ہے تو ہم ان مجرموں تک پہنچ کر وہاں سے فائل واپس لاسکتے ہیں..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر علی شہر کا غصے کی شدت سے گڑا ہوا چہرہ یکفخت نارمل ہوتا چلا گیا۔

”اودہ اودہ“ ہاں نادانستہ طور پر ایسا ہو سکتا ہے۔ بہر حال وہاں ساری باتیں میراٹل ریسرچ کے سلسلے میں ہوتی رہی ہیں..... ڈاکٹر علی شیر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی کی پشت سے سرکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ تموزی در بعد ڈاکٹر نے ایک جھلکے سے آنکھیں کھولیں۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرائی تھی۔

”اودہ اودہ مجھے یاد آگیا اور اس وقت تو میں سمجھ نہ سکا تھا لیکن اب ساری بات مجھے سمجھ آ رہی ہے۔ ایک ہوش کے چھوٹے بال میں گریٹ لینڈ کے سائنس دان ڈاکٹر برنارڈ نے اچانک ٹرپل ایکس میراٹل ٹیکنالوجی کے بارے میں بات شروع کر دی اور پھر محفل میں موجود سائنس دانوں نے اس پر باتیں کیں۔ ان سب کی رائے یہی تھی کہ ٹرپل ایکس ناممکن ہے۔ میرا مطلب ہے کہ اب آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ ٹرپل ایکس کیا ہوتا ہے۔ آپ کا تعلق تو سائنس سے نہیں ہے..... ڈاکٹر علی شیر نے تذبذب بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ٹرپل ایکس کا مطلب ہے کہ میراٹل سو فیصد نارگٹ حاصل کرے۔ یہی مطلب ہے ناں.....“ عمران نے جواب دیا تو ڈاکٹر علی شیر بے اختیار چونک پڑے۔

”اودہ ہاں آسان لفظوں میں تو یہی کہا جا سکتا ہے۔ بہر حال وہاں موجود قیاس سائنس دانوں کی حتمی رائے یہی تھی کہ ایسا ہونا ناممکن ہے جس پر مجھ سے ذرا ہلکا تو میں نے کہہ دیا کہ نہ صرف ایسا ممکن ہے

بلکہ ایکریسیانے اس ٹیکنالوجی کو تیار بھی کر لیا ہے اور ٹرپل ایکس میراٹل ان کے خفیہ دفاع میں شامل بھی ہیں۔ اس پر سب نے مجھے بیکر اور انتہائی بے رحمی سے تھملا دیا جس پر مجھے غصہ آگیا اور میں نے کہہ دیا کہ عقرب پاکیشیا بھی ٹرپل ایکس میراٹل کا دھماکہ کرے گا۔ ہم نے بھی ٹرپل ایکس ٹیکنالوجی حاصل کر لی ہے اور ہم اسے تیار کر

رہے ہیں۔ ہمارے پاس ٹرپل ایکس ٹیکنالوجی فائل موجود ہے۔ بس فیصلہ فساد اور پاکیشیا کی برتری کے سلسلے میں نہ چلنے کے باوجود سب باتیں میرے منہ سے خود بخود نکلیں چلی گئیں۔ اس پر ڈاکٹر برنارڈ نے بڑے استہزائیہ انداز میں کہا کہ پاکیشیا تو اس فائل کی حفاظت کرنے کا بھی اہل نہیں ہے۔ وہ ٹرپل ایکس میراٹل کیسے تیار کر سکتا ہے اس پر مجھے مزید غصہ آگیا اور میں نے بتا دیا کہ یہ فائل انتہائی محفوظ ہے۔ وزارت دفاع کے ریکارڈ روم جس میں یہ فائل موجود ہے وہاں سے کسی طور پر بھی فائل نہیں اڑائی جا سکتی۔ اس کے بعد موضوع بدل گیا یا بدل دیا گیا۔ پھر محفل برخواست ہو گئی اور میں اپنی رہائش گاہ پر چلا آیا اس کے بعد ڈاکٹر برنارڈ سے دوبارہ ملاقات ہی نہ ہوئی اور میرے ذہن سے بھی یہ سب کچھ اتر گیا۔ اب آپ نے بات کی ہے تو یہ سب کچھ میرے ذہن میں تازہ ہوا ہے..... ڈاکٹر علی شیر نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک ابھرائی۔

”اس ہوش میں اور کون کون تھا.....“ عمران نے پوچھا۔
”ڈاکٹر برنارڈ کے دوست ہی تھے۔ بہر حال تم گریٹ لینڈ کے

ساتیس دان باہر کا کوئی آدمی نہ تھا سوائے میرے۔۔۔ ڈاکٹر علی شیر نے کہا۔

کیا اس سے پہلے ڈاکٹر برنارڈ سے اس موضوع پر آپ کی بات ہوئی تھی؟۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

ڈاکٹر برنارڈ سے۔ ہاں تقریب کے دوران بس دہیتے ہی سرسری طور پر بات ہوئی تھی بہت مختصر سی۔ کسی ساتسی ترکیب پر بات ہوئی تھی لیکن یہ گفتگو بے حد مختصر تھی۔ ڈاکٹر علی شیر نے کہا۔

ڈاکٹر برنارڈ صاحب کا کوئی پتہ تاکہ ہماری ان سے ملاقات ہو سکے یا فون پر بات ہو سکے۔ عمران نے کہا۔

دو گریٹ لینڈ کی میزائل بنانے والی ایک سرکاری فیکٹری کے اجارے میں۔ بظاہر یہ فیکٹری الیکٹرانک کھلونے بنانے کا کام کرتی ہے اور پوری دنیا میں مشہور ہے۔ کھڑو گل نوائے کمپنی۔ ڈاکٹر برنارڈ اس کا ڈائریکٹر جنرل ہے لیکن درپردہ وہاں میزائل بنانے کا کام ہوتا ہے۔ اس نوائے کمپنی کے آفس میں ڈاکٹر برنارڈ سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر علی شیر نے کہا۔

او کے بہت شکریہ۔ اب آپ نے ایک کام کرنا ہے کہ آپ نے کسی سے ان باتوں کا ذکر نہیں کرنا۔ اور نہ ہی ڈاکٹر برنارڈ سے فون پر کوئی بات کرنی ہے۔ اگر ان مجرموں کو ذرا بھی شک ہو گیا کہ آپ نے اس موضوع پر سیکرٹ سروس سے کوئی بات کی ہے تو پھر آپ کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

میں خیال رکھوں گا۔۔۔ ڈاکٹر علی شیر نے جواب دیا تو عمران ان سے اجازت لے کر ڈرائنگ روم سے باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف الٹی جا رہی تھی۔ ایک اہم کلید ہاتھ آ گیا تھا اور وہ اس گریٹ لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارمن ایجنٹ کے ذریعے اس ڈاکٹر برنارڈ کو چیک کرانا چاہتا تھا کہ فائل اس تک پہنچ گئی ہے یا نہیں۔

عیت پر تالا لگا ہوا تھا۔ میں عقبی طرف سے اندر کود گیا۔ کوٹھی خالی
 پڑی ہوئی تھی۔ میں سٹنگ روم کے ہاتھ روم میں کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی
 دیر بعد وہ دونوں وہاں آگئے۔ ان کے طیلے دہی تھے جو آپ نے بتائے
 تھے۔ وہ اپنے کسی ہاس کو فون کر کے اطلاع دینا چاہتے تھے کہ میں
 ہاتھ روم سے باہر آ گیا۔ انہوں نے مجھ پر حملے کی کوشش کی لیکن آپ
 جانتے ہیں کہ راجہ پر حملہ کرنا ناممکن ہے۔ چنانچہ دہی ہوا۔ میں نے
 فائر کھول دیا اور دونوں ڈھیر ہو گئے۔ میں اس وقت تک وہاں رکھا رہا
 جب تک تصدیق نہ ہو گئی کہ وہ دونوں ختم ہو گئے ہیں۔ پھر میں نے
 آپ کے حکم کے مطابق ان کی جیبوں سے بٹوے نکال لئے جن میں
 ہماری کرنسی کے ساتھ ساتھ وہ ایک ہزار ڈالر کے نوٹ بھی تھے جو
 آپ نے دیتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی میں نے ان کے سارے سامان
 کی کٹائی اس انداز میں لی جیسے میں نے وہاں ڈاک ڈالنا ہوا۔ کافی کرنسی
 ان کے بیگ میں موجود تھی وہ بھی میں نے اڑالی۔ اس کے بعد خاموشی
 سے عقبی طرف سے باہر آ کر اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا اور اب وہاں سے
 آپ کو کال کر رہا ہوں۔ راجہ نے جواب دیا۔

کسی نے چیک تو نہیں کیا۔ کسی ہمسائے نے۔ کوئی جہادی
 فائرنگ کی آوازیں سن کر تو نہیں آیا۔ داسکر نے تیز لہجے میں
 کہا۔

ہاس آپ مجھے احمق سمجھتے ہیں میری ساری زندگی ایسے ہی کاموں
 میں گزری ہے۔ میں انتہائی قیمتی سائینسر نگار ہوا اور لے کر گیا تھا اس

اوجھیہ عمر آدمی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ میز
 رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ آگے بڑھ کر میز کے ساتھ موڑ
 کر سی پریٹینڈ گیا اور پھر اس نے اطمینان سے ہاتھ بڑھا کر ریسپور اٹھا لیا۔
 "یس واسکر بول رہا ہوں۔ اوجھیہ عمر کے لہجے میں سختی تھی۔
 "راجہ بول رہا ہوں ہاس۔ دوسری طرف سے ایک کراخت
 آواز سنائی دی۔

اودو راجہ تم۔ کیا رہائش گاہ۔ داسکر نے چونک کر تیز لہجے میں
 پوچھا۔

کاسیابی ہاس۔ وہ دونوں ختم ہو چکے ہیں۔ ... دوسری طرف سے
 کہا گیا۔

تفصیل بتاؤ۔ داسکر نے سب لہجے میں کہا۔
 آپ کافون سنتے ہی میں درباب کالونی کی اس کوٹھی تک پہنچ گیا

اور خود فوسزرن کر بیچے اس کے خاص دفتر میں بیچ گیا۔ کاؤنٹر پر کہہ دیا گیا کہ فوسز خصوصاً دفتر میں ہے اس لئے اگر کوئی اس سے ملنے آئے تو اسے خصوصی دفتر میں بھیج دیا جائے۔ اس کے بعد راجہ ڈ ایک اور سوسٹنڈا نو جوان کے ساتھ آیا۔ تمام کو ڈوہرائے گئے۔ میں نے اس سے فائل لے لی اور اسے مخصوص نوٹ دوسرے نوٹوں کے ساتھ دے دیا۔ پھر میں نے دو سائنڈا ز میں ان سے ان کی رہائش گاہ کے بارے میں تفصیلات حاصل کر لیں۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے راجہ کو فون کر کے کہہ دیا کہ وہ ان کی رہائش گاہ پر ان سے چہلے بیچ جائے اور انہیں بلا کر کر کے ان کی جیب سے وہ خصوصی نوٹ حاصل کرے اور وہاں اس طرح کے حالات پیدا کر دے جسے ڈاکر پڑا ہو چونکہ اتفاق سے ان کی رہائش گاہ بھی اسی کالونی میں تھی جس میں راجہ کی رہائش گاہ ہے اس لئے راجہ ان کے وہاں پہنچنے سے چہلے بیچ گیا اور اس نے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ اب ہم تک فائل پہنچنے کا کیو مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے۔

دا سکر نے جواب دیا۔

گلہ تم فائل کو فوراً گریٹ لینڈ کے سفارت خانے میں سپیشل سیکرٹری ماہام نفاذ کو پہنچا دو۔ تم نے اسے صرف اتنا کہنا ہے کہ یہ فائل فوسز نے بھیجی ہے لیکن فائل تم نے خود جا کر اس کی رہائش گاہ پر لیا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

نھیک ہے لیکن ہاس راجہ ڈ اور اس کے ساتھ ہی اس طرح قتل نے پہاٹی ناڈر کا چیف راجہ یہ بات سمجھ نہیں جائے گا کہ انہیں ہم

لئے کسی آواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوٹھی کے اندر جاتے اور باہر آتے مجھے کسی نے نہیں دیکھا اور کوٹھی کے اندر میں اپنا کوئی کیو ٹیم کر نہیں آیا۔۔۔۔۔ راجہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم ایسا کرو کہ وہ خصوصی نوٹ مجھے پہنچا دو باقی کر نس تم رہا لو۔۔۔۔۔ دا سکر نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دیا اور نوٹ آئے تیری سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

میں۔۔۔۔۔ اسے ایس کارپوریشن۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

دا سکر بول رہا ہوں ہاس سے بات کرو۔۔۔۔۔ دا سکر نے کہا۔

اوہ اچھا ہو لا کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہیلے پیٹرن بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

دا سکر بول رہا ہوں ہاس۔۔۔۔۔ دا سکر نے قدرے متوجہ بننے میں کہا۔

اوہ میں۔ کیا رپورٹ ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

فائل مجھے مل گئی ہے کیو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ اب کیا مکہ ہے۔۔۔۔۔ دا سکر نے جواب دیا۔

تفصیل بتاؤ۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

پروگرام کے مطابق میں نے شیئر فوسز کو اس کے دفتر میں چھوڑ

نے ختم کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے بارے میں انتقامی کاررو کرتے ہوئے حکومت پاکستان کو تھری کر دے۔..... واسکر نے کہا۔
 "اوہ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ سب کچھ اس سے پہلے سے طے کر گیا تھا۔ اس کے دو آدمیوں کی زندگیوں کی قیمت اسے پہلے ادا کر گئی تھی۔ ایسی تنظیموں میں افراد کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اہمیت کام اور دولت کی ہوتی ہے۔ راجہ کے ان دونوں آدمیوں کو جس جتنی دولت اس نے ہم سے حاصل کر لی ہے اس سے وہ پوری تنہیم بنا سکتا ہے۔ تم اس بات کی فکر نہ کرو تمہیں اس فائل کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ اس فائل کے بدلے میں حکومت گرت لیٹنڈ آج ملک بھی فروخت کر سکتی ہے۔..... پیئرسن نے کہا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے ہاں میں اس مادام فلادور سے بات کرتا ہوں واسکر نے مطمئن لہجے میں کہا۔

- ٹھیک ہے لیکن سارا کام انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے چلئے۔ پیئرسن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوا۔ واسکر نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کرینل دیا اور نون آن اس نے فون نہیں کے نیچے موجود ایک بین کو پریس کر دیا۔ اس فون جو براہ راست تھا اس کا تعلق ہوٹل ایکس چیئج سے ہو گیا۔

"یس سر..... آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
 "واسکر بول رہا ہوں گرت لیٹنڈ سفارت خانے کی سیکرٹری مادام فلادور سے میری بات کرادو..... واسکر نے کہا۔

- یس سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور واسکر نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجی تو اس نے ہاتھ چڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔

"یس واسکر بول رہا ہوں..... واسکر نے کہا۔

"مادام فلادور سے بات کریں۔ دوسری طرف سے ہوٹل ایکس چیئج آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں بات کرادو..... واسکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون میس کے نیچے لگا ہوا بین پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کر دیا تاکہ آپریٹران کے درمیان ہونے والی بات جیت نہ سن سکے۔

"پہلے فلادور بول رہی ہوں..... ایک نسوانی آواز سنائی دی پھر بے حد ستر تم تھا۔

"ہوٹل سی ویو سے واسکر بول رہا ہوں۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ ایک فائل جو فوسز نے مجھوائی ہے آپ تک پہنچا دوں..... واسکر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ضرور..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔
 "یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ یہ کام آپ کی رہائش گاہ پر ہونا چلئے..... واسکر نے کہا۔

- ٹھیک ہے تم آجاذ۔ میں رہائش گاہ پر جا رہی ہوں۔ میری رہائش گاہ سفارت خانے کی حدود میں نہیں ہے بلکہ میں زید ٹاؤن کی کوئٹھی نمبر ٹائیو تھری ٹائیو اے بلاک میں رہتی ہے۔ تم آدھے گھنٹے بعد آجانا۔

ہائیک سے فلادور کی آواز سنائی دی۔

w

گیت پر کون ہے... فلادور کاجب اسی طرح بے حد مترنم تھا۔

w

w

”واسکر... واسکر نے جواب دیا۔

”اوہ گیت کھلا ہوا ہے پلیز اندر آجائیں“... ہائیک سے آواز

سنائی دی تو واسکر نے آگے بڑھ کر کونھی کے چومنے گیت کو دھکیلا تو

گیت کھٹا چلا گیا وہ اندر داخل ہوا۔ کونھی متوسط ٹائپ کی تھی۔

پورچ میں سفید رنگ کی ایک کار موجود تھی جس پر سفارت خانے کی

مخصوص نمبر پلیٹ بھی موجود تھی۔ اس نے ایک نظر کونھی پر ڈالی اور

پھر مڑ کر اس نے بڑا بھانگ خود ہی کھولا اور کار میں جا کر بیٹھ گیا۔ اس

نے کار سنارت کر کے اسے بھانگ کے اندر کر کے کچھ فاصلے پر روکی اور

ایک بار پھر نیچے اتر کر اس نے گیت بند کر دیا اور ایک بار پھر وہ کار میں

بیٹھا اور کار کو چلاتا ہوا پورچ میں لے آیا۔ پورچ میں کار روک کر وہ

نیچے اتر اس لیے برآمدے میں ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی

تھوڑا ہوتی جس کے جسم پر ہاتھ لگاؤں تھا۔

”آئی ایم سوری مسز واسکر آپ کو تکلیف ہوئی۔ دراصل میری

عادت ہے کہ میں جب کام سے فارغ ہو کر آتی ہوں تو سب سے پہلے

غسل کرتی ہوں۔ میرا خیال تھا کہ آپ میرے غسل کرنے کے بعد

آئیں گے لیکن آپ اس وقت آئے جب میں ہاتھ روم میں تھی اس لیے

آپ کو یہ ساری تکلیف خود کرنی پڑی... لڑکی نے اسی طرح مترنم

لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ

m

اس دوران میں پہنچ جاؤں گی..... بارہ فلادور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تھک ہے میں آ رہا ہوں... واسکر نے جواب دیا اور رسیو

رکھ دیا۔ پھر وہ کرسی سے اٹھا اور عقبی دیوار میں واقع ایک الماری کی

طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اس کے سب سے نچلے خانے

کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے سائٹل میں انجرے ہوئے جیسے پر ہاتھ سے

دباؤ ڈالا تو سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی الماری کے اوپر والے خانے گھوم

گئے۔ اب ان خانوں میں پہلے سے مختلف چیزیں موجود تھیں۔ واسکر

نے ایک خانے میں موجود خاک کاغذ کا لبا سا لٹاف اٹھایا اسے کھول کر

دیکھا اس میں ٹرپل ایکس فائل موجود تھی۔ اس نے لٹاف بند کیا اور ہم

اسے موڈ کر اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ اس کے

بعد اس نے پہلے کی طرح نچلے خانے میں ہاتھ ڈال کر الماری کے خانے

گھمائے اور پھر الماری بند کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرے کے

بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی سیاہ رنگ کی

کار سی دیو ہوٹل سے نکل کر زید ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

چونکہ اسے جہاں آنے ہوئے ایک ہفتے سے زیادہ ہو گیا تھا اور اس نے

جہاں کا نقشہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا اس لیے بڑی بڑی کالونیوں کے راستے

اسے معلوم تھے۔ تقریباً پچیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ زید ٹاؤن کی

مطلوبہ کونھی تک پہنچ گیا۔ اس نے کار بند گیت پر روکی اور نیچے اتر کر

کال ہیل کا بین پرس کر دیا۔ ہند لمحوں بعد ستون پر لگے ہوئے ڈ

بڑھا دیا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ لیکن کیا آپ نے جہاں ملازم نہیں رکھے ہوئے؟“ واسکر نے مصافحہ کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی نہیں ملازم میرے نجی معاملات میں مداخلت کر سکتے ہیں اور میں اپنے نجی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت برداشت کرنے کی عادی نہیں ہوں۔“ فلاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو واسکر بھی مسکرا دیا۔

”آئیے ادھر میرے خاص کمرے میں آجلیے۔“ فلاور نے مڑ کر درمیانی گلیمری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور واسکر اس کے پیچھے چل دیا تو تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچ گئے جو انتہائی قیمتی ساز و سامان سے مزین تھا۔

”تشریف رکھیں میں لباس تبدیل کر کے ابھی آتی ہوں۔“ فلاور نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ واسکر کرسی پر خاموش بیٹھا کمرے کا جائزہ لیتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد فلاور واپس آئی تو اس کے جسم پر شوخ رنگ کا اسکرٹ تھا۔ اس نے بالوں کو برش کر لیا تھا اور ہجرے پر میک اپ کے ہنگے لیکن ماہرانہ نچر صاف دکھائی دے رہے تھے اس نے ایک طرف موجود ایک میز سے شراب کی ایک بوتل اٹھائی۔ اسے واسکر کے سامنے میز پر رکھا اور پھر میز کے پھلے حصے سے دو گلاس اٹھا کر اس نے اوپر رکھے۔ بوتل کھول کر اس نے دونوں

گلاس بھرے۔

”یہیے کامیابی کے نام۔“ فلاور نے اپنا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا تو واسکر نے بھی مسکراتے ہوئے گلاس اٹھایا۔ دونوں نے ایک دوسرے کے گلاس کو خیر سگالی کے اظہار کے طور پر بچ کیا اور پھر شراب کے گھونٹے کر گلاس واپس میز پر رکھ دیئے۔

”جی اب فرمیلیے“ فلاور نے کہا۔

”فوسز نے ایک فائل بھیجی۔“ واسکر نے کہا۔

”اوہ ہاں دیکھئے۔ سفارتی بیگ دو گھنٹے بعد جائے والا ہے میں اسے

اس میں ڈال دوں گی۔“ فلاور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو واسکر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے جہر شدہ فائل والا لفافہ نکالا اور اسے فلاور کی طرف بڑھا دیا۔ فلاور نے لفافے میں سے فائل نکالی ایک نظر اسے دیکھا اور پھر لفافے میں ڈال کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

”میں یہ اہم فائل سیف میں رکھ آؤں۔“ فلاور نے کہا تو واسکر نے اثبات میں سر ہلایا اور فلاور فائل اٹھائے تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

”تو یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ فائل کو سفارتی بیگ کے ذریعے پاکیشیا سے نکال جائے نمحیک ہے اچھا مینوٹہ طریقہ ہے۔“ واسکر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور فلاور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گئی۔

”آپ کی کہاں آمد کے بارے میں آپ کے علاوہ اور کتنے افراد کو علم

ہے۔ فلاد نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا اس کے بہرہ سہ
 یکت گہری سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔

”میرے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں کیوں آپ نے یہ بات کیوں
 پوچھی ہے؟“ واسکر نے چونک کر پوچھا۔

”احتیاطاً پوچھ لیا تھا..... فلاد نے جواب دیا اور اپنا گلگاس خم کر
 کے اس نے مزید کہہ دیا۔ اسی لئے واسکر نے بھی گلگاس میں برکھا۔

”اب مجھے اجازت دیجئے۔ ارے ارے۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ
 جسم تو حرکت نہیں کر رہا کیا مطلب..... بولتے بولتے یکت واسکر
 نے لڑکھاتے ہوئے لہجے میں کہا اسے واقعی اچانک احساس ہوا تھا کہ
 اس کا جسم ساکت ہو گیا ہے۔“

”یہ اس شراب کا اثر ہے مسز واسکر نے ڈریسنگ روم میں بیٹھے
 ہی ایک خاص گولی منہ میں ڈال لی تھی جس کی وجہ سے اس کا اثر بھڑ پر
 نہیں ہوا لیکن آپ پر اس نے اثر کر دیا..... فلاد نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔“

”مہم مگر.....“ واسکر نے بولنا چاہا لیکن یہی الفاظ بمشکل اس کے
 منہ سے نکلے اور پھر زبان بھی حرکت کرنے سے قاصر ہو گئی۔ اس کا
 ذہن سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی
 خاص ٹیکر میں پھنس گیا ہے لیکن وہ اس وقت واقعی بری طرح بے بس
 ہو گیا تھا۔

”یہ اس لئے کیا گیا ہے مسز واسکر کہ تم انتہائی خطرناک اور تیز

دبنت ہو۔ اگر جہیں معمولی سا بھی شک ہو جاتا تو جہاری جگہ میری
 لاش یہاں پڑی ہوتی لیکن مجھے افسوس ہے کہ اب جہاری لاش اس

کونھیں سے نیچے بیٹے والے گڑھ میں قیے کی شکل میں بہتی ہوئی ہمیشہ
 ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے گی۔ اس طرح گرسٹ لینڈ کا انتہائی قابل

اجنت واسکر اچانک صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے گا۔ مجھے خود جہاری
 موت پر ہمیشہ افسوس رہے گا لیکن کیا کیا جائے مجبوری ہے۔ اعلیٰ حکام

کا حکم ہے کہ یہ فائل جب پاکیشیا سے باہر جائے تو سوائے میرے اور
 کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ فائل کہاں سے حاصل کی گئی۔ کس طرح

حاصل ہوئی۔ کس نے حاصل کی اور کہاں گئی۔ اس لئے جہاری موت
 ضروری ہو گئی ہے۔ تم نے بھی ان لوگوں کو یقیناً موت کے گھاٹ

اٹا رہا ہو جو جنہوں نے جہیں یہ فائل لاکر دی تھی..... ماوام فلاد کی
 آواز واسکر کے ذہن پر اس طرح پڑی تھی جیسے سمٹھوڑوں کی ضرب پڑتی

ہے لیکن وہ واقعی انتہائی بے بس ہو چکا تھا۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ اگر
 اسے ذرا سا بھی شک ہو جاتا کہ اس کے متعلق اعلیٰ حکام اس حد تک جگہ

سکتے ہیں تو پھر ماوام فلاد تو ایک طرف پھنس کے اعلیٰ ترین حکام بھی
 اس کے ہاتھوں قبر میں اتر جاتے لیکن اب اسے اپنی بے بسی ختم کرنے

کا کوئی حل نہ سوجھ رہا تھا۔ اس کا ذہن جیسے ماؤنٹ ساہو کر دو گیا تھا اور
 پھر اس نے ماوام فلاد کے ہاتھ میں بکڑے ہوئے سائیلنسر لگے رو بور

سے شعلہ چھینے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک چادر
 پھیلتی چلی گئی چونکہ اس کا جسم بے حس ہو چکا تھا اس لئے اس کے

صرف شعلہ دیکھا تھا۔ اس کے علاوہ اسے کچھ محسوس نہ ہو سکا لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ موت کی تاریک وادی میں دھنستا چلا گیا اور اس کے تمام احساسات فنا ہو کر رہ گئے۔

جو لیا اپنے فلیٹ میں آرام کر رہی پر نیم دراز ایک میگزین پڑھنے میں مصروف تھی چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کافی دنوں سے کوئی کام نہ تھا اس لئے وہ زیادہ وقت اپنے فلیٹ میں گزارتی تھی۔ البتہ ساتھیوں میں سے کوئی نہ کوئی آ نکلتا تھا اور اس طرح اس کا وقت اچھا گزر جاتا تھا اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو جو لیا نے چونک کر میگزین سائینڈ سپرر رکھا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اچھے کمزری ہوئی۔ اسے یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی ساتھی آیا ہوگا۔

”کون ہے؟..... جو لیا نے عادت کے مطابق دروازہ کھولنے سے

جھلے پوچھا۔

”تنویر ہوں۔ میرے ساتھ خادہ بھی ہے۔..... باہر سے تنویر کی آواز سنائی دی اور جو لیا نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

”آؤ..... جو لیا نے ایک طرف پھٹتے ہوئے کہا اور تنویر اور خادہ

دونوں اندر داخل ہو گئے لیکن جولیان کے دونوں کے چہروں پر موجود
تأثرات دیکھ کر بے اختیار چونک پڑی۔ ان دونوں کے چہروں پر تھرملٹی
سنجیدگی نمایاں تھی۔

"کیا بات ہے خیریت ہے..... جولیانے دروازہ بند کر کے مڑتے
ہوئے کہا۔

"مجھے تم سے یہ امید نہ تھی مس جولیان..... تنزیر نے یکفخت پھار
کھانے والے لہجے میں کہا اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
نجانے کتنے عرصے سے رکا ہوا طوفان اپنا تک پھٹ پڑا ہو۔

"کیا مطلب کیا کہہ رہے ہو کسی امید..... جولیانے حیران
ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ تصور بھی نہ تھا کہ تم ملک و قوم سے اس طرح غداری بھی
کر سکتی ہو..... تنزیر نے اور زیادہ بھرکتے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا کا
چہرہ غصے کی شدت سے یکفخت سرخ پڑ گیا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو کیا تم نئے میں ہو یا ذہنی توازن کھو چکے
ہو..... جولیا کے لہجے میں بھی بے پناہ تلخی آگئی تھی۔ اس دوران وہ
تینوں سنگ روم میں چٹک چکے تھے۔

"تنزیر دست کہہ رہا ہے مس جولیا میں یہ سب کچھ معلوم کر کے
حقیت ساری صدمہ ہوا ہے..... اس بار خاور نے بھی انتہائی سرو بچے
میں کہا۔

"تم نے کیا بھج لیا تھا کہ تم پاکیشیا کے ساتھ غداری کرو گی اور

تنزیر ہمیں معاف کر دے گا۔ نہیں مس جولیا میں ملک و قوم کے
مفادات کے سلسلے کسی رشتے اور کسی دوستی کی پرواہ نہیں کیا کرتا اور
ابھی معاملات زیر انکو اڑی ہیں۔ اگر یہ بات ثابت ہو گئی کہ واقعی تم
نے پاکیشیا سے غداری کی ہے تو پھر سب سے پہلے تنزیر کی گوئی
جہارے جسم میں داخل ہو گی اور میں تمہاری لاش کو کسی قبر میں
ڈالنے کی بجائے کسی گڑبوس پھینکنا زیادہ پسند کروں گا..... تنزیر نے
غزائے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اس وقت
وہ تنزیر نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا جو جولیا کی صرف ایک مسکراہٹ
پر بھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

"یہ۔۔۔۔۔ سب کیا ہے۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کس نے غداری کی
ہے۔ کسی انکو اڑی۔ کیا تم سب اپنا تک پاگل ہو گئے ہو..... جولیا
نے پھار کھانے والے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر حریت کے ساتھ
ساتھ شوید غصے کے طے جلتے آثارات ابھر آئے تھے۔

"تم نے کی ہے غداری۔ تم نے وزارت دفاع سے فائل حاصل کی
ہے اور اب وہ فائل غائب ہے۔ ہو لو کہاں ہے فائل۔ کس کو دی ہے
تم نے..... تنزیر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ ہو یا سنسن۔ نکل جاؤ میرے فلیٹ سے۔ آئی سے گٹ
آؤٹ..... جولیانے یکفخت حلق کے بل جھنجھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا
رہا تھا کہ وہ اب غصے کی انتہا پر پہنچ چکی ہے لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید
کوئی بات ہوتی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

نے مجھ پر شک کیا ہے میں اسے فنا کر دوں گی..... جو یانے چھتے ہوئے کہا۔

”دونوں خاموش ہو جاؤ اور نہ..... یلکھت عمران نے غزاتے ہوئے کہا اور جو یانے اور تنویر جو واقعی غصے سے پاگل ہو رہے تھے یلکھت بے حس و حرکت ہو گئے۔ عمران کے لہجے میں نہانے ایسی کیا بات تھی کہ ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان دونوں کے جسم بے حس و حرکت ہو گئے ہوں۔

سنو اگر تم دونوں نے اس طرح کا رویہ دوبارہ اپنایا تو پھر تم دونوں میرے ہاتھوں انجام کو پہنچ جاؤ گے۔ مجھے۔ بیٹھ جاؤ اور مجھے بتاؤ کہ کیا بات ہے۔ تم بتاؤ تنویر..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”اس نے ملک سے غداری کی ہے۔ یہ ملک دشمن مجرموں سے مل گئی ہے اس نے ملک کی انتہائی قیمتی فائل غائب کر دی ہے۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ جو اس کر رہا ہے۔ تجوٹ بول رہا ہے۔ یہ پاگل ہو گیا ہے..... جو یانے نے بھی اسی طرح بھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”جس کیسے معلوم ہوا تنویر کہ جو یانے نے غداری کی ہے۔ کس نے بتایا ہے جس..... عمران کے لہجے میں غزابت تھی۔

”میں جس تفصیل بتاتا ہوں۔ اس کی شرمناک غداری کی تفصیل بتاتا ہوں۔ یہ تین دن فلیٹ سے غائب رہی ہے۔ اس کے

”اس طرح ہم نہیں جاسکتے مس جو یانہ ہمیں وضاحت کرنی پڑے گی کہ تم نے وہ فائل کسے دی ہے اور یہ وضاحت ابھی اور اسی وقت کی..... تنویر نے غصے سے چھتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے کیا ہو رہا ہے۔ کیا بات ہے..... اچانک دروازہ کھلنے اور عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”تم۔ تم جہادی یہ جرات کہ مجھ پر آنکھیں نکالو میں تمہیں گولی دے دوں گی..... جو یانے غصے سے چھتے ہوئے کہا اور تیزی سے المارے کی طرف مڑی لیکن اس لمحے تنویر نے نکلی کی سی تیزی سے جیب سے ریو اور نکال لیا۔ لیکن عمران نے اس کے ہاتھ سے ریو اور جھپٹ لیا۔ کیا ہو گیا ہے جس میں پاگل ہو گئے ہو..... عمران کے لہجے میں یلکھت سرد مہری اترا آئی تھی۔

”ہاں میں پاگل ہو گیا ہوں۔ اس عورت کو پاکیشیا نے عرت دا مقام دیا لیکن اس نے اس ملک سے غداری کی۔ اس نے اس کی فائل دشمنوں کے ہاتھ فروخت کر دی۔ میں اس کو بونیاں اڑا دوں گا۔ اس کی ایک ایک ہڈی لپٹے ہاتھوں سے توڑ ڈالوں گا..... تم نے انتہائی غصے سے چھتے ہوئے کہا اس کا انداز واقعی پاگلوں جیسا تھا اس لمحے جو یانے نے الماری میں سے ریو اور نکال لیا لیکن اس سے پہلے وہ مڑتی تھوڑے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ریو اور جھپٹ لیا۔

”یہ مجھے دو۔ یہ مجھے دو۔ میں اس کو گولیوں سے اڑا دوں گی۔“

بھرے لہجے میں پوچھا۔

- حصد اور کیپٹن شکیل اس مائیکل کے خلاف انکو اتاری کر رہے ہیں۔ جو لیا کو اس مائیکل کے ساتھ میں نے بھی دیکھا تھا۔ میں اپنے ایک پڑوسی کے کام کی وجہ سے وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ گیا تھا۔ میں جب وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ کے آؤٹ گیٹ میں داخل ہوا تو میں نے جو لیا کو اس مائیکل کے ساتھ کار سے اترتے ہوئے دیکھا۔ جو لیا نے مجھے دیکھا لیکن اس طرح نظر انداز کر دیا جیسے وہ مجھے پہچانتی ہی نہ ہو اس کی آنکھوں میں ششاسانی کی معمولی سی چمک بھی نہ تھی۔ مجھے غصہ تو بہت آیا لیکن وہاں رش تھا اس لئے میں نے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ میں اوپر دفتر میں چلا گیا تو وہاں میں نے ایک بار پیران دونوں کو دیکھا وہ مائیکل بڑے حکیمانہ لہجے میں جو لیا سے کچھ کہ رہا تھا۔ وہ کہتا ہے یہ دونوں سوکس زبان بول رہے تھے جو میری سمجھ میں نہ آتی تھی اس لئے میں کچھ نہ سکا کہ وہ اسے کیا کہہ رہا ہے۔ جو لیا نے وہاں بھی مجھے نظر انداز کر دیا۔ میں اس لئے خاموش ہو گیا کہ مجھے خیالی آگیا کہ شاید جو لیا کسی خاص مشن پر ہے اور چاہتی ہے کہ میں مداخلت نہ کروں اس لئے میں خاموشی سے اس دفتر چلا گیا جہاں مجھے کام تھا۔ وہاں پر جب میں پارکنگ سے کار نکال کر باہر آیا تو میں نے جو لیا اور اس مائیکل کو سرخ رنگ کی کار میں بیٹھے وہاں جاتے دیکھا۔ وہ دونوں اس طرح ہنس ہنس کر ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے جیسے کوئی بہت بڑا معرکہ مار کر آئے ہوں۔ میں ان کے تعاقب میں گیا اور پھر میں نے ان دونوں

ساتھ اس کا کوئی کلاس فیلو مائیکل رہا ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق یہ مائیکل کے ساتھ شمالی علاقوں کی سرکے لئے گئی تھی۔ یہاں تک تو کوئی مسئلہ نہ تھا لیکن پھر یہ اس مائیکل کے ساتھ وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ پہنچی۔ مائیکل باہر درکارا ہے۔ یہ ڈپٹی سیکرٹری سے جا کر ملی۔ اس نے وہاں اپنے آپ کو سیکرٹ سروس کا ڈپٹی چیف کہا اور کوئی فرضی اور جعلی شناختی کارڈ دکھایا وہاں سے انتہائی اہم فائل ہے کہہ کر حاصل کی ہے کہ یہ فائل چیف کو پہنچانی ہے۔ پھر جب یہ باہر آئی تو مائیکل اس کے ساتھ تھا۔ پھر یہ مائیکل کے ساتھ ارباب کالونی چلی گئی اور وہاں سے اپنے فلیٹ آگئی۔ اسے وہ مائیکل یہاں چھوڑ کر چلا گیا اور اب معلوم ہوا ہے کہ وہ فائل غائب ہو چکی ہے۔ وہ مائیکل بھی غائب ہے۔ اب تم خود بتاؤ کہ یہ سب کیا ہے کہ یہ پاکیشیا سے غداری نہیں ہے..... تنویر نے پہلی بار تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

- نہیں یہ سب جھوٹ ہے۔ میں نے چیف کے حکم پر فائل حاصل کی اور دانش منزل پہنچا دی۔ چیف نے مجھ سے خود پوچھا تھا میں نے اسے بتا دیا تھا..... جو لیا نے کھٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

- چیف انکو اتاری کر رہا ہے اس لئے اس نے ہمیں فی الحال چھوڑ دیا ہے۔ جس وقت انکو اتاری مکمل ہوئی تم خارش زدہ کتیا کی طرز میں کون پر گھمستی پھرو اور میں اپنے ہاتھوں سے جس میں گولیوں سے اسے دوں گا..... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

- ہمیں کس نے بتایا ہے یہ سب کچھ..... عمران نے حیرت

سردس کا ڈپٹی چیف بتایا ہے اور باقاعدہ سرکاری شناختی کارڈ دکھایا ہے اور اب وہ فائل نم ہے۔ وہ چیف ایسٹونک نہیں پہنچی۔ یہ خبر ملتے ہی ہم سب دنگ رہ گئے۔ میں خاور، صفدر اور ٹینٹین ٹھیکل کو ارباب کلونی کی اس کوٹھی پر لے گیا جہاں یہ دونوں گئے تھے۔ وہاں وہ سرخ رنگ کی کار اب بھی موجود تھی۔ میں نے تو صفدر سے کہا کہ اندر جا کر ان لوگوں سے پوچھ گچھ کریں لیکن صفدر نے انکار کر دیا کیونکہ چیف نے اسے صرف انکوائری کرنے کا حکم دیا تھا وہ دونوں اس کمپنی کے دفتر چلے گئے جس سے اس کار کا تعلق تھا اور میں خاور کے ساتھ یہاں آ گیا ہوں۔ یہ بات سو فیصد یقینی ہے کہ جو لیانے غداری کی ہے۔ اس نے ڈپٹی سیکرٹری سے وہ فائل سیکرٹ سردس کی ڈپٹی چیف بن کر حاصل کی ہے اور اسے اس مائیکل کے حوالے کر دیا ہے اور شاید میں سب کچھ برداشت کر لوں لیکن ملک و قوم کے خلاف سازش اور غداری میں کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا۔ صفدر اور کیپٹن ٹھیکل انکوائری کر رہے ہیں کرتے رہیں لیکن اب جو لیانے کو بتانا ہوگا کہ وہ فائل اس نے کیوں مائیکل کے حوالے کی ہے اور اب وہ فائل کہاں ہے۔ ستوری نے تیز لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

یہ سب جھوٹ ہے۔ یہ بکواس ہے۔ مائیکل میرا کلاس فیلو رہا ہے اب تک ایک ہوٹل میں اس سے ملاقات ہو گئی۔ تجھے اس سے مل کر بے حد خوشی ہوئی وہ سیاحت کے لئے یہاں آیا ہوا تھا۔ اس نے شمالی علاقوں کی سیر کرنا تھا اس نے مجھے ساتھ جانے کی دعوت دی۔ میں

کو ارباب کلونی کی ایک کوٹھی میں کار سمیت داخل ہوتے دیکھا۔ میں نے کار ایک طرف روک دی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جو لیانے اس کار میں مائیکل کے ساتھ کوٹھی سے باہر نکلی میں نے ایک بار پھر تعاقب کیا اور مائیکل اسے اس کے فلیٹ کے نیچے چھوڑ کر کار لے کر واپس چلا گیا۔ میں نے پھر تعاقب کیا تو مائیکل اسی کوٹھی میں واپس چلا گیا تھا۔ چونکہ جو لیانے کا انداز نام مل تھا اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ میں یہی سمجھا تھا کہ جو لیانے سب کچھ کسی خاص مقصد کے لئے کر رہی ہے۔ میرے ذہن کے تو کسی گوشے میں بھی نہ تھا کہ جو لیانے سب کچھ سازش کے تحت کر رہی ہے ورنہ میں وہیں ان دونوں کو ڈھیر کر دیتا۔ آج مجھے ایک بار وزارت و دفاع جانا پڑا۔ خاور میرے ساتھ تھا۔ وہاں صفدر اور کیپٹن ٹھیکل مل گئے۔ وہاں انہوں نے بتایا کہ وہ ایک سوئس خزانہ دہلی مائیکل کے بارے میں تھان میں کر رہے ہیں جو جو لیانے کا کلاس فیلو تھا۔ ان کی یہ بات سن کر فوراً میرے ذہن میں یہ تمام واقعہ تازہ ہو گیا۔ انہوں نے بتایا کہ انہیں معلوم ہوا ہے کہ اس مائیکل اور جو لیانے کو بہا وزارت و دفاع کے سیکرٹریٹ میں دیکھا گیا ہے۔ میں نے انہیں تمام تفصیل بتائی اور انہیں اس جگہ لے گیا جہاں وہ مائیکل جو لیانے سے ٹھکر انداز میں بات کر رہا تھا۔ وہاں صفدر نے پوچھ گچھ کی تو پتہ چل گیا کہ جو لیانے ڈپٹی سیکرٹری کے کمرے میں گئی تھی اور کافی درودہاں رہی تھی وہاں سے یہ خبر مل گئی کہ جو لیانے کا ڈروم سے ایک فائل لے گئی ہے مزید معلومات بھی مل گئیں کہ جو لیانے وہاں اپنے آپ کو سیکر

چونکہ فارغ ہوں اس لئے میں نے اس کی دعوت قبول کر لی۔ پھر دو نوں شمالی علاقوں کی سیاحت کے لئے چلے گئے۔۔۔۔۔ جو پانے کر شروع کر دیا۔

”یہ غلط کہہ رہی ہے۔ یہ شمالی علاقوں میں گئی ہی نہیں ہے۔ اور مائیکل دونوں ایئر پورٹ روڈ پر ایک کوٹھی میں تین روز رہے ہیں۔ صفدر نے انکو امزی کر لی ہے۔ یہ کوٹھی گریٹ لینڈ کے کسی ڈاکہ دانسن نے کرائے پر لی تھی۔ وہ بھی وہیں رہتا تھا۔ وہ سرخ رنگ کی کوٹھی تین روز تک اس کوٹھی میں رہی ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر دانسن جج کوٹھی چھوڑ کر واپس گریٹ لینڈ چلا گیا ہے۔ صفدر نے مکمل انکو امزی کر لی ہے۔۔۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

”یہ بکواس ہے میں تو کسی ڈاکٹر دانسن کو جانتی تک نہیں۔ مج واقعی مائیکل کے ساتھ شمالی علاقوں کی سرپرگئی تھی پھر مائیکل نے واپس فلیٹ پر چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے چیف نے فون پر حکم دیا کہ میں دانش منزل کے آؤت باکس سے ایک شاشنی کارڈ حاصل کرو۔ یہ شاشنی کارڈ ذہنی چیف سیکرٹ سروس کا سرکاری کارڈ ہے۔ میں کارڈ لے کر وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ پہنچ جاؤں اور وہاں سے ٹرپہ ایکس فائل حاصل کر کے اسے دانش منزل کے رسپونگ باکس میں جمع کارڈ ڈال دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ مجھے چیف کا فون آیا تھا۔ اس نے بھی یہی باتیں پوچھی تھیں۔ میں نے انہیں پوری تفصیل بتا دی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی گزربز ہے تو انہوں نے کہا کہ انہیں“

سلسلے میں کوئی مبہم اطلاع ملی ہے اس لئے وہ کنفرم کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں مطمئن ہو گئی۔ اب یہ احمق اور پاگل نئی کہانی لے کر آ گیا ہے۔ مجھے کیا ضرورت تھی ارباب کالونی کی کسی کوٹھی میں جاؤں یا اسے ساتھ لے کر سرکاری کام کے لئے جاؤں۔ یہ محض بکواس کر رہا ہے۔۔۔۔۔ جو یانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن فائل واقعی غائب ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو جو یا بے اختیار اچھل پڑی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ دانش منزل سے فائل کیسے غائب ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ جو یانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”فائل دانش منزل نہیں پہنچی اور نہ ہی چیف نے ہمیں کوئی فائل لانے کے لئے کہا ہے اور یہ سب کیسے ہوا ہے اب یہ بات میری سمجھ میں آگئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس سارے کیس میں جہاد کوئی قصور نہیں ہے۔ ہمیں صرف استعمال کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بجاتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو کیا تم سب کا دماغ خراب ہو گیا ہے یا میرا دماغ خراب ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ جو یانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو یا کا قصور نہ ہو۔ اصل قصور ہی اس کا ہے۔۔۔۔۔ تنویر نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم دونوں اطمینان سے بیٹھ کر پہلے میری بات سن لو۔ اب جب

کہ یہ بات کھل چکی ہے تو اب ساری بات تفصیل سے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چیف نے مجھے یہ تفصیل بتانی ہے۔ چیف کو جو یا پر مکمل اعتماد ہے اس لئے چیف کے خیال کے مطابق کسی پر اسرار طریقے سے جو یا کو استعمال کیا گیا ہے اور اس لئے چیف نے جو یا سے کچھ کہنے کی بجائے بالا بالا صفدر اور کیپٹن عقیل کے ذریعے مائیکل کے بارے میں انکو انٹری کرائی ہے۔ چیف نے میری بھی ڈیوٹی لگائی ہے کہ میں اس اسرار کو حل کروں..... عمران نے کہا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ چیف یہ سب کہہ رہا ہے..... جو یا نے حریت سے آنکھیں بھڑاتے ہوئے کہا۔

”ہیلے میری بات تفصیل سے سن لو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ نہ ہی چیف نے تمہیں فون کیا اور نہ ہی فائل لانے کا حکم دیا دوسری بات یہ کہ چیف نے نہ ہی کوئی شناختی کارڈ آؤٹ باکس میں بھیجا اور نہ ہی تم نے فائل اور شناختی کارڈ سونگ باکس میں واپس ڈالا۔ چیف کے نوٹس میں یہ بات آئی تھی کہ جو یا ڈپٹی چیف کی حیثیت سے وزارت دفاع کے ڈپٹی سیکرٹری سے ملی ہے لیکن چیف نے اس کے بارے میں کوئی بات نہ کی کیونکہ چیف کا خیال تھا کہ جو یا کا اپنا کوئی ذاتی مسند ہوگا اور چیف بلا ضرورت کسی کے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں کیا کرتا۔ لیکن جب چیف سے وہ فائل واپس منگوائی گئی تب چیف کے نوٹس میں آیا کہ جو یا نے ڈپٹی سیکرٹری سے فائل حاصل کی ہے۔ پھر یہ ساری تفصیلات بھی اس کے نوٹس میں آگئیں لیکن چیف کو

جو یا پر مکمل اعتماد ہے کہ جو یا کسی صورت سازش یا غداری نہیں کھلا سکتی اس لئے اس نے جو یا سے صرف معاملات کنفرم کیے اور پھر صفوں اور کیپٹن عقیل کے ذمے انکو انٹری لگا دی اور مجھے کر کے اس نے پوری تفصیل بتا دی اور مجھے بھی اس معاملے میں چھان بین کرنے کا حکم دیا۔ میں بھی یہ سن کر بے حد حیران ہوا اور میں اس سلسلے میں سب سے پہلے اس ڈپٹی سیکرٹری سے ملا جس نے یہ فائل جو یا کو دی تھی۔ اس سے مجھے ایک پانکشیانی سائیس دان کے بارے میں سب ملتی ہیں اس سائیس دان سے ملا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اس سائیس دان سے گزرتے لیڈ میں اس فائل کے بارے میں معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ فائل گزرتے لیڈ والوں نے حاصل کی ہے۔ میں نے چیف کو رپورٹ دے دی۔ چیف نے گزرتے لیڈ میں فارن ایجنٹ کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ اگر وہ فائل وہاں پہنچے تو اسے واپس حاصل کر کے بھجوا یا جائے لیکن اصل مسد یہ تھا کہ آخر جو یا کو کس طرح استعمال کیا گیا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ جو یا کو پتلا لاکر کیا گیا ہے اس لئے میں یہاں آیا تھا تاکہ اس بات کو چیک کروں لیکن اب جو یا سے مل کر اور اس کی باتیں اور انداز دیکھ کر یہ بات غلط ثابت ہوئی ہے لیکن تنور نے جو کچھ بتایا ہے اس سے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اصل کھیل کیا کھیلا گیا ہے..... عمران نے کہا۔

کیا کھیل کھیلا گیا ہے..... تنور نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔
تم نے کہا ہے کہ اس کو ٹھی میں جہاں جو یا تین روز تک مائیکل

کے ساتھ رہی ہے کسی ڈاکٹر وائسن نے کرایہ پر لی تھی اور ان تین دنوں میں ڈاکٹر وائسن بھی وہاں رہا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ گرسٹ لینڈ کے ایک سائٹس وان ڈاکٹر وائسن نے پینانژم کے موضوع پر انتہائی جدید ریسرچ کی ہے اور اس نے ایک ایسی مشین ایجاد کی ہے جس سے ذہن کو اس طرح کنٹرول کیا جاسکتا ہے کہ اس ذہن کو اپنی مرضی سے استعمال بھی کر لیا جائے لیکن معمول بالکل نارمل رہے۔ اس پر ایسی کوئی نشانی ظاہر نہ ہو۔ جس سے کوئی ماہر پینانٹس یہ چیک کر سکے کہ معمول ٹرانس میں ہے اور بعد میں بھی وہ بالکل نارمل رہے گا۔ صرف جب وہ مطلوبہ کام کر رہا ہوگا تو اس وقت اس کا شعور سو رہا ہوگا اور وہ سارا کام تحت الشعور کے تحت کرے گا لیکن بظاہر وہ بالکل نارمل نظر آنے لگا۔ تنویر نے ڈاکٹر وائسن کا نام لے کر اور یہ بتا کر کہ وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ میں جب جو یا اس مائیکل کے ساتھ تھی تو جو یا نے تنویر کو دیکھنے کے باوجود نظر انداز کر دیا اور اس کی آنکھوں میں تنویر نے معمولی سی شاسانی کی چونک بھی محسوس نہ کی۔ ان دونوں باتوں سے مستند کسی حد تک حل ہو جاتا ہے کہ مائیکل کو کسی طرح معلوم ہو گیا کہ جو یا کا تعلق باکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس نے جو یا کے ذریعے فائل حاصل کرنے کی منصوبہ بندی کی کیونکہ وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے اور کسی طرح بھی فائل حاصل نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس کے استقامت قطعی فول پروف ہیں۔ چنانچہ مائیکل جو یا کو ساتھ لے کر اس ڈاکٹر وائسن کے پاس گیا۔ وہ بھی یقیناً یہاں

موجود ہوگا اور لازمی بات ہے کہ جو یا کو وہاں لے جانے سے پہلے ہی ہوش کر دیا گیا ہوگا۔ پھر ایسی ہوشی کے عالم میں انہوں نے جو یا کے ذہن سے اس مشین کے ذریعے معلومات حاصل کی ہوں گی اس طرح انہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو یا باکیشیا سیکرٹ سروس میں ذہنی چیف ہے۔ اس کے بعد انہوں نے جو یا کے شعور اور لاشعور کی بجائے اس مشین کے ذریعے تحت الشعور کو استعمال کیا۔ جو یا کے ذہن میں یہ بات بٹھادی گئی کہ اسے اس کے چیف نے فون کر کے حکم دیا ہے کہ وہ وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ سے فائل لے آئے۔ مزید تسلی کے لئے انہوں نے ایک جعلی کارڈ بنایا اور جس کو بھی کے بارے میں تنویر نے بتایا ہے اس کو بھی کہ جو یا کے ذہن میں دانش منزل قرار دے دیا گیا اور شاید وہاں آؤٹ باکس اور در سیونگ باکس بھی بنایا گیا ہو۔ چنانچہ جو یا کے ذہن میں یہی بات رہی کہ اس نے چیف کے حکم پر فائل حاصل کی۔ دانش منزل کے آؤٹ باکس سے اس نے شناختی کارڈ حاصل کیا اور فائل حاصل کر کے فائل اور کارڈ کو دانش منزل کے رسیونگ باکس میں ڈال کر فارغ ہو گئی اس لئے جو یا کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے..... عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ مجھے سب کچھ بالکل اس طرح یاد ہے جس طرح یہ ابھی چند لمحے پہلے کی بات ہو۔ جو یا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

لیکن یہ سب کچھ جو تم نے بتایا ہے اس کا کیا ثبوت ہے جب کہ یہ

حقیقت ہے کہ پاکیشیا کی اس قدر اہم فائل غائب ہے اور ایسا جو یا
کے ذریعے ہوا ہے..... تنویر نے ہونٹ جھانپے ہوئے کہا۔

میں نے جہیں کہا نہیں تھا کہ میرے فلیٹ سے دفع ہو جاؤ تم
اب تک یہاں کیوں موجود ہو۔ گت آؤٹ..... جو یا نے ایک بار
پھر عرصے سے چہچہتے ہوئے کہا۔

سنو جو یا تم اپنی بے گناہی ثابت کرو۔ میں جہارے پیر پکڑ کر
بھی صفائی مانگ لوں گا ورنہ دوسری صورت میں تم میرے ہاتھوں نچ
نہیں سکتیں۔ میں ملک سے غداری کو دنیا کا سب سے جھیا ننگ اور
ناقابل معافی جرم سمجھتا ہوں..... تنویر نے بھی بھڑکتے ہوئے لہجے
میں کہا۔

تنویر ملک و قوم کے لئے جہارے جذبات واقعی شدید ہیں اور ایسا
ہونا بھی چاہئے لیکن بغیر کسی ثبوت کے کسی پر اس طرح الزام تراشی
بھی جذب باقی حماقت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جہارے پاس کیا ثبوت ہے
کہ جو یا نے کوئی سازش کی ہے۔ بولو کیا ثبوت ہے جہارے
پاس..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

میں نے جو کچھ بتایا ہے اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے..... تنویر نے
اجتہائی لہجے میں کہا۔

کیا تم نے جو یا کے ہاتھ میں فائل دیکھی تھی..... عمران نے
کہا۔

نہیں لیکن یہ بات تو بہر حال طے ہے کہ فائل اپنی سیکرٹری سے

جو یا نے ہی لی ہے۔ اب یہ خود بتائے گی کہ فائل کہاں ہے اور اسے
بتانا ہوگا..... تنویر نے اجتہائی صحت لہجے میں کہا۔

میں نے بتا تو دیا ہے کہ فائل چیف کے پاس پہنچ چکی ہے۔ میں
چیف سے بات کرتی ہوں..... جو یا نے بھٹانے ہوئے لہجے میں کہا
اور اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے سنبڑا نکل کرنے شروع کر دیئے۔

ایکسٹن..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص
آواز سنائی دی چونکہ فون کا لاؤڈر آن تھا اس لئے چیف کی مخصوص آواز
کمرے میں گونج رہی تھی۔

جو یا بول رہی ہوں سر۔ یہ تنویر اور خاور میرے فلیٹ میں آئے
ہیں اور پھر الزام لگا رہے ہیں کہ میں نے پاکیشیا سے غداری کی ہے
اور وزارت دفاع سے حاصل کردہ فائل آپ تک پہنچانے کی بجائے
کسی اور کو دے دی ہے میں ان کا یہ الزام برداشت نہیں کر سکتی۔ یا
تو میں انہیں گولی سے الزادوں گی یا پھر خود کشی کر لوں گی..... جو یا
نے اجتہائی تیز لہجے میں کہا۔

تنویر جہارے فلیٹ میں موجود ہے..... دوسری طرف سے اس
کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا گیا۔

تنویر اور خاور کے علاوہ عمران بھی موجود ہے۔ اگر عمران درمیان
میں نہ آجاتا تو اب تک نجھانے کیا ہو چکا ہوتا..... جو یا نے کہا۔

رسیور تنویر کو دو..... ایکسٹن نے اسی طرح سرد اور مختصر لفظوں
میں بات کرتے ہوئے کہا تو جو یا نے رسیور تنویر کی طرف بڑھانے کی

عام آدمی پر بھی اتنا بڑا الزام نہیں لگا جاسکتا اور تم نے جو لیا پر بغیر کسی حسی ثبوت کے اتنا بڑا الزام لگا دیا ہے اگر مجھے یہ احساس نہ ہوتا کہ جہادی اس جذبہ باتیت کے پس منظر میں پاکیشیا سے بے پناہ محبت کا جذبہ ہے تو اب تک شاید تم کسی دردناک سزا میں مبتلا بھی ہو چکے ہوتے۔ رسیور عمران کو دے دو..... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔ اور تنویر نے ہونٹ پھینچتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خویش بول رہا ہوں جناب..... عمران نے پچھتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "صفر کی رپورٹ مجھے مل چکی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق اس سارے کھیل کے پیچھے مائیکل کا ہاتھ لگتا ہے۔ میں نے اسے اور کیمپٹن شیل کو اور باب کالونی کی اس کو ٹھی کی نگرانی کا حکم دے دیا ہے۔ تم وہاں جاؤ اور ان دونوں سے مل کر مزید انکوائری کر دو۔ مجھے یہ فائل ہر صورت میں اور جلد از جلد چاہئے..... دوسری طرف سے ایکسٹرنے سرد لہجے میں حکم جاری کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اوه اوه اس کا مطلب ہے کہ چیف کو واقعی فائل نہیں ملی۔ اوه زری بیڈ۔ لیکن میں سو فیصد یقین کے ساتھ کہتی ہوں کہ میں نے فائل چیف کے حکم پر حاصل کی اور دانش منزل کے رسیونگ باکس میں ڈال دی..... جو یانے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

جائے اسے مزید رکھا اور اس طرح پیچھے ہٹ گئی جیسے تنویر اہتاج قابل نفرت چیز ہو۔ تنویر نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھایا۔

"تنویر بول رہا ہوں..... تنویر کا لہجہ خاصا درشت تھا۔

"جہیں یہ سب کچھ کس نے بتایا ہے..... دوسری طرف سے ایکسٹرنے غزابت آمیز لہجے میں پوچھا تو تنویر نے وہ سب کچھ دوبارہ تفصیل سے بتا دیا جو اس سے پہلے وہ عمران کو بتا چکا تھا۔

"لیکن جہیں کس نے اجازت دی ہے کہ تم براہ راست جو یانے جا کر اس طرح کی باتیں کرو۔ کیا جو یانہ جہادی ماتحت ہے۔ کیا تم نے مجھ سے پہلے اجازت لی ہے..... ایکسٹرنے کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"جو یانے غدار کی ہی ہے باس اور میں اور تو سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن ملک دقو سے کسی کی غدار میری برداشت سے باہر ہے..... تنویر نے اسی طرح درشت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جہاد کیا خیال ہے کہ میں پاکیشیا سے غدار کی برداشت کر سکتا ہوں اور اگر جو یانے غدار کی ہوتی تو میں خاموش ہو جاتا۔ بولو جو اب دو..... ایکسٹرنے لہجے میں اس قدر درشتی تھی کہ تنویر کے پورے جسم میں کپکپی کی لہر نیاں ہو گئی تھی۔

"مہم مگر سر۔ جو یانے..... تنویر نے اس بار قدرے انکچھانے ہوئے کہا۔

"جہادی جذبہ باتیت کسی روز جہاد سے لئے مسند بھی بن سکتی ہے۔ جب تک کسی کے خلاف حسی ثبوت نہ مل جائے اس وقت تک کسی

تنویر حب الوطنی کی لٹھ لے کر سیدھا جوہیا کے فلیٹ پر پہنچ گیا..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اوه مجھے یہ اندازہ تو نہ تھا کہ تنویر ایسا کرے گا۔ دراصل تنویر نے جوہیا اور مائیکل کو وزارت دفاع میں دیکھا تھا اور یہ اہم بات تھی۔ اس کا ذکر بھی تنویر نے از خود کر دیا تھا اس لئے مجبوراً اسے یہ سب کچھ بتانا پڑا۔ اس کو ٹھی کی نشاندہی بھی تنویر نے ہی کی ہے..... صفدر نے جواب دیا۔

اب باتیں چھوڑو اور کارروائی کرو..... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

اب ہمیں براہ راست ایجنٹ کرنا ہوگا..... عمران نے کہا اور وہ سب سڑک کر اس کر کے کو ٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے سب سے پہلے جھونے گیٹ کو دھکیل کر چیک کیا۔ وہ بند تھا پھر اس نے یہی کارروائی بڑے گیٹ سے کی لیکن وہ بھی اندر سے بند تھا۔

عمران نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ اندر بیل بجنے کی آواز سنائی دی لیکن جب بار بار بیل دینے کے باوجود کوئی پھاٹک کھولنے نہ آیا تو عمران نے خاور کو گیٹ پر چڑھ کر اندر جانے کے لئے کہا اور خاور بھٹی کی سی تیزی سے گیٹ پر چڑھ کر اندر کو گیا۔ اندر سے اس نے جھون پھاٹک کھول دیا اور وہ سب اندر داخل ہو گئے۔ پورچ میں وہی

مرٹ رنگ کی کار موجود تھی جس کی نشاندہی سب سے پہلے سلیمان نے کی تھی۔ اس کے عقبی شیشے پر بھونکتے ہوئے کتے کا سٹکر بھی صاف

دیکھا گیا۔ جب تک کوئی ٹھوس بات سلسلے نہ آئے ابھی اس بارے میں مزید کچھ کہنا فصول ہے۔ تم تینوں میرے ساتھ آؤ، ہمیں اب فوری طور پر اس مائیکل سے ملنا ہے..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مز گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب عمران کی کار میں بیٹھے ارباب کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر تو جب کہ سائڈ سیٹ پر جوہیا اور عقبی سیٹ پر تنویر اور خاور بیٹھے ہو۔

تھے۔ سوائے عمران کے باقی تینوں کے چہرے سستے ہوئے تھے جب کہ عمران کی پیشانی پر موجود شکنیں بتا رہی تھیں کہ وہ گہری سوچ میں ہے اور باب کالونی میں داخل ہو کر جلد ہی عمران نے اس کو ٹھی کے سلسلے سڑک کی دوسری طرف کار روک دی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے ایک سائڈ سے صفدر تیز قدم اٹھاتا، انہیں آتا دکھائی دیا۔

کوئی نقل و حرکت..... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

نہیں بلکہ کو ٹھی پر اس طرح کا غیر فطری سکوت طاری ہے جیسے کو ٹھی خالی ہو لیکن مائیکل کی کار اندر موجود ہے لیکن آپ سب جوہیا کیوں ساتھ لے آئے ہیں..... صفدر نے بات کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

جہاری حماقت کی وجہ سے تنویر اور جوہیا آپس میں لڑ پڑے ہیں، چیف نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے جہیں تمام انکو انری بالا بالا کرنا کے لئے کہا تھا لیکن تم نے ساری کارروائی سے تنویر کو آگاہ کر دیا اور

کے ہاتھ سے ٹیپ لے کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔

”جہاں یقیناً مائیکرو ٹیپ ریکارڈر بھی ہوگا.....“ عمران نے کہا۔

”ہونا تو چاہئے میں چیک کرتا ہوں.....“ خاور نے جواب دیا اور ایک بار پھر دہاس چلا گیا۔ جو لیا ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر اب انتہائی پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس کی آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ نمونہ ڈر بعد خاور ایک جدید مائیکرو ٹیپ ریکارڈر لے کر آگیا تو یہ بھی اس کے ساتھ تھا۔

”عمران صاحب ان دونوں کی جیبوں میں تو عام سا سامان ہے الٹ بٹن کے بنوے کونسی سے خالی ہیں.....“ صفدر نے تلاش سے فارغ ہوتے ہوئے کہا۔

”ان کا سامان اس طرح بکھرا پڑا ہے جیسے یہاں ڈاکے کی واردات ہوئی ہو اور کونسی غائب ہے.....“ تنویر نے کہا۔

”سیر ایشیا ل ہے کہ اسے ڈاکے کی واردات ظاہر کرنے کی کوشش مانگنی ہے.....“ صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا ساتھ ہی اس نے خاور سے جدید مائیکرو ٹیپ ریکارڈر لیا اور اس میں مائیکرو پبٹ کر کے اس نے اس کا مین و باڈیا۔

”جہاں نام.....“ ایک مردانہ آواز ابھری۔

”جو لیا نا فخر وانز.....“ جو لیا کی آواز سنائی دی اور جو لیا بے اختیار اس کرسی سے کھڑی ہو گئی۔ جب کہ باقی ساتھیوں کے ہونٹ

دکھائی دے رہا تھا۔

”کوٹھی واقعی خالی ہے.....“ عمران نے اندر داخل ہوتے

صفدر سے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ سب تیرے اندر داخل ہوئے لیکن سنگ روم میں پہنچتے ہی وہ سب بے اثر ٹھنک کر رک گئے۔ وہاں فرش پر دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور ان کی پوزیشن اور ان کے جسم موجود زخموں کی پوزیشن سے صاف دکھائی دے رہا تھا کہ مارنے والے نے انتہائی قریب سے فائرنگ کی ہے اور ان میں سے ایک نے اثر مہم کرنے کی بھی کوشش کی تھی۔

”یہ۔۔۔ یہ مائیکل ہے۔۔۔ یہ تو مائیکل ہے.....“ جو لیا نے اس آواز لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جسے کی پوزیشن ایسی تھی جیسے حملہ کرتے ہوئے گولی کھا کر گر رہا ہو۔

”صفدر تم ان دونوں کی تلاش لو اور تنویر اور خاور تم دونوں پوری کوٹھی کی مکمل تلاش لو.....“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور وہ مزید رکے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون انھیا تو اس میں فون موجود تھی۔ فون پر موجود گرد اور لاشوں حالت سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں سر سے دو تین روز گزرے ہیں۔

”یہ مائیکرو ٹیپ ان کے ایک بیگ کے خفیہ خانے سے ہے.....“ اچانک خاور نے کرے میں داخل ہو کر کہا تو عمران نے

مزل کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے لیکن وہ چیف ایگنسٹ کے بارے میں صرف اتنا بتا سکی کہ وہ نقاب میں سامنے آتا ہے اور تمام تر گفتگو فون پر کرتا ہے۔ پھر مائیکل کے کہنے پر جو یانے ایگنسٹ کے انداز مطالب کی بھی باقاعدہ نقل کی۔ جب ٹیپ ختم ہو گیا تو ٹیکٹ جو یانے پھوٹ پھوٹ کر رونے کی آواز سنائی دی۔

ارے ارے یہ کیا اس ٹیپ نے تو جہاری بے گناہی ثابت کر دی ہے۔ اس ٹیپ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اصل جو یانے نہیں بلکہ ذمی جو یانے بول رہی ہے اور تم در رہی ہو..... عمران نے ٹیپ آف کرتے ہوئے جو یانے سے مطالب ہو کر کہا۔

ہو نہہ ذمی جو یانے تم خواہ مخواہ جو یانے کی غداری پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہو..... تنویر نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

اس کے لہجے میں جو یانے کے لئے بے پناہ نفرت تھی۔

ہاں اب مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ میں نے غداری کی ہے۔ مجھے گولی مار دو۔ میں ہوں ہی اس قابل۔ سرے سے ہر تم کو۔ تمہیں اس کا حق ہے۔ مجھے گولی مار دو۔ میری لاش کو گٹھڑی میں پھینک دو۔ میں ملک دشمن ہوں میں قابل نفرت ہوں۔ جو یانے ٹیکٹ روتے ہوئے چیخ مچا کر کہنا شروع کر دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر قطعی ماؤف ہو چکی ہو۔ حصار جیسے شخص کا چہرہ بھی یہ ٹیپ سننے کے بعد بری طرح بگڑا گیا تھا۔

یہ کیا حماقت ہے۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ یہ ٹیپ جہاری ہے

بھج گئے۔ عمران کے چہرے پر ان سب سے مختلف تاثر تھا۔ جو آواز سننے ہی اس کے چہرے پر ٹیکٹ انتہائی گہرے اطمینان کی تھو مٹائیاں ہو گئی تھیں۔

یہ۔ یہ میری آواز..... جو یانے بری طرح بوکھلائے ہو۔ میں کہا تو عمران نے ہونٹوں پر اٹھی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا کہا۔

کیا جہار تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے..... وہی آواز سنائی دی۔

یہ یہ مائیکل کی آواز ہے..... جو یانے ہونٹ بھینچنے پر انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا لیکن کسی نے اس کی بات کا کھار دیا۔

ہاں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی رکن اور ڈپٹی ہوں..... جو یانے کی آواز سنائی دی اور پھر جیسے جیسے ان دونوں درمیان ہونے والی بات چیت آگے بڑھتی گئی۔ عمران اور اسے ساتھ ہونے کے چہرے زرد پڑتے چلے گئے جب کہ جو یانے کرسی پر جھپٹا ہی ہو گئی تھی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔

کے مطابق جو یانے سیکرٹ سروس کے سارے ممبران کے بارے پوری تفصیل بتا رہی تھی۔ ان کے نام۔ ان کے طبع۔ ان کی گاہوں کی تفصیلات ان کے فون نمبر۔ اس نے عمران کے بارے بھی مائیکل کے پوچھنے پر تفصیل بتائی تھی۔ اس طرح اس نے

گناہی کا ثبوت ہے۔ تو تم نے عام عورتوں کی طرح رونانا شروع کر دیا ہے۔ اس یسپ سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ تم جو کچھ بول رہی ہو شعور کے ساتھ نہیں بلکہ تحت الشعور کے تحت بول رہی ہو۔ پناشورم کے تحت اگر کسی کو ٹرانس میں لایا جائے تو وہ لاشعور کے تحت بولتا ہے۔ اس وقت اس کا لہجہ ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی آدمی سینڈے خمار میں بول رہا ہو لیکن جب وہ تحت الشعور کے تحت بولتا ہے تو بڑا آواز نارمل سنائی دیتی ہے لیکن اس کے پس منظر پر سینی کی ہلکی سی آواز کی خاص نشانی ہوتی ہے اور اس یسپ میں جہاری آواز کے ساتھ سینی کی ہلکی سی گونج موجود ہے۔ سنو میں دوبارہ سنو آتا ہوں جہاں یسپ..... عمران نے اتھانی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ اس نے یسپ کا بٹن دبا کر اسے ریورائنڈ کیا اور پھر بٹن آن کر دیا۔ بار جو گیا کی آواز: کمرے میں گونجی تو جو گیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں کے سستے ہونے چہرے بھی ہلکتے کھل اٹھے کیونکہ جو گیا کی آواز کے ساتھ سینی کی ہلکی سی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی جیسے آدمی تو سرے سے محسوس ہی نہ کر سکتا تھا لیکن اب جب کہ عمران اس کی نشاندہی کر دی تھی تو اب سب کو یہ مخصوص آواز باقاعدہ سنا دے رہی تھی۔

”یہ آواز یسپ کی وجہ سے تو نہیں ہے..... اچانک تنویر نے کہا۔“
 ”اگر یسپ کی وجہ سے ہوتی تو پھر مائیکل کی آواز کے ساتھ بھی سنائی دیتی جب کہ مائیکل کی آواز نارمل ہے..... عمران نے جواب دیا تو

تنویر نے امتیاز مسکرایا۔

”اتنی ایم سواری مس جو یا مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی ہے کہ میں نے تم پر ایسا بڑا الزام بغیر کسی ثبوت کے لگا دیا اور تم سے اس انداز میں پیش آیا۔ مجھے اپنی غلطی اور حماقت کا اعتراف ہے۔ تم جو سزا چاہو مجھ دے سکتی ہو۔ مجھے قبول ہوگی..... تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق کھلے دل سے معافی مانگتے ہوئے کہا۔“

”جہاری غلطی نہیں ہے تنویر بلکہ میں جہاری حب الوطنی سے واقعی شدید متاثر ہوئی ہوں۔ جہاری جگہ میں ہوتی تو شاید اس قدر شدید حب الوطنی کا اظہار بھی نہ کر سکتی جیسا تم نے کیا ہے لیکن اس میں جہار کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ واقعی میرے خلاف ایک بھیانک سازش تھی اور میں نادانگی میں اس گہری سازش کا شکار ہو کر اپنے ہی ملک کے خلاف استعمال ہوئی ہوں..... جو یا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔“

”تو تم نے مجھے صاف کر دیا ہے..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے شاید اسے اتنی آسانی سے جو یا کے صاف کر دینے کا یقین ہی نہ آ رہا ہو۔“

”ہاں بلکہ جہاری قدر میرے دل میں اور بڑھ گئی ہے..... جو یا نے جواب دیا تو تنویر کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔“

”تم واقعی بے حد اعلیٰ ظرف کی مالک..... میں ہمیشہ جہار احسان مند رہوں گا..... تنویر نے جواب دیا۔“

W یہ کس طرح ممکن ہے اس بار خاور نے حیرت بھرے لہجے

W میں کہا۔

W ہو سکتا ہے اگر محبت اشور کو خاص عیش دی جائیں تو جیسے ہی

W اسے شعور کو سلا کر چھڑا جائے گا وہ خود بخود لینک ہو جائے گا اس

W طرح کوئی راز سامنے نہ آسکے گا عمران نے جواب دیا۔

W لیکن یہ کام تو کوئی ماہر ہی کر سکتا ہے صفدر نے کہا۔

W ہمارے ملک میں ایک صاحب ہیں جو اس فن میں اتھارٹی کا

W درجہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر وائسن کے بارے میں او اس کی مشین کے

W بارے میں مجھے انہوں نے ہی بتایا تھا۔ اس مشین کے لئے ڈاکٹر

W وائسن نے ان سے مشورہ کیا تھا وہ پہلے ہارورڈ یونیورسٹی میں تھے

W مضمون پڑھاتے تھے۔ اب وہاں سے رٹائرڈ ہو کر مستقل طور پر

W پاکیشیا آگئے ہیں۔ ان کا نام پروفسر فضل حسین ہے۔ میں ان سے

W بات کروں گا عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

W سب سے پہلے میرے ساتھ یہی کارروائی ہونی چاہئے جولیا

W نے کہا۔

W جہارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ جہارے ذہن سے تنزیر کا نام

W کھریج دیا جائے عمران نے جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر ہتھکوں

W سے گونج اٹھا۔ جولیا کے ساتھ ساتھ اس بار تنزیر بھی ہنس پڑا تھا۔ شاہج

W اس کے لئے نفسیاتی طور پر اتنی بات ہی باعث اطمینان تھی کہ جولیا

W اس سے ناراض نہ ہوتی تھی۔ گو جولیا نے اسے کھلے دل سے معاف کر

W "ارے ارے یہ فقرہ تو خطبہ نکاح پڑھا جانے کے بعد دو لہا صاحب

W کے منہ سے نکلتا ہے۔ جولیا نے ہمیں معاف ضرور کیا ہے لیکن یہ بات

W ساری عمر کی احسان مندی والی شرط غلط ہے عمران نے جلدی

W سے کہا تو کمرہ ہتھکوں سے گونج اٹھا۔

W "میں جہاد اور حریف دونوں کی بھی احسان مند ہوں گی کہ

W ایسے حالات کے باوجود تم نے مجھ پر اس قدر اعتبار کیا جولیا نے

W عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

W "یعنی میرے لئے دو بولوں سے پہلے والا فقرہ اور تنزیر کے لئے دو

W بولوں کے بعد والا فقرہ۔ یہ تو صرفاً زیادتی ہے عمران نے

W احتجاج کرتے ہوئے کہا اور کمرہ ایک بار پھر ہتھکوں سے گونج اٹھا۔

W "جس کسی نے ان دونوں کا خاتمہ کیا ہے اس نے حقیقتاً پاکیشیا

W سیکرٹ سروس پر احسان کیا ہے ورنہ یہ نیپ ہم سب کے لئے موت کا

W پھندا بن سکتی تھی چند لمحوں بعد صفدر نے کہا تو سب کے چہروں

W پر سنجیدگی طاری ہو گئی۔

W "ہاں واقعی ان دونوں کی اس طرح موت پاکیشیا سیکرٹ سروس

W کے حق میں بہتر ثابت ہوتی ہے لیکن اس سے ایک اور بات بھی سامنے

W آتی ہے کہ اگر کسی بھی ممبر حقیقہ تھے بھی بے ہوش کر کے اس طرح

W کی مشین کے ذریعے پوچھ گچھ کی جائے تو ساری سیکرٹ سروس اوپن ہو

W سکتی ہے۔ چیف کو فوری طور پر اس کا سد ادا کرنا پڑے گا۔ عمران

W نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

دیا تھا لیکن نہانے کی بات تھی کہ تنور جو لیا سے مسلسل نظریں چراہا
تھا شاید اسے جو لیا سے اپنی کی ہوئی باتیں یاد آ رہی تھیں۔

عمران صاحب نے سب کچھ تو بعد میں ہوتا رہے گا فی الحال تو ہمیں
فائل کے سلسلے میں کچھ کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور عمران نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

فائل تو تھیں تا بابت ٹیٹ ملک سے باہر جا چکی ہو گی۔۔۔۔۔ خاور نے
کہا۔
کچھ بھی ہو ہمیں اسے بہر حال واپس تو لے آنا ہے۔۔۔۔۔ صفدر
نے جواب دیا۔

ٹائیگر کے ذمے میں نے اس سرخ کار کو تلاش کرنے کا کام لگا دیا تھا۔
اس نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ کار تو بہر حال اب مل گئی
ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ ٹائیگر نے کوئی نئی بات ٹریس کر لی ہو اس لئے
پہلے ٹائیگر سے بات ہونی چاہئے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جیب سے ایک
چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی
ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔

ہیلو عمران کانگ ادور۔۔۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر کے بار
بار کال دینا شروع کر دی۔

یس ہاں ٹائیگر انڈنگ ادور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے
ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

میں نے جہارے ذمے ایک کام لگا دیا تھا ہم نے اس بارے میں

ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی ادور۔۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں سختی
تھی۔

ہاں اس کار کو تلاش کرتے ہوئے میں ہومل سی ویو تک پہنچ گیا
ہوں لیکن اس کے بعد اس کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ میں کو شش کر
رہا ہوں ادور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران
چونک پڑا۔

ہومل سی ویو۔ کیا تفصیلات ہیں ادور۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ہاں یہ کار ہومل سی ویو کی پارکنگ میں پہنچی تھی۔ پارکنگ
بوائے سے مجھے اس کے بارے میں تفصیلات ملی ہیں۔ اس کے مطابق
اس پر دو غیر ملکی سوار تھے۔ ان کے طیلے معلوم کر کے جب میں نے
ہومل کے اندر سے معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دونوں
غیر ملکی ہومل کے نیچر فوسرز سے ملنے آئے تھے اور فوسز نے ان سے
اپنے مخصوص دفتر میں ملاقات کی تھی۔ پھر وہ دونوں واپس چلے گئے۔
فوسز میرا خاصا گہرا دوست ہے۔ جب میں نے اس سے پوچھ گچھ کی تو

اس نے کہا کہ اس روز وہ اپنے عام دفتر میں سارا دن موجود رہا ہے
خاص دفتر میں گیا ہی نہیں اور باقی لوگوں سے بھی اس کی گواہی مل
گئی ہے۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ اس فوسز سے سختی سے پوچھ گچھ
کروں ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کے لئے اس بات کو چھپا رہا
ہوں ادور۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

نے کہا اور صفدر اور خاور حمزہ سے بیرونی دروازے کی طرف مزگئے۔
 حمزہ در بعد کرے میں ایک اوجھڑ عمر آدمی داخل ہوا۔ اس کے
 چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کرے میں موجود عمران
 کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پھر اس کی نظریں جیسے ہی فرش پر
 پڑی ہوئی لاٹوں پر پڑیں۔ اس کے چہرے پر موجود پریشانی کے تاثرات
 میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اس کے نیچے ٹانگیں صفدر اور خاور بھی اندر آگئے
 تھے۔

عمران صاحب آپ اور یہاں یہ سب کیا ہے۔ ٹانگیں نے تو مجھے کہا
 تھا کہ وہ ایک ضروری کام سے مجھے ایک دوست سے ملوانے جا رہا
 ہے..... فوسز نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

فوسز تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ یہ دونوں غیر ملکی جن کی
 لاٹیں تم یہاں دیکھ رہے ہو۔ یہ پاکیشیا کی ایک انتہائی اہم ترین فائل
 کی چوری میں ملوث ہیں اور یہ دونوں تم سے ملنے ہی دیو گئے۔ جب کہ
 ٹانگیں کے مطابق تم نے انکار کر دیا ہے کہ یہ تم سے نہیں ملے اور تم
 اس روز خصوصی دفتر میں گئے ہی نہیں جب کہ ہمیں یہاں سے ایسے
 شاید ملے ہیں کہ یہ سی ویو میں تم سے ملے ہیں اس لئے تمہارے لئے
 آخری چانس ہے کہ تم سب کچھ سچ بتا دو ورنہ دوسری صورت میں تم
 خود سمجھ سکتے ہو کہ تم کس قدر خوفناک صورت حال سے دوچار ہو سکتے
 ہو..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو فوسز کے چہرے پر
 یکجہت شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو اور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
 سی ویو سے ہی بول رہا ہوں اور..... ٹانگیں نے کہا۔
 نیٹور فوسز ہونٹوں میں موجود ہے اور..... عمران نے پوچھا۔
 ہاں اپنے دفتر میں موجود ہے۔ ابھی حمزہ در بیٹھے میری اس سے
 ملاقات ہوئی ہے اور..... ٹانگیں نے جواب دیا۔

تم ایسا کرو کہ اسے اپنے ساتھ لے کر فوراً ارباب کالونی اسے
 بلاک کو بھی منبر دن نو میں آجاؤ۔ یہاں ان دونوں کی لاٹیں موجود
 ہیں جنہوں نے اس سے ملاقات کی تھی۔ میں ان لاٹوں کو اسے دکھا کر
 اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ ویسے نہ آئے تو اسے اغوا کر
 کے لے آؤ لیکن آؤ جلدی اور..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

میں ہاں میں اسے لے کر ابھی پہنچ جاؤں گا اور..... دوسری
 طرف سے ٹانگیں نے کہا اور عمران نے اور ایسا آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف
 کر دیا۔

سی ویو کے نیٹور فوسز کو میں بھی ذاتی طور پر جانتا ہوں وہ اس قسم
 کے پیچیدہ و ہندوں میں ملوث نہیں ہو سکتا..... صفدر نے کہا۔
 ابھی معلوم ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے جو ایسا کی طرح فوسز کے ساتھ
 بھی کوئی کارروائی کی گئی ہو۔ ویسے میں بھی اسے اچھی طرح جانتا ہوں
 وہ ایسا آدمی نہیں ہے..... عمران نے جواب دیا پھر تقریباً نصف گھنٹے
 بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

ٹانگیں آیا ہوگا۔ جا کر اسے اور فوسز کو یہاں لے آؤ..... عمران

اب مجھے بتانا پڑے گا عمران صاحب ان لاشوں کو دیکھنے کے بعد اگر میں نے بات چھپائی تو واقعی میرے گھے میں پھندہ پڑ سکتا ہے حالانکہ میں بے گناہ ہوں اور یہ بات درست ہے کہ میں نے اس روز واقعی اپنے خصوصی دفتر میں کسی سے کوئی ملاقات نہیں کی میں سارے دن عام دفتر میں رہا اور معمول کے مطابق کام کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ مجھے سی و دو کے بینکنگ ڈائریکٹر محمود خان صاحب کی طرف سے فون پر اس بات کی باقاعدہ ہدایت کی گئی تھی کہ میں اس روز اپنا خصوصی دفتر کسی صورت بھی استعمال نہ کروں اور ایک استقبالیہ لڑکی روزی کو خاص طور پر ہال کاؤنٹر پر ڈیوٹی دوں حالانکہ روزی دو روز پہلے ایک ہفتہ کی چھٹی پر چلی گئی تھی اور اس روز بھی ڈیوٹی دینے کے بعد وہ ایک بار پھر چھٹی پر چلی گئی۔ بس مجھے ایسا معلوم ہے اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں۔" فوسز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص جہارا خصوصی دفتر استعمال کرے اور ہمیں وہاں ہونٹل میں ہوتے ہوئے اس کا علم نہ ہو سکے تم جھوٹ بول کر اس شخص کو چھپا رہے ہو اور یہ جہار سے حق میں بہتر نہیں ہو گا۔" عمران کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

"عمران صاحب میں نے خود کسی کو دفتر استعمال کرتے نہیں دیکھا اس لئے میں حتی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ ویسے مجھے اتنی اتنی خبر ملی تھی کہ اس روز میرے دفتر کو واسکر نے استعمال کیا تھا۔ واسکر سی و دو میں سیکورٹی انچارج ہے اور اس کے تعلقات براہ راست محمود خان

صاحب سے ہیں۔ چونکہ یہ بات حقیقی نہیں ہے اس لئے میں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔" فوسز نے جواب دیا۔

"واسکر اب کہاں ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"وہ کل سے غائب ہے اللہ ہے اس کی کار زید ناؤن میں دیکھی گئی تھی اس کے علاوہ مجھے نہیں معلوم۔" فوسز نے جواب دیا۔

"کس نے اس کی کار دیکھی تھی اور کار کی تفصیلات بھی بتا دو۔" عمران نے کہا۔

"ہونٹل سیکورٹی کا ایک آدمی زید ناؤن میں ہی رہتا ہے اس نے مجھے بتایا تھا اسی نے واسکر کی کار کو کالونی میں داخل ہونے دیکھا تھا۔" فوسز نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کار کی تفصیلات بھی بتادیں۔

"اوکے ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو لیکن خیال رکھنا جہار سے کہاں آنے ہم سے ملاقات اور ان باتوں کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہئے۔" عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر ہیں میں ان باتوں کو سمجھتا ہوں۔" فوسز نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹانگیئر فوسز کو اس کے ہونٹل چھوڑ آؤ۔" عمران نے کہا اور ٹانگیئر نے اجازت میں سر ملادیا۔

"اب اس واسکر کو تلاش کرنا پڑے گا۔" صفدر نے کہا۔

"واسکر کو نہیں چھلے اس کی کار کو یہ مشن شاید کاروں کی تلاش کا

مشن ہے ایک کار کو خدا خدا کر کے تلاش کیا ہے اب دوسری سائے گئی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ان لاشوں کا کیا کرنا ہے..... جو بیانے کہا۔

ان میں ایک جہاز اسکول فیلو ہے اگر تم چاہو تو سرکاری طور پر اسے جہاز سے سہ کیا جاسکتا ہے تاکہ تم اسے لے کر سوئٹزر لینڈ جا سکو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں لعنت بھیجتی ہوں اس بائیکل پر۔ کاش مجھے ذرا بھی شک ہو جاتا کہ یہ شخص اس ٹائپ کا ہے تو میں اپنے ہاتھوں سے اس کی بوئیاں اڑا دوں..... جو بیانے جواب دیا اور عمران مسکرایا۔

تو پھر فکر مت کرو سپرٹنڈنٹ فیاض لاوارث لاشوں کو دفنانے میں ماہر ہے..... عمران نے کہا اور صفدر اور خادو دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

فلادر نے واسکر کے مرتے ہی ایک طویل سانس لیا اور پھر سائینسز لگا دی اور ایک طرف میز پر رکھ کر وہ تیزی سے مزی اور ایک الماری کی طرف بدھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے نیچے خانے میں موجود لیڈر بیونی باکس اٹھا کر وہ واپس بلٹی اور میز کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر اس نے باکس کو میز پر رکھا۔ بظاہر وہ ایک عام باکس تھا۔ فلادر نے اس کے ہینڈل کے ایک کونے کو مخصوص انداز میں دبایا تو ہینڈل کھل گیا اس میں سے ایک ایریل باہر نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی ہینڈل کے دوسرے کونے پر ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے لگے۔ فلادر نے اسی جگہ کو جسے اس نے پہلے دبایا تھا دوسری بار مخصوص انداز میں دبایا تو باکس میں سے سیمی کی ہلکی آواز سنائی دینے لگی۔

ہیلو ہیلو ریڈ کیٹ کانگ اور..... فلدور نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔ وہ ساتھ ساتھ اس مخصوص جگہ کو بھی دبانے چلی جا رہی تھی۔

”جیس ریڈ وولف انڈنگ اور..... دوسری طرف سے ایک بھاری مگر کشت سی مردانہ آواز سنائی دی۔
”باس ٹرپل ایکس فائل میرے پاس پہنچ گئی ہے اور..... فلدور نے کہا۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔ کس طرح پہنچی ہے اور تم نے کس طرح کی ری ایکشن کیا ہے اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے اور..... دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں موجود کڑھکی کا عنصر پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا تھا۔

”ہدایت کے مطابق واسکر نے رابطہ قائم کیا تھا۔ میں نے جہاں ایک عام سی کالونی میں اپنا خفیہ اڈہ بنایا ہوا ہے۔ میں نے واسکر کو وہاں بلوایا پھر اسے خصوصی شراب پلوار کے حس کر دیا اور بعد میں گولی ماری۔ اس کے جہاں آنے کا سامنے اس کے اور کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ اب اس کی لاش میرے سلٹن بڑی ہے اور فائل بھی میرے پاس ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ واسکر کو یہی بتایا جائے گا کہ فائل گرنٹ لینڈ کے سفارتی بیگ کے ذریعے پاکیشیا سے نکالی جائے گی اس لئے ہم نے اسے یہی بتایا تھا کہ دو گھنٹے بعد سفارتی بیگ جانے والا ہے اور فائل اس بیگ کے ذریعے بھجوا دی جائے گی اور وہ پوری طرح مطمئن

ہو گیا تھا لیکن اب اس فائل کا کیا کرنا ہے اور..... فلدور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ فائل بے حد سیکرٹ ہے۔ حکومت انگریزیا کو ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ اس کا یہ قیمتی ترین راز چوری ہو چکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جو یقیناً اس فائل کو تلاش کر رہی ہوگی۔ وہ بھی اسے خفیہ رکھے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ خفیہ طور پر تمام سفارت خانوں کے پیکیٹ باقاعدگی سے چیک کر رہے ہوں اس لئے اسے سفارتی بیگ کے ذریعے بھیجا جانا سبک لینے کے مترادف ہے۔ ہم نے اس فائل کو وہاں سے نکلنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی ہے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طور پر اس بات کا علم نہ ہو۔ یہ فائل کہاں گئی۔ اگر انہیں ذرا بھی شک پڑ گیا کہ فائل گرنٹ لینڈ پہنچی ہے تو وہ جہاں قیامت برپا کر سکتے ہیں اس لئے ہم نے واسکر جیسے لیکٹ کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور جہاز سے ساتھ بھی یہ ریڈ وولف اور ریڈ کیٹ جیسے کوڈ پلے کئے ہیں تاکہ اگر کال کسی بھی طرح کچھ ہو جائے تو تمہاری یا میری نشانہ بندی نہ ہو سکے اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جیس باس اور..... فلدور نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔
”تم اس فائل کو باقاعدہ پیک کر کے دارالحکومت کے ساحل سمندر پر واقع ایک ہوٹل لاسٹ بیسون کے منیجر رالف کو پہنچا دو۔ رالف اسے ایک خصوصی لالچ کے ذریعے پاکیشیا سے نکال کر کافرستان

چہنچانے گا اور وہاں سے اسے سفارتی بیگ میں گریٹ لینڈ پہنچایا جائے گا۔ رالف کے ساتھ جہاز کو ڈیڑھ گھنٹہ تک ہی ہوگا۔ اسے ہدایات دی جائیں گی اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ہاں جیسے آپ کا حکم اور..... فلاور نے ہوسٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں رالف بول رہا ہوں شیجر ہوٹل لاسٹ ہیون..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہر لحاظ سے محتاط رہنا اور فاعل رالف کے حوالے کرنے کے بعد تم نے خود فوری طور پر سفارت خانے سے چھٹی کر کے گریٹ لینڈ آ جانا ہے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی طرح جہاز را سراخ نکلے تو اسے تم سے کوئی چیز برآمد نہ ہو سکے اور لینڈ آل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور فلاور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کو لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھرتے تھے۔ اس نے ایریل کو واپس سنڈل میں ڈالا اور پھر اسے آف کر کے اس نے بیگ اٹھایا اور اسے واپس الماری کے نیچے خانے میں رکھ دیا۔

"ادھیں مس۔ میں تو آپ کی آمد کا منتظر ہوں..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"بہنچانے کا حکم دیا گیا ہے..... دوسری طرف سے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا گیا۔

"پروگرام بدل دیا گیا ہے۔ اب تم نے میرے پاس آنا ہے۔ فلاور نے کہا۔

"بہنچانے کا حکم دیا گیا ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا اور فلاور نے رسیور کو دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا کیونکہ وہاں

"میں مس میں پہنچ جاؤں گا..... دوسری طرف سے کہا گیا اور فلاور نے رسیور کو دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا کیونکہ وہاں

"میں انکو اتری بلیز..... رابطہ قائم ہوتے ہی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

اس کے ہوٹل میں تو اس کے لئے خطرہ ہو سکتا تھا لیکن یہاں اس نے
لئے رالف کوئی خطرہ نہ بن سکتا تھا۔ پھر بھی اس نے مزید محتاط رہنے
فیصلہ کر لیا تھا۔

سی ویو ہوٹل کے شیپنگ ڈائریکٹر محمود خان کی وسیع و عریض اور
شاندار کونٹری ڈیزائن کالونی میں سب سے بڑی کونٹری تھی۔ حالانکہ
ڈیزائن کالونی طبقہ امرا کی رہائش گاہ تھی اس لئے وہاں کی ہر کونٹری
وسیع و عریض تھی لیکن محمود خان کی کونٹری محمود دوان سب میں دست
رہنے اور بسنے جدید ترین طرز تعمیر کی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتی
تھی۔ محمود خان صرف سی ویو ہوٹل کا ہی شیپنگ ڈائریکٹر نہیں تھا بلکہ
امپورٹ ایکسپورٹ کے انتہائی وسیع کاروبار کا مالک بھی تھا۔ اس کے
ساتھ ساتھ وہ ایک بڑا جاگیردار بھی تھا۔ کہا جاتا تھا کہ تھوڑا عرصہ پہلے
محمود خان کسی سرکاری دفتر میں عام سٹاٹم تھا۔ پھر اچانک اس کی
حالت بدلنے لگ گئی اور اس نے نوکری سے استعفیٰ دے کر امپورٹ
ایکسپورٹ کا محدود پیمانے پر کاروبار شروع کر دیا اور پھر دیکھتے ہی
دیکھتے یہ کاروبار انتہائی تیز رفتاری سے پھیلنا چلا گیا اور محمود خان انتہائی

قلیل عرصے میں طیبہ امر میں شامل ہو گیا۔ اس نے وسیع ہو مل برنس بھی شروع کر دیا اور حکومت میں اس کا بھی ویو ہو مل سب سے زیادہ بڑا۔ جدید اور شاندار تھا۔ محمود خان جس قدر امیر تھا اتنا ہی سخی اور فیاض بھی تھا۔ وہ بے شمار ایسی انجمنوں کا سرپرست تھا جو غریبوں کو مسلسل دقائف دے کر ان کی مالی حالت کو سنبھالتی رہتی تھیں اس کے علاوہ ہفتے میں ایک روز اس کی کوٹھی پر بھی نقد رقم تقسیم کی جاتی اور بغیر کسی سے کچھ پوچھے ہر شخص کو انتہائی مہارت کی رقومات خاموشی سے دے دی جاتیں۔ یہی وجہ تھی کہ محمود خان نے جب اسمبلی کا الیکشن لڑا تو اس کے مقابلے میں کسی نے کھڑا ہونے کی جرأت ہی نہ کی اور وہ بلا مقابلہ منتخب ہو گیا۔ تمام تقریبات میں اسے بطور سہمان خصوصی بلوایا جاتا اور وہ وہاں ہماری رقومات بطور عطیات دینے کو عادی تھا۔ عمران نے محمود خان کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تو لیکن یہ ساری باتیں محمود خان کے حق میں جاتی تھیں اس لئے عمران بھی اس کی قدر کرتا تھا۔ ایک دو بار سر سلطان کی نجی محفلوں میں وہ محمود خان سے مل بھی چکا تھا۔ محمود خان انتہائی سادہ طبیعت کا آدمی تھا۔ ضرور ڈکٹر اسے چھو کر بھی نہ گیا۔ یہی وجہ تھی کہ ہر شخص اس سے ملنے کے بعد اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ سر سلطان بھی اسے بے حد پسند کرتے تھے اور وہ ان کا خاصا قریبی دوست تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی نجی محفلوں میں اسے ضرور مدعو کرتے تھے۔ عمران کے بارے میں بھی محمود خان کافی کچھ جانتا تھا۔ اس نے کئی بار عمران کو

اپنے پاس آنے کی دعوت بھی دی لیکن عمران ہر بار اسے ٹال گیا تھا کیونکہ بغیر کسی مقصد کے کسی سے ملاقات کو عمران وقت ضائع کرنے کے مترادف سمجھتا تھا اور محمود خان سے ملاقات کے لئے اس کے پاس کوئی مقصد نہ ہوتا تھا لیکن اب جب سی ویو کے شیجر فوسز نے محمود خان کا حوالہ دیا تو عمران کے ذہن میں بے اختیار خطرے کی گھنٹیاں ہی بج اٹھیں۔ محمود خان کے تیزی سے امیر ترین ہونے کے نتیجے اب صرف اس کی سخت اور خوش قسمتی کی بجائے اسے کچھ اور نظر آنے لگ گیا تھا اس لئے اس نے فوری طور پر محمود خان سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے فون کر کے معلوم کر لیا کہ محمود خان اپنی رہائش گاہ پر موجود ہے۔ تو عمران نے اس کی رہائش گاہ پر فون کیا تو محمود خان بے حد خوش ہوا اور اس نے فوراً عمران کو اپنی رہائش گاہ پر آنے اور کھانے کی دعوت دے دی۔ عمران نے صفحہ درخوار کے ساتھ ساتھ مائیگر کے ذمے واکر اور اس کی کار کی تلاش کا کام لگایا جب کہ وہ خود جو لیا اور تنزیر کو ساتھ لے کر محمود خان سے ملاقات کے لئے روانہ ہو گیا۔ عمران نے کار محمود خان کی کوٹھی کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے روکی۔ گیٹ کے باہر دو باوردی اور مسلح جو کیدار کھڑے ہوئے تھے۔

..... ایک نے آگے بڑھ کر عمران سے مخاطب ہو کر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

..... محمود خان صاحب سے کہیں کہ علی عمران آیا ہے۔ عمران نے کہا۔

”اوہ یس سر آپ کے متعلق بڑے صاحب نے خصوصی احکامات دیئے ہیں۔ میں پھانگ کھولتا ہوں آپ اندر تشریف لے جائیں۔“
 چوکیدار نے موبانہ لہجے میں کہا اور بچے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد پھانگ کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ وسیع و عریض لیکن انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے لان کے درمیان سے گزر کر وہ پورچ میں پہنچے تو پورچ میں انتہائی بدترین نمازیں کی چار کاریں موجود تھیں عمران نے اپنی کار ایک سائین پر روکی اور پھر سب بچے اتر آئے اسی لمحے ایک باوردی نوجوان تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

”جی صاحب..... باوردی نوجوان نے عمران کے قریب آکر انتہائی موبانہ لہجے میں کہا۔

”علی عمران..... عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اوہ یس سر تشریف لئیے..... اس باوردی نوجوان نے کہا اور تیزی سے ایک سائین پر مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک وسیع و عریض اور انتہائی قیمتی اور شاندار فرنیچر سے سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔ حمزوی روز بعد اندرونی دروازہ کھلا اور محمود خان جس کے جسم پر تھری بیس سوٹ تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر انتہائی بے تکلفانہ مسکراہٹ تھی۔

”خوش آمدید۔ خوش آمدید جناب۔ آپ نے یہاں تشریف لا کر میرے عزیز خانے کو رونق بخشی ہے اس کے لئے میں آپ کا ہمد دل سے مشکور ہوں..... محمود خان نے انتہائی مسرت جبر سے لہجے میں کہا

اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”شکریہ آپ کا یہ عزیز خانہ صرف عزیز خانہ ہی نہیں بلکہ عجیب و غریب خانہ ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو محمود خان بے اختیار کھٹکلا کر ہنس پڑا۔

”یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جناب جن سے اس نے مجھ جیسے عاجز کو نوازا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں..... محمود خان نے جواب دیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے جو لیا اور تنویر کا تعارف کرایا اور پھر وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک طرف جب کہ محمود خان سامنے والے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اسی لمحے باوردی ملازم انتہائی قیمتی ٹرائی دھیلیٹا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے مشروبات کی ملٹی کھر نشو میں لپنی ہوئی بوتلیں ان سب کے سامنے رکھ دیں۔

”یہ گریت لینڈ کا مشروب ہے جناب میں صرف خصوصی کرم فرمائوں کی خدمت میں اسے پیش کیا کرتا ہوں..... محمود خان نے کہا۔

”شراب تو نہیں ہے..... عمران نے بوتل کا نشو ہٹا کر اس کا لیبل دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں جناب الحمد للہ میں مسلمان ہوں۔ یہ ناشپاتیوں کا شربت ہے..... محمود خان نے جواب دیا اور عمران نے اس کو غور سے پڑھ کر بوتل واپس میز پر رکھ دی۔

”سوری خان صاحب آپ ہمیں سادہ پانی پلوادیں۔ گو اس بوتل کے لیبل پر یہی لکھا ہوا ہے کہ یہ ناشپاتیوں سے تیار کردہ خصوصی شربت ہے اور اس میں بالکل موجود نہیں ہے لیکن احتیاطاً میں اسے نہیں پینا چاہتا۔“ عمران نے نیکتت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوه آپ خواہ مخواہ وہم فرما رہے ہیں۔ میں آپ کے لئے یہاں کا پنا ہوا مشروب منگو ایسا ہوں۔“ محمود خان نے حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں صرف سادہ پانی۔“ عمران نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔ چیلے تو محمود خان نے بڑا اصرار کیا لیکن پھر عمران کی ضد کے سامنے آخر کار اسے ہتھیار ڈالنے پڑے اور اس نے ملازم کو یہ بوتلیں لے جانے اور سادہ پانی لانے کا حکم دے دیا۔

”اب فرمائیے میرے لئے کیا حکم ہے۔“ بلر کے باہر جانے پر محمود خان نے عمران سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ سی ڈیو کے پیچنگ ڈائریکٹر ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔“ محمود خان نے مختصر سا جواب دیا۔

”ایک آدمی واسکر آپ کے ہونٹوں میں سکودنی انچارج ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہوگا۔“ محمود خان نے اسی طرح مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ اسے ذاتی طور پر نہیں ملتے۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب ہونٹوں میں تو بے شمار عملد ہوتا ہے۔ میرا تعلق صرف نیچر فوسلز سے ہی رہتا ہے باقی عملے کو میں کیسے ذاتی طور پر جان سکتا ہوں۔“ محمود خان نے اس بار قدرے سنجے لہجے میں کہا۔ عمران کے شربت پینے سے انکار پر محمود خان کا مڈوکس بدل گیا تھا شاید اس نے اسے اپنی توہین سمجھی تھی۔

”آپ نے آج سے دو تین روز چیلے فوسلز کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنا خصوصی دفتر استعمال نہ کرے اور اپنے عام دفتر تک ہی محدود رہے۔“ عمران نے کہا۔

”خصوصی اور عام دفتر کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ نیچر کا ایک ہی دفتر ہوتا ہے۔ یہ عام اور خصوصی دفاتر الگ کیسے ہوں گے۔“ محمود خان نے حریت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ شادی شدہ ہیں۔“ اچانک عمران نے کہا تو محمود خان بے اختیار چونک پڑا۔

”ہاں شادی شدہ ہوں کیوں یہ بات آپ نے کیوں پوچھی ہے۔“ محمود خان کے لہجے میں حریت جڑھ گئی تھی۔

”آپ کے ہونٹوں میں ایک استقبالیہ لڑکی ہے روزی اسے آپ ملتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”دیکھیے عمران صاحب اب معاملہ میری برداشت سے باہر ہوتا جا رہا ہے۔ آپ نے نہ صرف میری براہ راست توہین کی ہے بلکہ اب آپ نے مجھ جیسے آدمی پر الزام تراشی بھی شروع کر دی ہے حالانکہ دنیا جانتا

ہے کہ میرا دامن اس قسم کی آلودگیوں سے یکسر پاک ہے..... محمود خان نے تعصیل لہجے میں کہا۔

”آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا..... عمران کا بوجھ تلخ ہو گیا اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازم اندر داخل ہوا۔ اب اس نے ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں پانی سے بھرا ایک جگ اور تین چار گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے گلاس اور جگ درمیانی میز پر رکھے اور وہاں مڑنے لگا۔

سنو سیکر ٹری کو بھیجیے فوراً..... محمود خان نے ملازم سے مخاطب ہو کر تھکمانہ لہجے میں کہا۔

”میں سزا..... ملازم نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”آپ کے سوال کا جواب ہے کہ نہیں اور اب آپ پانی پیجیے اور تشریف لے جائیے میں بے حد مصروف آدمی ہوں مزید وقت نہیں دے سکتا..... محمود خان نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک تھری پیس سوٹ پہنے نوجوان آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ لیس فون تھا۔

”سراب کی کال ہے لاسٹ ہیون کے منیجر مسٹر رائف بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا بھی ہے کہ آپ مہمانوں کے ساتھ مصروف ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ کال انتہائی اہم ہے..... نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہوئے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور محمود خان کی طرف بڑھا دیا۔

”اوکے میں کال سنتا ہوں تم پہلے یہ بتاؤ کہ میرا فوری پروگرام کیا ہے..... محمود خان نے کارڈ لیس فون پین سیکر ٹری کے ہاتھ سے لیٹھا

ہونے لگا۔

”اب سے بیس منٹ بعد آپ نے ایک تقریب کی صدارت کرنی ہے اس میں صدر صاحب ہمان خصوصاً ہی ہیں..... سیکر ٹری نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”آپ نے سن لیا عمران صاحب..... محمود خان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پین کان سے لگا کر اس کا شن وباد دیا۔

”میں محمود خان بولی رہا ہوں..... محمود خان نے کہا۔

”ٹھیک ہے تم خود وہاں چلے جاؤ لیکن سوڈا انہی شرائط پر ہونا چاہئے جو سٹیجنگ میں طے ہوئی تھیں..... محمود خان نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور فون آف کر کے فون پین سیکر ٹری کی طرف بڑھا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”صرف ایک منٹ مزید لوں گا اس سے زیادہ نہیں..... عمران نے کہا۔

”فریٹے..... محمود خان نے ہونٹ بوجھتے ہوئے کہا۔

”سیکر ٹری صاحب آپ باہر جالیے اور خان صاحب آپ ذرا تشریف رکھیے بیس منٹ کافی وقفہ ہوتا ہے..... عمران نے کہا۔ تو محمود خان

نے سیکرٹری کو جانے کا اشارہ کیا اور وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔
 "لاسٹ ہیون بھی آپ کا ہوٹل ہے..... عمران نے کہا۔
 "جی ہاں ابھی حال ہی میں خریدا ہے۔ میرا پروگرام ہے کہ وہاں
 تیس منزلہ عمارت تعمیر کھوں۔ میں اسے دارالحکومت کا سب سے
 شاندار ہوٹل بنانا چاہتا ہوں..... محمود خان نے جواب دیا۔
 "اس ہوٹل کا نیچر ابھی کسی ایسے سوڈے کی بات کر رہا تھا مگر
 میں آپ بھی اس حد تک انٹریسٹڈ ہیں کہ آپ نے اس کی کال بڈرات فون
 انڈی کی ہے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ یہ کس قسم کا سوڈا ہے۔" مگر
 نے کہا تو محمود خان بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔
 "آپ کو میرے بزنس معاملات میں مداخلت کرنے کا کیا حق ہے،
 سواری میں اب مزید نہیں رک سکتا..... محمود خان نے کہا اور تیز
 سے سڑک اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر کا بچہ غصے کی
 شدت سے لال بھجھو کا ہو رہا تھا اس کا ہاتھ جیب میں پھینک چکا تھا۔
 "تم نے اسے جاننے کیوں دیا..... تنویر نے ہوسٹ چبانے
 ہوئے کہا۔
 "اور میں نے اس کا اچار ڈالنا تھا۔ میں تو صرف فوسٹر کا بیان چیک
 کرنا چاہتا تھا آؤ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے
 بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سجدہ لٹھوں بعد اس کی کار کو ٹھی سے
 نکل کر تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جلی جا رہی تھی۔
 "اب کہاں جانا ہے کیا فوسٹر کے پاس..... تنویر نے کہا۔

نہیں میرے ذہن میں ایک اور خدشہ ابھرا ہے۔ پہلے اسے چیک
 کر لوں..... عمران نے کہا اور چھتہ لٹھوں بعد اس نے کار ایک
 ریستوران کے سامنے روک دی۔
 "آؤ ایک دو فون کرتے ہیں..... عمران نے کہا اور کار سے اتر کر
 ریستوران کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جو لیا اور تنویر اس کے پیچھے
 ریستوران میں داخل ہوئے۔
 "فون کرنا ہے..... عمران نے کاڈنر پر جا کر وہاں کھڑے
 نوجوان سے کہا۔
 "ضرور جتنا..... نوجوان نے فون کو موڈ کر عمران کی طرف
 کرتے ہوئے کہا اور خود اس ریستورنر بھٹک گیا جس پر وہ پہلے سے جھکا
 ہوا تھا۔ عمران نے ریستورنر کا نمبر گھمائے۔
 "یس انکو انری پلیز..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
 انکو انری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔
 "سو بائس فون سنز کا نمبر دیں..... عمران نے کہا تو دوسری طرف
 سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا اور آپریٹر کے بتائے
 ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 "سو بائس فون سنز..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 "ڈی ڈائریکٹر سنزل انتیلی جنس بول رہا ہوں شیخ سے بات
 کرانگیا..... عمران نے تھکمانے لہجے میں کہا تو ریستورنر جھکے ہوئے
 نوجوان نے سر اٹھا کر عمران کی طرف دیکھا اور لاشعوری طور پر موڈ

ہو گیا۔ اس کے چہرے پر مرعوبیت کے آثار اجڑ آئے تھے۔

"میں سرہولڈان کیجئے"..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں گیا۔

"اسلو نیجر عارف حسین بول رہا ہوں بتاب فرمیتے"..... چڑھوں بعد ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔ شاید فون آہر کرنے سے مراد کا عہدہ بتا دیا تھا اس لئے اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"آپ موبائل فون پر ہونے والی کالوں کا جو ہمیں گھنٹے تک ریکارڈ رکھتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"میں سر یہ ہمارا اصول ہے تاکہ اگر ہمارا کوئی کلائنٹ اس کی پیروی حاصل کرنا چاہے تو اسے پہنچائی جاسکے کاروباری سلسلے میں اکثر اس کی ضرورت پڑ جاتی ہے بتاب"..... دوسری طرف سے وضاحت سے جواب دیا گیا۔

"محمد دخان کی رہائش گاہ پر ایک موبائل فون ہے اس کا نمبر"..... عمران نے پوچھا۔

"مجھے معلوم کرانا پڑے گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چڑھوں بعد اس نے شہر بتا دیتے۔

"اس نمبر پر ابھی ایک کال ہوئی ہے اس کا نیپ مجھے سنو انیس"..... عمران نے کہا۔

"سوری سر یہ تو اصولی کے خلاف ہے سر یہ نیپ صرف صاحب کو سپلائی کیا جاسکتا ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو آپ کو مع نیپ کے انتہیلی جنس بیورو بلوایا جائے"..... سہولتیاں گوارا کر۔ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ انتہیلی جنس بیورو سے کوئی بھی مطلب انفارمیشن چھپانا کتنا بڑا جرم ہے"..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سرسر..... نیجر نے گھگھکیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ فی الحال صرف نیپ سنو ادیں۔ اس سے آپ کے اصول پر کوئی فرق نہیں پڑتا"..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر میں سنو اتا ہوں بتاب"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اسلو سر کیا آپ لائن پر ہیں"..... تھوڑی دیر بعد نیجر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں"..... عمران نے جواب دیا۔

"لاسٹ کال جو اس فون پر ہوئی ہے وہ سنیں بتاب"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ایک لمبے بعد محمد دخان کی آواز ابھری۔

"میں"..... محمد دخان بول رہا ہوں۔

"مرالف بول رہا ہوں باس ابھی ابھی فلاور کا فون آیا ہے اس نے کہا ہے کہ میں خود جا کر اس سے پیکیٹ لوں لیکن اس نے سفارت خانے کی بجائے زید ناؤن کا پتہ دیا ہے حالانکہ پلاننگ کے مطابق اس نے خود پیکیٹ یہاں ہونٹل میں مجھے دینا تھا اور اس کے بعد آپ کے حکامات کے مطابق معاملے کو فنش کرنا تھا۔ اب جیسے آپ کا حکم ہو"۔ ایک

مردانہ آواز ابھری اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھرائی۔

دونوں بے اختیار ہونٹ پڑے۔

”ٹھیک ہے تم خود وہاں چلے جاؤ لیکن سو دلا انہی شرائط پر مونا چلے
جو میسٹنگ میں طے ہوئی تھیں۔“ محمود خان کی آواز سنائی دی اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”آپ نے سن لی کال بتاب۔“ نیجیر کی آواز سنائی دی۔

”ہاں اس میں ہمارے مطلب کی کوئی بات نہیں ہے اس لئے اب
ٹیپ کی ضرورت نہیں ہے اور سنو یہ تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اسٹیج
جنس بیورس ہونے والی تمام گفتگو قانونی طور پر سینزوراز میں راز
ہے۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ییس سر۔“ نیجیر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ کر
ایک نوٹ جیب سے نکالا اور کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

”سراسر کی ضرورت نہیں ہے۔“ کاؤنٹر بوائے نے مودبانہ لہجے
میں کہا۔

”ضرورت ہے اس لئے کہ تم ملازم ہو مالک نہیں اور دوسری بات
یہ کہ جہاز سے سلسلے ہونے والی بات چیت آؤٹ نہیں ہوتی
چلتے۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”یہ کس بیسٹ کی بات ہو رہی ہے۔“ کار میں بیٹھتے ہی جو یا
نے حیران ہو کر کہا۔

”میری چھٹی حس کے مطابق یہ بیسٹ ہماری مطلوبہ فائل کا ہو سکتا
ہے۔“ عمران نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے کہا تو جو یا اور تنویر

ہوئے ہیں۔ عمران نے باقاعدہ تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔
 -جب تم ایسی باتیں کرتے ہو تو مجھے ہمیشہ جہادے ذہن پر رشک
 آتا ہے..... تمہارے اپنی عادت کے نتیجے میں دل سے اعتراف
 کرتے ہوئے کہا۔

-صرف ذہن پر..... عمران نے براہ راست بناتے ہوئے کہا تو جولیا
 بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔ وہ عمران کا مطلب بخوبی سمجھ گئی تھی
 جب کہ تمہارے جس طرح حریت بھرے انداز میں جولیا کو ہنسنے دیکھ رہا
 تھا۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ عمران کی بات کا مطلب نہیں سمجھ
 سکا۔

-اس میں اس طرح ہنسنے والی کون سی بات تھی..... تمہارے
 اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

-ذہن کے علاوہ بھی عمران قابل رشک ہے..... جولیا نے
 مسکراتے ہوئے کہا تو تمہارے اس طرح سر ہلایا جیسے وہ اب جولیا
 کے ہنسنے کی وجہ سمجھا ہو۔

-اگر ہوتا تو اب تک اس طرح پھرتا نظر آتا..... تمہارے کہا تو
 اس بار جولیا کے ساتھ ساتھ عمران بھی ہنس پڑا کیونکہ تمہارے کا جواب
 بھی خوبصورت تھا۔ اسی لمحے عمران نے کار موڑی اور اسے لاسٹ ایئر
 ہوٹل کے سین گیٹ میں داخل کر دیا۔ ایک سائینڈ پر پارکنگ بتی ہوئی
 تھی جس میں چند کاریں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے کار روکی اور پھر وہ
 تینوں نیچے اتر آئے۔ تمہاری دیر بعد وہ ہوٹل کے ہال میں داخل ہوئے

راست سے جواب دینے کی بجائے بات بدل کر اسے جواب دیا۔ مجھے
 شک اسی وقت پڑ گیا تھا کیونکہ محمود خان کا لہجہ اور چہرہ نظروں سے ہمیں
 دیکھنے سے ہی یہ بات ظاہر ہو رہی تھی کہ کوئی ایسی بات ہو رہی ہے
 جسے وہ ہم سے چھپانا چاہتا ہے۔ جولیا کو میں ساتھ اس لئے لے گیا تھا کہ
 اگر محمود خان اس گیم میں ملوث ہوا تو جولیا کو بہر حال وہ اچھی طرح
 جانتا ہو گا اور جولیا کو دیکھ کر چونک پڑے گا لیکن اس کا انداز بتا رہا تو
 کہ وہ جولیا کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ اسی بات پر میں نے اس سے مزید
 تجزیہ چھڑا مناسب نہ سمجھی ورنہ میں اس کی پڑیاں توڑ کر بھی اندر سے
 اصل بات نکلا لیتا۔ بہر حال میں نے دوسرا طریقہ اپنایا۔ مجھے معلوم
 ہے کہ موبائل فون سنزور والے کالوں کی ٹیمیں رکھتے ہیں اور انہیں
 کاروباری پارٹیوں کو محصول قیمت پر فروخت بھی کر دیتے ہیں اس
 طرح انہیں زائد منافع ہو جاتا ہے۔ جہادے سلسلے لاسٹ ایئر کے
 رائف اور محمود خان کے درمیان ہونے والی کال سنوائی گئی۔
 ریستوران کے فون میں ہمیشہ لاؤڈ آن رکھا جاتا ہے تاکہ کوئی فٹن
 قسم کی کال نہ ہو سکے۔ لاسٹ ایئر ایک گھنٹیا ورے کا ہوٹل ہے اور
 جرمینہ سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ اس کا شیئر رائف پیشہ ور قاتل کے طور
 پر بھی مشہور ہے اور جرمینہ سرگرمیوں میں خاصا بدنام بھی ہے۔
 سرٹنڈنٹ فیاض کی وجہ سے وہ کئی بار گرفتار بھی ہوا ہے۔ اسیے آڈی
 کا محمود خان سے اس انداز سے بات چیت یہی ظاہر کرتی ہے کہ یہ پیکٹ
 کسی خاص چیز کا ہے یا مسافرت خانے کے الفاظ بھی کال میں استعمال

تو منشیات کے غلیظ دھویں کی وجہ سے ان کے چہرے بگڑ سے گئے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر ایک - فنڈہ بنا آدمی کھڑا ہوا تھا - ہال زر زمین دنیا کے افراد سے بھرا ہوا تھا جس میں آوارہ عورتوں کی بھی خاصی تعداد موجود تھی۔ عمران تنہا اور دو لیا کاؤنٹر کی طرف بڑھتے گئے۔ کاؤنٹر پر کھڑا فنڈہ بنا آدمی بڑی عجیب سی نظروں سے ان تینوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ انہیں اس ماحول میں ابھنی محسوس کر رہا ہو۔

"شیخہ رائف سے ملتا ہے؟..... عمران نے کاؤنٹر پر جا کر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ابھی ٹھوڑی دیر پہلے باہر گئے ہیں۔ آپ کو ان سے کیا کام ہے؟..... کاؤنٹر میں نے ہونٹ ہناتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق اتنی نارکوٹکس سے ہے..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو کاؤنٹر میں بے اختیار اچھل پڑا۔

"لیکن لیکن..... اس نے قدرے ہلکاتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ مت جیسے کے بارے میں بات چیت کرنی تھی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کاؤنٹر میں کے چہرے پر شگفتگی اطمینان کی ہم دودھ گئی۔

اودھماچر آپ ان کے دفتر میں بیٹھ جائیے۔ وہ ابھی واپس آجائیں گے۔ کاؤنٹر میں نے کہا۔

"نہمیک ہے تم انتظار کر لیتے ہیں..... عمران نے کہا اور کاؤنٹر

میں نے ایک دینہ کو بلا کر اسے کبہ دیا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو شیخہ کے دفتر تک چھوڑ آئے۔ رائف کا دفتر عمران کی توقع سے زیادہ کشادہ اور انتہائی قیمتی فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ انہیں وہاں بیٹھے ہوئے نصف گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حریت تھی۔

"میرا نام رائف ہے اور میں شیخہ ہوں۔" آنے والے نے اندر آ کر ناشائسی نظروں سے عمران تنہا اور جو لیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ سپرٹنڈنٹ فینانس کے حوالے سے شاید تم میرے بارے میں سمجھ جاؤ گے۔" عمران نے اچھے کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو رائف بے اختیار اچھل پڑا۔ لیکن عمران نے محسوس کیا تھا کہ اس کے چہرے پر پہلے سے موجود پریشانی اب اطمینان میں تبدیل ہو چکی تھی۔

"اودھ تو آپ ہیں علی عمران صاحب۔ آپ کے متعلق سنا تو بہت تھا لیکن آپ سے ملاقات آج ہو رہی ہے۔" رائف نے بڑے گرجو شائے انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے ساتھی ہیں مس جو لیا اور مسز تنہا۔" عمران نے کہا اور رائف نے ان دونوں سے صرف رسمی فقرات بولنے پر ہی اکتفا کیا۔ کیونکہ اس نے جو لیا کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا لیکن جو لیا خاموش کمری رہی تھی۔

تشریف رکھیں اور فرمائیے آج یہاں آپ کی آمد کس سلسلے میں

وہی محمود خان جو دارالحکومت کا امیر ترین آدمی ہے... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

وہاں نام تو سنا ہوا ہے لیکن ظاہر ہے مجھ جیسا آدمی اسے ذاتی طور پر کیسے جان سکتا ہے... رائف نے جواب دیا۔

حالانکہ اس نے بتایا ہے کہ اس نے یہ ہوٹل خرید لیا ہے۔ عمران نے کہا تو رائف ایک بار پھر چونک پڑا۔

مجھے تو معلوم نہیں مانگوں کو علم ہوگا... رائف نے جواب دیا۔

دو ہیکٹ کہاں ہے جو تم سفارت خانے کی مس فلڈ سے لینے گئے تھے... اچانک عمران نے کہا تو اس بار رائف بے اختیار اچھل کر

کھڑا ہو گیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس نے جیب سے ریوٹور نکال لیا۔ لیکن دوسرے لمحے دھماکا ہوا اور اس کے ہاتھ سے ریوٹور اڑتا ہوا

دور جا کر اور رائف چیخ مار کر بے اختیار ہاتھ پکڑ کر اچھلے لگا۔ یہ فائر تنور کی طرف سے ہوا تھا۔ اس نے بیٹھے بیٹھے ریوٹور نکال کر فائر کر دیا

تھا۔ اسی لمحے عمران کا بازو گھوما اور رائف ایک بار بھرجھٹنے ہوئے اچھل کر نیچے گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اچھل کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا اور رائف کا اٹھتا ہوا جسم ایک دھماکے سے نیچے گرا۔ اس کے بازو

سیدھے ہو گئے۔ ہتھوڑی بری طرح بگڑ گیا۔ انکھیں باہر کو نکل آئیں اور گلے سے خرخر اہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے پیر کو واپس موڑ دیا تو

ہوئی ہے... رائف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مہاں کوئی ایسا کمرہ ہے جہاں تم سے خاص قسم کی باتیں ہو سکیں۔ سپرنٹنڈنٹ فیض نے جہاڑی بے حد تعریف کی ہے... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو رائف کے چہرے پر یقینت مسرت سی بھومت

پڑی۔

”وہ بہت بڑے افسر ہیں۔ بتاؤ اوجھ پر خصوصی طور پر مہربان ہیں۔ آئیے ادھر عقب میں ایک خاص کمرہ موجود ہے۔ وہاں کھل کر

بات ہو سکتی ہے... رائف نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ مزادور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصے کھلے لیکن ساڈنا

پر ورت کرے میں پہنچ چکے تھے۔

”تشریف رکھیں اور بیٹلے یہ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے۔ مہاں ہر چیز مہیا ہو سکتی ہے... رائف نے دروازہ بند کر کے مڑنے

ہوئے کہا۔

”پینے پلانے کا کام بعد میں ہوگا بیٹلے کام کی باتیں ہو جانی چاہئیں... عمران نے کہا تو رائف سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور سوائے نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”محمود خان کو جانتے ہو... عمران نے اچانک کہا تو رائف بے اختیار اچھل پڑا۔

”محمود خان۔ کون محمود خان... رائف نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

راف نے جواب دیا وہ اب سب کچھ تیزی سے بتائے چلا جا رہا تھا۔
 شاید وہ اس خوفناک عذاب سے لاشعوری طور پر خوفزدہ ہو گیا تھا جو۔

عمران نے اس پر مسلط کر رکھا تھا۔

”کیا تم اس پیکیٹ میں..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم.....“ راف نے جواب دیا۔

”ہاں سے مطلب محمود خان ہے.....“ عمران نے کہا اور راف نے ہاں کر دی۔

”وہ مادام فلادور زندہ ہے یا مر چکی ہے.....“ عمران نے کہا تو راف

کا جسم ایک بار پھر تڑپا لیکن عمران نے فوری طور پر پیر کو موڑ دیا اور

راف کی حالت پھر بگڑنے لگی۔

”یو لو.....“ عمران نے خڑتے ہوئے کہا اور پیر کو واپس موڑ لیا۔

”پیر بنا لو۔“ فاد گاڈ سیک۔ پیر بنا لو۔ یہ خوفناک اور اذیت نجر

عذاب ہے پیر بنا لو میں سب کچھ بتا دوں گا۔“ راف نے رک رک

کر بولتے ہوئے کہا۔

”بولتے جاؤ رن.....“ عمران نے ہنپلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

”ہاں محمود خان نے مجھے حکم دیا تھا کہ مادام فلادور میرے ہوشل آکر

مجھے ایک پیکیٹ دے گی اور میں وہ پیکیٹ فوری طور پر مارن کو پہنچا

دوں جو اسے کافرستان سمگل کر دے گا اور مادام فلادور کو گولی مار کر

ہلاک کر دوں اور اس کی لاش ساحل پر پھینک دوں لیکن مادام فلادور کا

فون آیا کہ وہ خود نہیں آسکتی میں اس سے جا کر پیکیٹ لے آؤں۔ میں

راف کا راکار ہوا سانس تیزی سے بحال ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے کی حالت بھی بحال ہونے لگ گئی۔

”بتاؤ کہاں ہے پیکیٹ ورنہ.....“ عمران نے ایک بار پھر پیر کو

موڑتے ہوئے کہا۔

”بب بب بتانا ہوں۔ بب بب.....“ راف کے حلق سے ایک

بار پھر خرخرابت بھری آواز میں الفاظ سنائی دیئے۔ اس کی حالت ہنپلے

سے بھی زیادہ بگڑ گئی تھی۔ عمران نے ایک بار پھر پیر کو موڑ لیا۔

”جلدی بتاؤ ورنہ.....“ عمران نے خڑتے ہوئے کہا۔

”وہ دو مارن کے پاس ہے.....“ راف نے رک رک کر جواب

دیا۔

”کون مارن تفصیل بتاؤ.....“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں

کہا۔ الٹے اس نے پیر کو ذرا سا واپس موڑ لیا تھا تاکہ راف سہولت سے

جواب دے سکے۔

”وہ بھری سمگلر ہے سہاں کاسب سے بڑا بھری سمگلر۔ پاس نے

کہا تھا کہ پیکیٹ اسے پہنچا دیا جائے.....“ راف نے جواب دیا۔

”کہاں ہے وہ اس وقت.....“ عمران نے پوچھا۔

”رین سی ہوشل اس کا خاص اڈہ ہے۔ سہاں سے قریب ہی

ہے.....“ راف نے جواب دیا۔

”کس سے پیکیٹ لیا تھا تم نے.....“ عمران نے کہا۔

”گرسٹ لینڈ سفارت خانے کی تھرڈ سیکرٹری مادام فلادور سے۔“

نے باس سے فون پر بات کی تو باس نے وہاں جانے کی اجازت دے دی لیکن ساتھ ہی کہہ دیا کہ اسے ہر صورت میں قتل ہونا چاہیے۔ چنانچہ میں دو آدمیوں سمیت وہاں گیا۔ میں نے اس سے پیکیٹ لیا اور واپس آگیا۔ البتہ میرے آدمیوں نے اسے یقیناً ہلاک کر دیا ہو گا۔ میں نے پیکیٹ مارٹن کے حوالے کر دیا اور خود وہاں آگیا..... رائف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اس پیکیٹ کا ساڑھیا کیا ہے اور کس رنگ کے کاغذ میں ہے۔ عمران نے پوچھا۔

”خاکہ رنگ کے کاغذ میں.....“ رائف نے جواب دیا اور ساتھ ہی اندازاً ساڑھیا بھی بتا دیا۔ عمران نے پیر کو یکفخت پوری طرح موز دیا اور چند لمحوں میں ہی رائف ہلاک ہو گیا۔

”آؤ اب ہم نے اس مارٹن کو فوری گھیرنا ہے۔“ مجھے یقین ہے کہ اس پیکیٹ میں ہماری مطلوبہ فائل ہے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ فائل ابھی تک ملک سے باہر نہیں جاسکتی..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار لاسٹ بیون ہوئی کے کپاؤنگٹ سے نکل کر تھوڑے ہی فاصلے پر موجود ایک اور ہوٹل ریڈی سی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے گاڑی ریڈی سی ہوٹل کی دو منزلہ عمارت کے سامنے روکی اور بجلی کی سی تیز رفتاری سے اتر کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ یہاں بھی لاسٹ بیون والا ہی ہاتھ تھا اور اسی طبقے کے افراد بھی یہاں نظر آ رہے تھے۔

یہاں کاؤنٹر پر ایک پہلوان منادومی کھڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کی ہانف آستینوں والی بنیان تھی۔ بڑی بڑی موٹھوں اور سر پر ہریے بالوں کی وجہ سے وہ ہزارعب دار آدمی نظر آ رہا تھا۔

”مارٹن کہاں بیٹھا ہے ہم نے اس سے ملنا ہے.....“ عمران نے کاؤنٹر پہنچتے ہی اس آدمی سے کہا۔

”مارٹن تو تھوڑی دیر پہلے چلا گیا ہے۔“ مجھے بتاؤ کیا کام ہے۔ میرا نام نوٹی ہے میں کروں گا ہمارا کام..... اس پہلوان منادومی نے بڑے غور سے جو لیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”کہاں گیا ہے.....“ عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

”میں اس کا ملازم تو نہیں ہوں کہ اس کی مصروفیت کی ڈائری رکھوں۔ کہہ دیا ہے کہ چلا گیا ہے۔“ اس بار نوٹی نے نیڑھے سے لٹھے میں جواب دیا لیکن دوسرے لمحے ہال تھوڑی زور دار آواز اور نوٹی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ یہ تھوڑے تیز رفتار تھا جو نوٹی کے بالکل سامنے کھڑا ہوا تھا تھوڑے ہی قدر زور دار تھا کہ ہماری جبرک نوٹی جھٹکا ہوا اچھل کر سامنے پر موجود شراب کی بوتلوں کے ریک سے نکل کر کاؤنٹر پر آگرا۔ ہال میں موجود دشور کیفیت موت جیسی خاموشی میں تبدیل ہو گیا۔

”تم جہادی یہ جرات.....“ اچانک نوٹی کی چیخنی ہوئی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے کسی جمناسٹک کے ماہر کی طرح نوٹی تھلا بازی کھا کر کاؤنٹر کے اوپر سے ہوتا ہوا ان تینوں کے سامنے اٹھرا ہوا۔ اس کا

حیرت بھری نظروں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا اور کسی نے مداخلت نہ کی تھی۔ دراصل یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہو گیا تھا کہ کسی کو مداخلت کا موقع ہی نہ ملا تھا۔

”یہ فون کر دے گا“... تنزیہ نے کہا۔

”میں نے اس کی شدت رگ کو استا کیل دیا ہے کہ وہ پندرہ منٹ تک تو وہ پوری طرح حواس میں ہی نہ آئے گا.....“ عمران نے کہا اور تنزیہ اور جو لیا دونوں نے اثبات میں سر ہلایا دیتے۔ کار انتہائی برق رفتاری سے ساشا ہوٹل کی طرف اسی جلی جا رہی تھی جو ساحل سمندر پر رست کے ٹیلوں کے درمیان بنا ہوا تھا اور ساحل سمندر کا سب سے زیادہ مقبول ہوٹل تھا کیونکہ وہاں سے آگے دور دور تک اونچے نیچے رست کے ٹیلے ہی ٹیلے پھیلے ہوئے تھے اس لئے جوڑے وہاں زیادہ جہائی کا لطف لیتے تھے۔ سروس انہیں ساشا ہوٹل سے مل جایا کرتی تھی تقریباً اس منٹ کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد عمران نے ساشا ہوٹل کے سلسلے پہنچ کر کار روکی اور ایک بار پھر وہ سب کار سے اترے اور تیزی سے چلتے ہوئے ہوٹل میں داخل ہو گئے۔ یہاں کا ماحول پہلے دونوں ہوٹلوں سے اخلاقی طور پر زیادہ خراب نظر آ رہا تھا۔ یہاں الٹی شہر کے بگڑے ہوئے رستوں اور جان مٹھل بننے کی شائقین دولت مند عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ایک طرف بڑے سے کاؤنٹر پر ایک مرد اور ایک لڑکی کھڑی تھی۔

”مارن دفتر میں ہے.....“ عمران نے اچانک جا کر تیز لہجے میں

چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا اور بازوؤں کی پھلیاں تڑپ رہی تھیں۔

”مممم ہمیں کچا بجاؤں گا میرا نام ٹونی ہے۔“ ٹونی نے آگ کی طرح تپتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر تنزیہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یکتا فضا میں ہی اٹ کر پشت کے بل ایک خوفناک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گرا۔ یہ عمران تھا جس نے اس کے تنزیہ پر حملہ کرتے ہی راستے میں ہی اس کے جسم کو مخصوص انداز میں تھمکی دے کر فضا میں اٹھا کر اسے نیچے گرا دیا تھا۔

ہمارے پاس وقت نہیں ہے جلدی بناؤ کہ مارن کہاں ہے۔“ عمران نے خزاے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکتا پو اٹھتے ہوئے ٹونی کی موٹی سی گردن پر رکھ کر پورا دباؤ ڈال کر اسے گھا دیا اور نیچے گر کر پارے کی طرح تڑپ کر اٹھتے ہوئے ٹونی کا جسم ایک بار پھر دھماکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

”بولو کہاں ہے مارن“ عمران نے خزاے ہوئے کہا۔
”وہ اپنے ہوٹل ساشا میں گیا ہے۔“ ٹونی نے رک رک کر کہا۔

”آؤ۔“ عمران نے بیہ کو ذرا سا گھما کر واپس اٹھاے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے چلتے ہوئے چند لمحوں میں ہوٹل کے مین ہال سے باہر آ گئے۔ ہال میں موجود دہر شخص انتہائی

بوجھا۔

مارن مطلب ہے ہاں۔ وہ دفتر میں ہے کیوں..... نو جوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بغیر کوئی جواب دینے ایک سائینڈ پر جاتی ہوئی راہداری میں بھٹا چلا گیا۔ وہ دو چار بار جھپٹے بجز یہاں آچکا تھا اس لئے اسے مظلوم تھا کہ دفتر سے راہداری میں ہے اور چہرہ ایک کمرے کے دروازے پر اسے مارن کے نام کی تضحی بھی لگی نظر آئی۔ دروازہ بند تھا۔ عمران نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلنا شروع ہوا۔

گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک دفتر ناکرہ تھا اور ایک بڑی بڑی سیز کے پیچھے ایک اوجھڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا اس کے چہرے پر زخموں کے نشانات بھی تھے اور اس کی ایک آنکھ خراب تھی جب کہ دوسری آنکھ میں تیز سرفی چھانی ہوئی تھی۔ اس نے جہرا بیماری تھا لیکن وہ کلین شیو تھا۔ جسمانی لحاظ سے خاصا مضبوط تو تھا۔ اچانک دروازہ کھلنے اور عمران اور اس کے پیچھے تنویر اور جولیا کو آنے دیکھ کر وہ حیرت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ایک جھٹکے سے رسیو رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آتے لیکن وہ اسی طرح اطمینان بھرے انداز میں کرسی پر بیٹھا رہا تھا۔

جہاد انام مارن ہے..... عمران نے سیز کے قریب آکر تیز سے کہا۔

ہاں مگر تم لوگ کون ہو اور اس طرح دفتر میں بغیر کسی اطلاع اور اجازت کے کیوں آئے ہو..... مارن نے درشت لہجے میں کہا۔

اس سیز کی درازوں اور الماریوں کی تلاش میں عجبی کمرے کو چیک کرتا ہوں..... عمران نے تیز لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے عجبی دیوار میں نظر آنے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا لیکن اس کمرے کی دیوار میں موجود بڑے سے جہازی سائز کا سیف نصب شدہ تھا۔ حلف نظر آ رہا تھا۔ عمران نے جب سے سائینسر لگا دیو اور نکلا اور دوسرے کمرے میں اس سیف کے تالوں کے بوراخ پر نال ایک مخصوص اینٹل سے دکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ پھر اس نے نال کا رخ بدلا اور دوسری بار ٹریگر دبا دیا۔ دو فائر کرنے کے بعد اس نے دیوار اور داہیں جانب میں رکھا اور پینٹل گھما کر جہازی سائز کے اس سیف کو کھول لیا اس کا لاکنگ سسٹم تباہ ہو چکا تھا۔ سیف کھولنے ہی عمران کی آنکھوں میں ہلکا ہلکا ہلکا کیونکہ سب سے پہلے خانے میں موجود بیٹک اسے ملنے لگا۔ وہ ہلکا ہلکا اس نے جب تک کہ بیٹک انھایا۔ اسے کھولا اور اندر موجود دفاتر باہر نکال لی۔ فائل گود پر ٹریبل ایکیس لکھا ہوا تھا۔

اس نے جلدی سے فائل کو کھول کر سرسری طور پر اسے دیکھا اور پھر فائل کو واپس لٹانے میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑا اور واپس اس دفتر نہ کھڑے میں آگیا۔

”ہاں تو وہ پیکیٹ نہیں ہے“۔ بولیانیے کہا لیکن دوسرے نے عمران کے ہاتھ میں پیکیٹ دیکھ کر وہ ہونک پڑی۔
”آؤ اب یہاں سے نکل چلیں۔ ہمارا کام ہو گیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا کیا کرنا ہے؟“ تنویر نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوا مارٹن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ جمونی پھیلی ہے۔ ایسی پھیلیاں ہاتھ لگ جائیں تو پھیلی کے شنا کے قانون کے مطابق اسے واپس دریا میں پھینک دیا جاتا ہے۔“ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے نے تھک کی آواز سن کر وہ تیزی سے مڑا۔ تنویر کے ہاتھ میں سائینسٹر گلائیو اور موجودہ اور فرش پر پڑے ہوئے مارٹن کا جسم جھٹکے کھارہا تھا گو اس کے بچے میں لگی تھی۔

”میں ایسی جمونی پھیلیوں کو بڑی پھیلیاں بنانے کے حق میں نہیں ہوں۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ریو الوور جیب میں ڈال لیا۔ عمران نے کچھ کیے بغیر دروازہ کھولا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ ٹا: اس نے تہہ کر کے کوٹ کے اندر رکھ لی تھی۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سے باہر جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر مادام فلادور بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ کار میں اس کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ تنویری در بعد کار دارالحکومت کی حدود سے باہر نکل آئی اور اس کے ساتھ ہی سڑک پر موٹو ڈرائیونگ کا جھوم بھی تقریباً ختم ہو گیا تھا۔ اب اکا دکا کاریں ٹیکسیاں اور بسیں آتی جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ کافی آگے جانے کے بعد مادام فلادور نے کار کو درائیں طرف جاتی ہوئی ایک کچی سڑک پر موڑ دیا اور سڑک پر پانی کی طرح رواں چلتی ہوئی کار اب بنگولے کھانے لگی۔ لیکن مادام فلادور نے کار کی سپیڈ کم نہ کی تھی۔ سڑک کے دونوں اطراف میں سنیپے کے اونچے اور سیدھے درخت تھے جن کے ستنے اس قدر تیزی سے گزرتے نظر آ رہے تھے جیسے کسی نلم کو اچانک اس کی رفتار

بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں تو ایسے اٹھننگ اور..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مشین سی آواز سنائی دی۔ مجھے سے یوں لگ رہا تھا جیسے کسی روٹ کے منہ سے کھڑکھڑاتی ہوئی سی آواز نکل رہی ہو۔

”چیف باس کیا میری خدمات کابھی صلہ ہے کہ ایک فائل کی خاطر مجھے گولی مار دی جائے اور..... مادام فلاور نے تلخ لہجے میں کہا۔

”کہنا کیا چاہتی ہو۔ کھل کر بات کرو اور..... دوسری طرف سے اسی طرح مشین لہجے میں جواب دیا گیا۔

”چیف باس پاکیشیا کی وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے ایک فائل حاصل کی جاتی تھی۔ اس مشن پر گرسٹ لینڈ سے تین افراد بھیجے گئے سیرابنٹ رپرڈ اس کا ساتھی مائیکل اور ڈاکٹر وائسن۔ انہوں نے فائل حاصل کر لی۔ اس کے بعد مقامی چیف نے یہ فائل گرسٹ لینڈ بھجوائی تھی۔ اس کے لئے انہوں نے انتہائی عجیب طریقہ کا اختیار کیا۔

”زیور ہونٹل کے سیکورٹی انتہارج و اسکر کو ہونٹل کے نیجر فوسز کی جگہ اس کے خصوصی دفتر میں پہنچایا گیا اور سیرابنٹ رپرڈ اور مائیکل کو کہا ”یا کہ وہ سی زیور ہونٹل کے نیجر فوسز سے اس کے خصوصی دفتر میں رفات کریں اور فائل اس کے حوالے کر دیں۔ سہتا نچہ ایسا ہی ہوا۔

”سز کی جگہ و اسکر نے سنبھال لی اور ان دونوں سے فائل لینے کے بعد لے بیٹھ کر فائل کے ذریعے ان دونوں کو ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر لیا۔ پھر و اسکر کو کہا گیا کہ وہ مجھے فائل لا کر دے اور مجھے حکم دیا گیا

”سے زیادہ تیز چلا دیا جائے تو فلم میں موجود کردار دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تقریباً دس منٹ بعد کار نے ایک موڈ کا ٹاٹو سانسے ایک زرعی فارم کی پرانی سی عمارت نظر آنے لگی۔ عمارت کا گیٹ بند تھا۔ مادام فلاور نے کار گیٹ کے سانسے روکی اور پھر مخصوص انداز میں تین بار بارن بھجایا تو چند لمحوں بعد گیٹ کی دوسری طرف ایک غیر ملکی آٹا ہوا دکھائی دیا۔ اس کا قد لمبا تھا اس لئے اس کا سر اور کانڈ سے مادام فلاور کو صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے جلدی سے پھانگ کھولا تو مادام فلاور کار اندر لے گئی۔ عمارت کی ایک سائڈ پر کار روک کر وہ تیزی سے نیچے اترتی۔ سائڈ سیٹ پر پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور تیزی سے عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔ ایک کمرے میں پہنچ کر اس نے ایک زیور ہونٹل ہاتھ مارا تو کمرے کی ایک سائڈ ہنٹ گئی اور اب نیچے جاتی ہوئی سڑھیاں نظر آنے لگ گئیں۔ مادام فلاور تیزی سے سڑھیاں اترتی ہوئی نیچے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئی۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ مادام فلاور نے ایک سائڈ پر اپنا بیگ رکھا اور میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بنن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے ساتیں ساتیں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ایسا شور بلند ہوا جیسے فونانی بہریں ساحل سے سرخ رہی ہوں۔ مادام فلاور خاموش بیٹھی رہی۔ چند لمحوں بعد آوازیں ٹھکنی بند ہو گئیں اور ایسی خاموشی چھا گئی جیسے ٹرانسمیٹر آف ہو گیا ہو۔ مادام فلاور نے ہاتھ بڑھا کر ایک بین دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو ایم ایف کانٹک اور..... مادام فلاور نے آواز بدلی کر

کہ فائل لینے کے بعد واسکو کو جو ہمارا سپیشل ایجنٹ ہے گولی سے لڑ دیا جائے۔ ٹپ نے چونکہ حکم دے رکھا ہے کہ اس مشن میں مقابلہ چھپ سے مکمل اور غیر مشروط تعاون کیا جانا ہے اس لئے میں نے عد کی تعمیل کرتے ہوئے سپیشل ایجنٹ واسکو سے فائل لے کر اسے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد مجھے کہا گیا کہ میں ایک پیشہ ور قاتل۔ غنڈے اور ہوٹل لاسٹ بیون کے شیجر رائف کو جا کر فائل دوں گا۔ کسی بھری سمگلر کے ذریعے اسے پہلے پاکیشیا سے کافرستان سمگل کرے گا پھر وہاں اسے گریت لینڈ بھیجا جائے گا لیکن واسکو کی موت۔ مجھے محاط کر دیا تھا۔ گو مجھے یقین تھا کہ مقامی چیف واسکو اور راجہ رڈ صاحب کو قتل کے احکامات جاری کر سکتا ہے لیکن میرے معاملے پر وہ ایسا کوئی حکم جاری نہیں کر سکتا کیونکہ میں ٹاپ ایجنٹ ہوں۔ میں اس کے باوجود میں محاط ہو گئی۔ میں نے خود رائف کے پاس اسے ہوٹل جانے کی بجائے اسے اپنے پاس بلوایا۔ وہ آیا اور مجھ سے فائل لے کر چلا گیا لیکن اس کے فوراً بعد دو پیشہ ور قاتل مجھے ہلاک کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ میں چونکہ پہلے سے محاط تھی اس لئے میں ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو بے بس کر کے اسے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ مقامی چیف کے حکم سے رائف نے یہ سب کیا ہے۔ میں نے اس دوسرے کو بھی ہلاک کر دیا اور وہ جگہ چھڑ رہا ہوا ہو گیا۔ میں نے رائف سے بات کرنے کی کوشش کی جو محاط ہو سکے کہ کیا واقعی مقامی چیف نے اسے میرے قتل کا حکم

بھی تمہاری نہیں لیکن مجھے معلوم ہوا کہ رائف کو اس کے ہوٹل کے دفتر میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ رائف جب مجھ سے فائل لینے آیا تو اس کی عدم موجودگی میں ایک سوئس خزاہ عورت اور دو مقامی مرد اس کے آنکس میں پہنچے تھے اور پھر ان کے جانے کے بعد پتہ چلا کہ رائف کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ رائف نے فائل مجھ سے لے کر ایک سمگلر مارن کو دینی تھی۔ مارن ہوٹل ساخا کالک ہے۔ میں نے مارن سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ مارن کو بھی اس کے ہوٹل کے دفتر میں ہلاک کر دیا گیا ہے وہاں بھی وہی سوئس خزاہ عورت اور دو مقامی مرد تھے۔ مجھے فائل کی فکر پڑ گئی۔ میں نے فوری طور پر جو تحقیقات کرائیں اس کے مطابق پتہ چلا کہ مارن کے خصوصی سیف کے لاک کو گولیاں مار کر توڑا گیا ہے اور سیف کھلا ہوا ملا ہے۔ پتہ چلنے میں نے فوری طور پر وزارت دفاع میں اپنے ایک خاص آدمی سے رابطہ قائم کیا تو وہاں سے اطلاع مل گئی کہ فائل وزارت دفاع کے ریکارڈ روم میں واپس پہنچ گئی ہے اور یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے سرکاری طور پر بھجوائی ہے جس پر مجھے خدشہ پیدا ہوا کہ وہ مقامی افراد یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہوں گے۔ ان کے طریقے معلوم کرانے کے بعد جب میں نے ان کے متعلق مزید معلومات حاصل کیں تو ان میں سے ایک آدمی کو پہچان لیا گیا۔ اس کا نام علی ٹران ہے۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے۔ اس سے میں کچھ

اس نے فائل کے نشانات ختم کرنے کے لئے یہ منصوبہ بندی کی تھی **W**
 اور اس منصوبہ بندی کی باقاعدہ اجازت ہیڈ کوارٹر سے حاصل کر لی **W**
 تھی لیکن یہ اجازت صرف واسکرٹیک اسے دی گئی تھی۔ ہمارے **W**
 متعلق اس نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے اس لئے اس کی سزا
 میں اسے اب آئندہ ایک سال کے لئے ہمارے ماتحت کر دیا گیا ہے
 اور آج سے تم پاکیشیا کی مقامی چیف ہو گی اور مقامی چیف جس کا
 اصل نام محمود خان ہے اب ہمارے ماتحت کے طور پر کام کرے گا
 لیکن تم نے محمود خان کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرنی
 کیونکہ وہ تنظیم کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہے اور اس کی تنظیم کے لئے
 خدمات بے حد زیادہ ہیں اور اب فائل کو دوبارہ حاصل کرنے کا مشن
 تم نے خود مکمل کرنا ہے اور اسے ہیڈ کوارٹر تک پہنچانے کی ذمہ داری
 بھی براہ راست ہماری ہو گی لیکن تمہیں یہ بتا دیا جانا ضروری ہے کہ
 اب اس فائل کے حصول کے لئے تم نے انتہائی صلاحیتوں کا استعمال
 کرنا ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب اس بارے میں پوری طرح
 گھماٹا ہو چکی ہو گی اور دوسری طرف سے کہا گیا۔

میں آپ کے اعمتا پر پورا اتروں گی چیف باس اور مادام
 فلاور نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہیڈ کوارٹر کو جلد از جلد ٹرپل ایکس فائل چلے اور بس اوور لینڈ
 آل دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو
 گیا۔ مادام فلاور نے ٹرانسمیٹرف کیا اور پھر ایک طویل سانس لیتی

گئی کہ معاملات کو پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ذمیل کیا ہے اور مقامی
 چیف کی حماقت سے فائل فوری طور پر پاکیشیا سے باہر نہیں جا سکی اور
 پیچیدہ اور نیکسٹی طریقہ کار کی وجہ سے وہ اتنے روز گزر جانے کے باوجود
 پاکیشیا میں ہی رہ گئی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسے دوبارہ واپس
 حاصل کر لیا۔ ان تمام حالات کو دیکھنے کے بعد میں نے مقامی چیف
 سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔
 چنانچہ میں نے آپ سے براہ راست رابطہ کیا ہے۔ ایک تو آپ کو اس
 اہم مشن کی ناکامی کی اطلاع دینی تھی دوسرا آپ سے یہ گھم کرنا تھا کہ
 صرف ایک فائل کے لئے ٹاپ ایجنٹ کو ختم کرنے کا کیوں حکم دیا جا
 اور مادام فلاور نے تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

تم دس منٹ بعد پھر کال کرنا اور دوسری طرف سے کہ
 گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مادام فلاور نے ایک طویل
 سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹرف کر دیا اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔
 پھر تقریباً دس منٹ بعد اس نے دوبارہ ٹرانسمیٹرف آن کر کے کال نہ
 شروع کر دی۔

میں آ رہی اسٹنگ اور دوسری طرف سے وہی مشن
 آواز سنائی دی۔

چیف باس آپ نے کہا تھا کہ دس منٹ بعد کال کیا جا
 اور مادام فلاور نے کہا۔

پاکیشیا کے مقامی چیف سے تفصیلی رپورٹ حاصل کر لی گئی۔

ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے بہرے پر مسرت کے تاثرات تھے کیونکہ پاکیشیا جیسے ملک کی چیف بن جانا ایک بہت بڑا اعزاز تھا اور اب اسے سفارت خانے میں مزید ملازمت کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ تنظیم کی طرف سے سفارت خانے کو خود ہی مطلع کر دیا جائے گا اور سفارت خانہ اس کی گریٹ لینڈ واپسی کے تمام دستاویزی شواہد مکمل کر لے گا اور دستاویزی شواہد کے مطابق فلاور گریٹ لینڈ واپس جا چکی ہوگی۔ سہتاخیزہ اب سب سے پہلا مسئلہ اس کا میک اپ تھا تاکہ چیف کی حیثیت سے وہ مہمات کو مستقل طور پر اپنے ہاتھوں میں لے سکے۔ وہ تیزی سے ایک سائینڈ دروازے کی طرف بڑھ گئی دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں انتہائی جدید ساخت کے اسلحے کے ساتھ ساتھ میک اپ کے انتہائی قیمتی اور خصوصی سامان کا سٹاک بھی موجود تھا۔ فلاور نے میک اپ کی باقاعدہ اعلیٰ پیمانے پر تربیت حاصل کی، سوئی تھی اور اسے اس سلسلے میں سنئے تجربات کرنے کا بھی شوق تھا۔ سہتاخیزہ اس نے سامان الماری سے نکالا اور ایک ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھ تیزی سے اپنے بہرے پر پڑنے لگے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد نہ صرف اس کے بہرے کے خدو خال مکمل طور پر تبدیل ہو چکے تھے بلکہ بالوں کا رنگ اور ان کا سائل بھی تبدیل ہو چکا تھا۔ اچھی طرح چیکنگ کے بعد فلاور نے آئینے میں اپنے بہرے کو بنو دیکھا۔ اب وہ جینٹل سے کہیں زیادہ خوبصورت اور جوان نظر آ رہی تھی۔ یہ ایسا میک اپ تھا جو کسی

بھی میک اپ واشر سے چمک نہ ہو سکتا تھا۔ میک اپ کرنے کے بعد اس نے سائینڈ میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کار سیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہی غیر ملکی جس نے پھانگ کھولا تھا کمرے میں داخل ہوا تو بے اختیار ہنسنے لگا اس کے بہرے پر خدیہ حیرت کے تاثرات تھے۔

”میں فلاور ہوں کرس..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرس چونک پڑا۔

”کمال ہے مادام اس قدر مکمل اور شاندار تبدیلی آپ تو جادوگر ہیں..... کرس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور فلاور بے اختیار مسکرائی۔

”اب ایک خوشخبری بھی سن لو۔ چیف ہاں نے مجھے پاکیشیا کا ایک سال کے لئے حقیقت بنا دیا ہے اور میں نے تمہیں اپنا سیکرٹری مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے..... فلاور نے جواب دیا تو کرس نے بے اختیار ہنسنے لگا کہ باقاعدہ فوجی انداز میں اسے سلوٹ کر دیا۔ اس کے بہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”میں ہمیشہ آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گا..... کرس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب میری ہدایات سن لو۔ سب سے پہلے کیرہ لے آؤ اور اس میک اپ میں میری تصویریں بناؤ اور ان تصویروں کے مطابق فوری طور پر کاغذات تیار کرو۔ کاغذات ہر لحاظ سے اصل اور مکمل ہونے

چاہئیں نام الہیہ فلادور ہی رہے گا اور میں فلادور کارپوریشن کی صدر ہوں یہ کارپوریشن انٹرنیشنل پلازہ میں قائم ہوگی۔ اس کا آفس اور اس کے لئے تمام عملہ تم نے اور ڈاک دونوں نے مل کر مکمل کرانا ہے۔ ایک ہفتے کے اندر اسے ہر لحاظ سے مکمل ہو جانا چاہئے۔ تمہارا بیوی والا انہ اب ہمارا ہیڈ کوارٹر ہوگا اور آج سے میں وہاں شفٹ ہو جاؤں گی۔ فلادور نے کہا۔

- میں مادام فلادور آپ کے احکامات کی مکمل اور فوری تعمیل پر مبنی..... کرس نے جواب دیا اور فلادور کے چہرے پر مطمئن مسکراہٹ تیرنے لگ گئی۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زرد اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

- "بھئی کتنی بار تمہیں کہا ہے کہ اس قسم کے تلفعات میں مت پڑا کرو....." عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بلیک زرد سے مخاطب ہو کر کہا۔

- "یہ تلفعات نہیں ہیں عمران صاحب یہ صرف آپ کے لئے میرے دل میں جو عورت اور احترام ہے اس کا صرف معمولی سا اظہار ہے۔" بلیک زرد نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

- "یہ عورت و احترام صرف بس اتنے تک ہی محدود ہے۔ چٹیک پر رقومات لکھتے وقت شاید عورت و احترام کہیں منہ چسپا کر بھاگ جاتا ہے....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زرد بے اختیار ہنس پڑا۔

کیونکہ مجھے یقین ہے کہ فاضل دوبارہ چرانے کی کوشش کی جائے گی اور میں چاہتا ہوں کہ اس بار فاضل ازانے والوں کو رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا جائے..... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

۔ میرا تو خیال تھا کہ فاضل کو یہاں دانش منزل میں ٹھوٹا کر لیا جائے لیکن سرسلطان نے کہا کہ اس کی ضرورت پڑنے والی ہے اس لئے اسے وہیں رکھا جائے گا اس لئے میں نے انہیں فاضل مجبوراً ہی تھی..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

۔ وہ ریکارڈ روم میں بے حد محفوظ ہے۔ میں نے اس کی باقاعدہ چیکنگ کر لی ہے۔ پہلے بھی انہوں نے جو بیا کو استعمال کر کے یہ فاضل وہاں سے حاصل کر لی تھی ورنہ وہ کسی صورت بھی فاضل حاصل نہ کر سکتے تھے اور اب تو باقاعدہ ہدایات دے دی گئی ہیں کہ فاضل ریکارڈ روم سے باہر آنے پر سرسلطان کو باقاعدہ مطلع کیا جائے گا۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کو کوئی بات کرتا میرے دیکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی..... عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھایا۔

۔ ایسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
 ۔ سلطان بول رہا ہوں کیا عمران یہاں موجود ہے..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی لیکن ان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اہلانی پریشان ہیں۔

۔ خیریت جتنا میں عمران ہی بول رہا ہوں..... عمران نے ان

۔ وہ تو قومی خزانے کی بات ہے اور مجھے ان معاملات میں آپ سے زیادہ پائیکیشیا کے عوام کی عزت و احترام کرنا پڑتا ہے..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور عمران بھی اس کی خوبصورت بات پر ہنس پڑا۔

۔ وہ خزانے پر سانپ والی کہانیاں مجھے یاد آ جاتی ہیں۔ ہمیں میں جب میں یہ کہانیاں پڑھتا تھا تو سوچا کرتا تھا کہ وہ سانپ کس قسم کے ہوں گے۔ میرا خیال تھا کہ سونے اور ہیرے جو اہرات کے پتے ہوئے سانپ ہوتے ہوں گے۔ اب مجھے کیا معلوم کہ وہ انسانوں جیسے بھی ہوتے ہیں..... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

۔ آپ کا مطلب ہے کہ میں قومی خزانے پر سانپ بن کر بیٹھا ہوں..... بلیک زیرو نے کہا۔

۔ جب تم مجھے چیک دیتے ہو تو مجھے واقعی ایسا لگتا ہے کیونکہ فلیٹ میں ایک آڈیٹ ہاؤس کھولے میرے انتظار میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

۔ عمران صاحب اس محمود خان کے بارے میں آپ نے کیا کیا وہ تو اس ٹرپل ایس فاضل کیس کا اہم ہرہ تھا..... اچانک بلیک زیرو نے کہا۔

۔ اس کے خلاف کوئی واضح ثبوت نہیں مل سکا اس لئے میں نے اس پر فوری طور پر ہاتھ نہیں ڈالا لیکن اس کی نگرانی کی جا رہی ہے

کام کو کیا جواب دوں۔ بولو کیا جواب دوں۔ کیا کہوں صدر مملکت سے..... سر سلطان کی ذہنی حالت واقعی بے حد اتر محسوس ہو رہی تھی۔

ایسا ممکن ہی نہیں ہے جو یا کسی صورت بھی ایسا نہیں کر سکتی۔ سب کچھ کسی گہری سازش کے تحت ہوا ہے۔ آپ پلنڈر اٹھانے سے دفاع سے مجھے تفصیلات بتائیے..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

بھئی دس منٹ پہلے مجھے اطلاع ملی کہ وزارت دفاع کے

سیکرٹریٹ میں بے پناہ قتل و غارت ہوئی ہے۔ ایڈیشنل سیکرٹری بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ سہ سناچہ میں فوری طور پر وہاں پہنچا اور وہاں جا کر میں نے تو کچھ دیکھا وہ وہی ہے جو میں نے جہیں بتایا ہے۔ سیکرٹریٹ کے نچ جانے والے آدمیوں کی شہادت کے مطابق جو یا ایڈیشنل سیکرٹری کے آفس پہنچی۔ اس نے پی اے سے یہی کہا کہ وہ فوری طور پر ایڈیشنل سیکرٹری سے ملنا چاہتی ہے۔ سیکرٹریٹ کے سلسلے میں ایک انکوائری کے لئے ان سے بات کرنی ہے۔ پی اے نے ایڈیشنل سیکرٹری صاحب سے بات کی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور جو یا ایڈیشنل سیکرٹری کے کمرے میں داخل ہو گئی۔ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب نے پی اے کو کہہ دیا کہ وہ جب تک خود ہدایت نہ دیں انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ تقریباً تیس منٹ بعد جو یا واپس چلی گئی۔ اس کے بعد جب پی اے ایڈیشنل سیکرٹری کے کمرے میں گیا تو وہ فرش پر

کے لہجے کو مد نظر رکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

یہ جہادی سیکرٹ سروس کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا اب پاکیشیا سیکرٹ سروس نے پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ کیا اب مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی ایکشن لینا پڑے گا..... سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

کیا ہو آپ اتنے غصے میں کیوں ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اب کیا غلطی ہو گئی ہے جناب..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ٹرینل ایکس فائل وزارت و دفاع کے ریکارڈ روم سے دوبارہ اڑالی گئی ہے اور اس بار وہاں بے پناہ قتل و غارت کی گئی ہے۔ ایڈیشنل سیکرٹری، اس کے محلے کے چار افراد، ریکارڈ روم کے نگران سب کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ریکارڈ روم کے تمام حفاظتی انتظامات تہس نہس کر دیئے گئے ہیں اور فائل اڑالی گئی ہے اور یہ سارا کام جو یا نے کیا ہے..... دوسری طرف سے سر سلطان کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران تو عمران سلنے بیٹھا ہوا بلیک زبرد ہو ہی سب کچھ سن کر بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

یہ۔ یہ۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے..... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

کیوں ممکن نہیں ہے جب پاکیشیا سیکرٹ سروس خود ملک کے خلاف کام شروع کر دے تو پھر کیا چیز ناممکن ہے۔ اب بتاؤ میں آگے

مردہ پڑے ہوئے تھے۔ ان کے سینے پر گولی ماری گئی تھی۔ وہ بدحواس ہو گیا اور چختے لگا جس پر سارا عملہ اکٹھا ہو گیا۔ ریکارڈ روم کی طرف جانے والا راست ان کے کمرے سے ہی جاتا ہے۔ وہ راست کھلا ہوا پایا گیا۔ جب اسے چیک کیا گیا تو وہاں کا عملہ بھی ہلاک ہو چکا تھا۔ ریکارڈ روم کے تمام حفاظتی انتظامات جبراً ختم کر دیئے گئے تھے۔ ریکارڈ روم سے نرپل ایسکس فائل غائب تھی۔ صرف وہی فائل۔ باقی ریکارڈ روم محفوظ تھا۔ اس کے بعد مجھے اطلاع دی گئی اور میں نے جہارے نصب کرانے ہوئے خفیہ کیریئر کی فلم چیک کرنے کا حکم دے دیا۔ جب وہ فلم تیار ہو کر آئی اور میں نے اسے دیکھا تو ساری بات سامنے آگئی۔ یہ سارا کام اکیلی جوئیائے کیا ہے۔ میں نے صور مملکت سے بات کی۔ صور مملکت کو پینل رپورٹ مل چکی تھی۔ انہوں نے اس پر انتہائی حیرت کا اظہار کیا کہ اب سیکرٹ سروس کے ارکان خود اپنے ملک کے خلاف کام کرنے لگے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ جناب ایکسٹو کو کہا جائے کہ ملک زیادہ دیر تک ایسی کارروائیوں کا تحمل نہ ہو سکے گا..... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ فلم کہاں ہے..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے پوچھا۔
"میرے پاس موجود ہے میں نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا تھا..... سرسلطان نے جواب دیا۔

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں..... عمران نے پوچھا۔

"اپنے دفتر سے..... سرسلطان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آپ وہیں رہیں میں بلیک زیزو کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں وہ آپ سے فلم لے آئے گا۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ یہ سب کچھ کیا اور کیسے ہو رہا ہے..... عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے بات سننے بغیر اس نے رسیورڈ کرینل پر بچ دیا۔ اس کے بہرے پر اب شدید غصے اور ستاؤ کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ جوئیائے کے ذہن کو دوبارہ استعمال کر لیا گیا ہے..... بلیک زیزو نے کہا۔

"نہیں اب ایسا ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ میں نے جوئیائے کی لاعلمی میں اس کے تحت الشوری سے ڈاکٹر وائسن کے دیتے ہوئے سارے تجزیہ وائش کر دیتے تھے اور اس کے تحت الشوری کو دباؤ اور جبر کے مقابلے میں بلیک ہو جانے کی سنجیدگی دے دی تھی اس لئے اب جوئیائے کو اس انداز میں استعمال نہیں کیا جاسکتا..... عمران نے کہا۔

"تو پھر کیا جوئیائے کے میک اپ میں وہاں مجرموں نے یہ کارروائی کی ہے..... بلیک زیزو نے کہا۔

"جو کبیرہ میں نے وہاں نصب کر لیا تھا وہ انتہائی جدید ترین کبیرہ ہے وہ ہر قسم کے میک اپ کو کر اس کر لیتا ہے۔ اس لئے اگر جوئیائے جگہ اس کے میک اپ میں کوئی اور عورت ہوتی تو فلم میں جوئیائے بجائے اس کا اصل چہرہ ہی نظر آتا جب کہ سرسلطان کے مطابق فلم میں جوئیائے موجود تھی اس لئے لامحالہ اصل جوئیائے وہاں گئی ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے..... بلیک زرد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ممکن تو نہیں ہے لیکن بہر حال تم جا کر سر سلطان سے فہم لے آؤ۔ میں اس دوران جو یا سے بات کرتا ہوں..... عمران نے کہا اور بلیک زرد سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جو یا بول رہی ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جو یا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹنڈ..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر..... دوسری طرف سے جو یا کی موڈ بانڈ آواز سنائی دی۔

"تم وزارت دفاع کے ٹیکرٹس گئی تھیں..... عمران نے اہتائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر..... جو یا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب گئی تھیں..... عمران نے پوچھا۔

"ایک گھنٹہ پہلے جناب۔ کیوں کیا پھر کوئی مسئلہ بن گیا ہے۔"

دوسری طرف سے جو یا کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے بے اختیار ہونٹ میچھنے لئے۔

"کس مقصد کے لئے گئی تھیں..... عمران نے سرد لہجے میں

پوچھا۔

"ٹرینل ایکس فائل حاصل کرنے کے لئے۔" جو یا نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فائل کہاں ہے..... عمران نے پوچھا۔

"آپ تک نہیں پہنچی۔ میں نے تو آپ کے حکم کے مطابق عمران کو

دے دی تھی..... جو یا نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"پوری تفصیل بتاؤ کیسے فائل حاصل کی تھی تم نے وہاں

سے..... عمران نے پوچھا۔

"میں عمران کے ساتھ وہاں گئی۔ بدایت کے مطابق عمران نیچے

پارکنگ میں موجود رہا۔ میں ایڈیشنل سیکرٹری کے پاس گئی۔ میں اس

کے پی اے کی مدد سے ایڈیشنل سیکرٹری کے کمرے میں پہنچ گئی۔ میں

نے اس سے فائل مانگی اس نے انکار کر دیا۔ میں نے اسے سائیلنسر لگے

ریوالور سے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد میں نے راست کھولا اور دیکارڈ

روم پہنچ گئی۔ وہاں کے عملے کو ختم کیا۔ عمران کے ذریعے آپ نے جو

ہینڈل بھیجے تھے۔ ان کی مدد سے تمام حفاظتی انتظامات ختم کیے اور فائل

لے کر میں واپس آگئی اسلحہ اور فائل عمران کے حوالے کی اور اس کے

بعد عمران نے مجھے میرے فلیٹ پر چھوڑ دیا..... جو یا نے جواب دیا۔

"کیا عمران کی بات کی تصدیق تم نے مجھ سے براہ راست کی

تھی..... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"نہیں اس کی کیا ضرورت تھی۔ عمران جیسا شخص جھوٹ تو نہیں

بول سکتا لیکن ہوا کیا ہے سر۔ کیا پھر کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے؟..... جو یہ نے اچھے ہوئے بلجے میں کہا۔

ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا بہر حال سر سے دوسرے حکم تک نہ فلیٹ پر ہی رہو گی..... عمران نے کہا اور رسید کر بیڈل پر بیچ دیا۔ اب بات اس کی سمجھ میں آچکی تھی۔ عمران نے چونکہ اس کے تحت اشکور کو کنٹرول کر کے اسے پیشین دی تھیں تاکہ کوئی دوسرا شخص جو لیا کے ذہن کو کسی طرح بھی کنٹرول نہ کر سکے تو مجرموں نے کسی طرح اس بات کا پتہ چلایا اور نتیجہ یہ کہ ان کے کسی آدمی نے عمران کی آواز کو استعمال کر کے جو لیا کے ذہن کو کنٹرول کر لیا۔ جو لیا کا تحت اشکور چونکہ صرف عمران کی آواز کو ہی کنٹرولنگ اتھارٹی سمجھ سکتا تھا اس لئے عمران کی آواز جس طریقے سے بھی بنائی گئی بہر حال جو لیا کے ذہن کو کنٹرول کر کے فائل ایک بار پھر حاصل کر لی گئی لیکن عمران کو یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر ہر بار جو لیا کو ہی کیوں اس معاملے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جو کچھ جو لیا نے وہاں کیا ہے یہ سب کچھ کوئی بھی کر سکتا تھا۔ اس کے لئے خاص طور پر جو لیا کو ہی کیوں استعمال کیا جاتا ہے اور یہی بات کسی طرح بھی اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اس بار اسے یقین تھا کہ فائل فوراً کسی نہ کسی طریقے سے ملک سے باہر بھجوا دی گئی ہو گی اس لئے اب فوراً فائل کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہ تھی ابھی عمران اس سوچ بچار میں مصروف تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور بلیک زرد اندر داخل ہوا۔ بلیک زرد وائٹ منزل سے جانے اور آنے

کے لئے ایک علیحدہ خفیہ راستہ استعمال کیا کرتا تھا چنانچہ وہ اسی راستے سے باہر گیا تھا اور اب اسی راستے سے واپس آیا تھا۔ فلم لے آئے ہو۔ عمران نے پوچھا۔

جی ہاں سر سلطان بے حد پریشان ہیں۔ وہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ اب معاملات بے حد نازک ہو چکے ہیں..... بلیک زرد نے فلم کا رول جیب سے نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ آؤ سر میرے ساتھ بیٹھو یہ فلم دیکھ لیں..... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زرد نے ہونٹ ہنچھنچ لے کر شاید وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ عمران اس کی بات کا کیا جواب دے۔ وہ خود ذہنی طور پر بے حد ٹھٹھا ہوا تھا۔ یہ بارشری میں پہنچ کر عمران ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے فلم رول بلیک زرد کی طرف بڑھا دیا۔ بلیک زرد نے فلم کو ایک بڑی سی مشین میں ایڈجسٹ کیا اور پھر لاشیں بند کر کے اس نے مشین ان کر دی۔ سکرین پر ایک کمرے کا منظر ابھرا جہاں چار افراد میزوں کے پیچھے بیٹھے دفتری کام میں مصروف تھے۔ عمران انہیں پہچانتا تھا۔ ان میں ایک سپرنٹنڈنٹ تھا اور باقی اس کے اسسٹنٹ تھے۔ کافی دور تک یہی منظر نظر آتا رہا۔ پھر اچانک میز میزوں سے جو لیا اترتی ہوئی دکھائی دی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سائیکلسنگا بدیدہ طرز کا ریو لور تھا۔ آؤس سپرنٹنڈنٹ اور اس کے ساتھیوں نے ہونک کر جو لیا کی طرف دیکھا ہی تھا کہ جو لیا نے ریو لور سیدھا کیا اور اس کے ساتھ ہی ریو لور کی نال سے شیلٹ نکلنے نظر

ناہق کو کھول کر دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے جینٹ کی اندرونی طرف
 رکھ کر میز پر ڈال دیا۔ اسے نیلسننگ اپنا رولور اٹھا کر وہ تیزی سے سڑھیوں
 کی طرف بڑھ گئی اور چند لمحوں بعد منظر سے اُڑت ہو گئی۔

اسے رولر اٹھ کر کے دوبارہ چلاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زرو
 نے اٹھ کر اس کی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک
 بار پھر وہی مناظر سکرین پر نظر آنے لگ گئے اور جیسے ہی جو یا فوکس
 میں آئی۔

جو یا کے چہرے کا کھڑا پ سکرین پر لاؤ اور منظر کو ساکت کر
 دو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زرو نے ہاتھ جڑا کر بین دبانے
 شروع کر دیئے۔ سکرین پر منظر دکھ گیا اور اس کے ساتھ ہی جو یا کا
 چہرہ بڑا ہوتے ہوئے تقریباً سکرین پر پھیل گیا۔

اب اسے فی ایکس سے چیک کر دو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک
 زرو کے ہاتھ تیزی سے مشین کے مختلف بین دبانے میں مصروف ہو
 گئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران جو یا کے چہرے پر میک اپ چیک کرنا
 چاہتا ہے لیکن فی ایکس آن ہونے کے باوجود سکرین پر جو یا کے چہرے
 پر کوئی تبدیلی نظر نہ آئی تو عمران کے ہونٹ بھنج گئے۔ اس کا مطلب تھا
 کہ یہ اصل چہرہ ہے میک اپ میں نہیں ہے۔

عمران صاحب آپ کو کوئی شک پڑا تھا یا آپ نے روٹین میں اسے
 چیک کیا ہے؟ بلیک زرو نے کہا۔

نہیں ایک واضح شک موجود ہے۔ جو یا کی لاشعوری عادت ہے

آنے اور وہ چاروں ہی کرسیوں سے گرے اور فرش پر تڑپنے لگے۔ ہتھ
 لمحوں بعد ہی وہ چاروں ساکت ہو گئے۔ جو یا نے بڑے مطمئن سے
 انداز میں رولر اٹھ کر میز پر رکھا اور جیب سے ایک چھوٹا سا پستل نکال
 لیا جو نیلے رنگ کا تھا۔ اس کے بعد اس نے اس پستل کا رخ اس دیوار
 کی طرف کیا جس میں ریکارڈروم کا خفیہ دروازہ تھا۔ دوسرے لمحوں
 پستل کی نال سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور پھر جیسے پوری دیوار پر
 نیلے رنگ کی شعاع پھینتی چلی گئی۔ ہتھ لمحوں تک پستول سے شعاع
 نکل کر دیوار پر پڑتی رہی پھر جو یا نے ہاتھ بنایا اور پستل واپس جیب
 میں ڈال لیا۔ دیوار ان شعاعوں سے مکمل طور پر بلاسٹ ہو کر بکھر چکی
 تھی اور ریکارڈروم کا انتہائی مضبوط فولادی دروازہ صاف نظر آنے لگ
 گیا تھا۔ جو یا نے جینٹ کی دوسری جیب سے ایک اور سیاہ رنگ کا
 پستل نکالا اور اس کا رخ اس دروازے کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا
 دیا۔ اس پستل سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور پھر یہ شعاع جیسے ہی
 دروازے سے نکلانی انتہائی مضبوط فولادی دروازہ پہنچے تیز سرخ رنگ کا
 ہوا پھر ٹکھٹ پگھل کر اس طرح نیچے پھینے لگا جیسے فولاد پگھل کر بہتا ہے۔
 جو یا نے یہ پستل بھی واپس جیب میں رکھا اور تیزی سے اچھل کر زمین
 پر بیٹنے والی فولاد کو پھلانگ لگا کر پار کرتے ہوئے ریکارڈروم میں داخل
 ہو گئی۔ اب وہ کیرے کے نوٹس سے اُڑت ہو چکی تھی۔ عمران
 ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ روز بعد جو یا واپس آئی دکھائی دی
 اس کے ہاتھ میں وہی ٹریبل ایکس فائل تھی۔ باہر آکر اس نے ایک نظر

کہ وہ جب بھی کوئی چیز کسی جگہ سے اٹھاتی ہے تو پہلے اسے بائیں ہاتھ سے اٹھاتی ہے پھر اسے دائیں ہاتھ میں منتقل کر دیتی ہے لیکن فلم میں جو یانے واپس جاتے ہوئے میز پر یا زواریو اور براہ راست دائیں ہاتھ سے ہی اٹھایا تھا حالانکہ اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ اس کے علاوہ میرا خیال ہے کہ جسمانی طور پر بھی اس عورت اور جو یانے میں فرق ہے۔ اس عورت کی ٹانگیں اس کے اوپر والے جسم سے زیادہ لمبی ہیں جب کہ جو یانے کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ مجھے شک پڑتا ہے کہ یہ عورت جو یانے کی نسبت کافی دلی ہے لیکن اس نے اپنے جسم پر بیڈنگ کر کے اپنے آپ کو جو یانے بنا یا ہے لیکن اگر میری یہ باتیں درست ہیں تو پھر فی ایکس کو اس کا اصل چہرہ سلٹنے لانا پلہے تھا..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ کی باتیں درست ہیں تو پھر یہ عورت یقیناً میک اپ کی ماہر ہے ورنہ عام عورتیں اس قدر ماہرانہ انداز میں اپنے جسم کی ساخت کو تبدیل نہیں کر سکتیں وہ زیادہ سے زیادہ ہجرے پر میک اپ کر سکتی ہے۔ بالوں کو ایڈجسٹ کر سکتی ہیں..... بلیک زرو نے جواب دیا۔

”جہاڑی بات درست ہے اس لئے اب ضروری ہے کہ اسے صرف فی ایکس کی بجائے ایس ایس ایکس سے چیک کیا جائے۔ تاکہ اگر کوئی ایسا اسپیشل میک اپ ہے جسے فی ایکس بھی چیک نہیں کر سکتی تو لامحالہ ایس ایس ایکس اسے چیک کر لے گی..... عمران نے کہا اور

بلیک زرو اشبات میں سر ملاتا ہوا اٹھا۔ اس نے ایک لائٹ جلائی اور ایک طرف دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کھول کر اس نے اس میں سے ایک مستطیل شکل کی مشین نکالی اور اسے لا کر اس نے پہلے والی مشین کے ساتھ مزید رکھ رکھا اور اسے پہلے والی مشین سے ایچ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے لائٹ آف کر دی اور پھر جیسے ہی اس نے الماری سے نکالی ہوئی مشین کا بین آن کیا سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے چند لمحوں تک مسلسل جھماکے ہوتے رہے پھر ٹیگٹ منظر ساکت ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران اور بلیک زرو بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ اب سکرین پر جو یانے کی بجائے کسی دوسری عورت کا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا تو میت کے لحاظ سے یہ عورت گرٹ لینڈ کی لگتی تھی۔

”کمال ہے۔ اس قدر ماہرانہ میک اپ“ بلیک زرو کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

”ہاں واقعی جس کسی نے بھی اس عورت پر میک اپ کیا ہے وہ اس فن میں مہارت کا درجہ رکھتا ہے..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”جو یانے سے آپ کی بات ہوئی ہے اس نے یقیناً انکار کیا ہوگا۔ بلیک زرو نے کہا۔

”نہیں اس نے کہا ہے کہ وہ وزارت دفاع کے سپیکر ٹریٹ گئی ہے اور وہاں جا کر یہ ساری کارروائی کر کے فائل لے آئی ہے۔ اس نے مجھ

بات کرے گا میں نے اسے تفصیلی ہدایات دے دی ہیں۔ تم نے اس سے مکمل تعدادن کرنا ہے۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

فائل غائب ہو گئی ہے لیکن کس طرح عمران کے پاس ہی تو فائل تھی..... جو یاک کی انتہائی حریت بھری آواز سنائی دی۔

”نہیں عمران نہ ہی جہارے پاس آیا ہے اور نہ ہی اس نے اس کارروائی میں حصہ لیا ہے۔“ جہیں ایک بار پھر استعمال کیا گیا ہے۔ عمران نے سر ہلچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تموزی زور بعد بلیک زرو آپریشن روم میں آیا تو اس کے ہاتھ میں سکرین پر سیک اپ کے بغیر نظر آنے والے چہرے کی کئی تصویریں بھی تھیں۔ اس نے تصویریں عمران کے سامنے رکھ دیں۔

”ان میں سے ایک تصویر تم گریٹ لیڈ کے فنانس اینڈ کنٹریل کوپیشنل گراؤٹک لائن کے ذریعے بھجوا دو اور انہیں کہہ دو کہ وہ اس بارے میں جس قدر معلومات حاصل ہو سکیں فوری طور پر حاصل کر کے جہیں بھیجیں اور باقی تصویر آؤٹ باکس میں ڈال دو اور سوائے جو یاک کے باقی سب سب زور کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ آؤٹ باکس سے یہ تصویریں لے کر ملک سے باہر نکلنے والے ہر راستے اور شہر میں چیکنگ کریں اور یہ عورت انہیں جہاں بھی نظر آئے اسے ہر صورت میں زندہ اٹھا کر کے دانش منزلی پہنچا دیں اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور آدمی بھی ہو تو اسے بھی اٹھا کر حاضر رہی ہے۔“ عمران نے ایک تصویر اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

پر سارا بوجھ ڈال دیا ہے کہ میں نے اسے ایکسٹو کا حکم پہنچایا۔ اسے یہ نیلے اور سیاہ پینٹز دیئے۔ پھر میں اسے ساتھ لے گیا۔ میں بیچے پارکنگ میں رہا جب کہ اس نے جا کر اوپر ساری کارروائی کی۔ پھر اس نے فائن اور پینٹز میرے حوالے کر دیئے اور میں اسے اس کے فلیٹ پر چھوڑ کر چلا گیا۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے عمران صاحب۔ یہ عورت تو جو یاک نہیں ہے پھر جو یاک کیسے کہہ سکتی ہے کہ وہ وہاں گئی ہے۔“ بلیک زور نے انتہائی حریت بھری لہجے میں کہا۔

”اب یہ کوئی عجیب بات نہیں رہی۔ تم ایسا کرو کہ اس عورت کے اصل چہرے کا فوٹو بناؤ اور پھر اس کی بہت سی کاپیاں تیار کر کے آپریشن روم میں آجائے۔ پھر وہاں تفصیل سے باتیں ہوں گی۔“ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر لیبارٹری کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ آپریشن روم میں پہنچ کر اس نے رسیور اٹھا یا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جو یاک بول رہی ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جو یاک کی آواز سنائی دی۔“

”ایکسٹو“ عمران نے کہا۔

”یس سر۔“ جو یاک لہجہ مودبانہ ہو گیا۔

”میں عمران کو جہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ ٹریبل ایکس فائل ایک بار پھر غائب ہو چکی ہے اس لئے عمران اس بارے میں تم سے

ساری جینن وے دی گئیں اور جو لیا نے یہی سمجھ لیا کہ اس نے یہ ساری
 بورڈرائی اس طرح کی ہے جس طرح وہ کہہ رہی ہے۔ بہر حال جمہاری
 اس بات سے میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا ہے کہ میں جو لیا کو
 ساتھ لے کر پٹنا نرم کے فن کے ماہر پروفیسر فضل حسین سے ملوں۔
 اس سے ہو سکتا ہے کوئی نئی بات سانسے آجائے۔ تم بہر حال اس
 عورت کو تلاش کراؤ۔ اب اس کی فوری دستیابی انتہائی ضروری ہے
 اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں گریٹ لینڈ سے معلومات
 بھی حاصل کراؤ۔ ہو سکتا ہے کوئی خاص بات سانسے آجائے۔ عمران
 نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

لیکن عمران صاحب ضروری تو نہیں کہ یہ عورت اصل شکل میں
 ہو۔ اس نے کوئی دوسرا میک اپ کر لیا ہو..... بلیک زبرد نے کہا۔
 بالکل ہو سکتا ہے لیکن تقدمات اور جسامت کے لحاظ سے کسی
 پر شک پڑنے سے اسے چیک تو کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
 وہ اصل شکل میں ہی ہو کیونکہ اسے تو علم نہیں ہے کہ خفیہ کیمبرے
 نے اس کی فلم بنائی ہے اور میں نے خصوصی آلات سے اس کا اصل
 چہرہ نہ صرف دیکھ لیا ہے بلکہ اس کا فوٹو بھی بنایا ہے۔ وہ تو اپنے پلان
 کے مطابق یہی سمجھ رہی ہو گی کہ تمام معاملہ جو لیا پر ہی پڑے گا۔
 عمران نے کہا تو بلیک زبرد نے اذیت میں سر ملادیا۔

آپ کہاں جا رہے ہیں..... بلیک زبرد نے ریسور کی طرف ہاتھ
 بڑھاتے ہوئے کہا۔

میں جو لیا سے انٹرویو کروں۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات سانسے
 جائے جس سے اس عورت کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہو
 سکیں..... عمران نے کہا۔

لیکن یہ عورت تو جو لیا کے سانسے نہ آئی ہو گی۔ اس کے سانسے تو
 وہ شخص آیا ہو گا جو آپ کے میک اپ میں ہو گا..... بلیک زبرد نے کہا
 تو عمران مسکرا دیا۔

ضروری نہیں کہ کوئی آدمی میرے میک اپ میں جو لیا کے سانسے
 آیا ہو۔ صرف میری آواز کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور یہ آواز فون پر
 بھی استعمال ہو سکتی ہے۔ اس طرح جو لیا کے تحت ایشور میں :

میں..... فلاور نے سیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

محمود خان سے بات کریں میڈم..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہیلو فلاور بول رہی ہوں..... فلاور نے تیز لہجے میں کہا۔

میں میڈم..... دوسری طرف سے محمود خان کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

فوراً میرے پاس پہنچ جاؤ کام ہو گیا ہے۔ اب مزید بات چیت

کرنی ہے..... فلاور نے تیز لہجے میں کہا۔

میں میڈم..... دوسری طرف سے اسی طرح مختصر سا جواب دیا

گیا اور فلاور نے کریڈل دبا کر چھوڑ دیا۔

میں میڈم..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز

سنائی دی۔

محمود خان آ رہا ہے اسے فوراً میرے کمرے میں پہنچا دینا..... فلاور

نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور اٹھ کر کمرے کے ایک کونے میں شراب

ڈبوتلوں سے بھرے ہوئے ریک کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ریک

کے شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے لاکر میز پر رکھا اور دوبارہ جا کر اس

ٹے ٹیک کے نیچے حصے کو اس طرح کھولا جیسے فریج کا دروازہ کھولا جاتا

ہے۔ نیچے واقعی ایک آئس باکس موجود تھا جس میں دو گلاس اور برف

خود بھی۔ فلاور نے ایک گلاس اٹھایا برف کے جتنا ٹکڑے گلاس میں

ڈالے اور پھر خانہ بند کر کے دو گلاس اٹھائے واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ

ا۔ اس نے گلاس میز پر رکھا اور شراب کی بوتل کھول کر آدھے سے

فلاور کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ ان کے

ہاتھ میں ٹرپل ایکس فائل تھی اور وہ کرسی پر بیٹھی بار بار اس

کھول کر دیکھتی اور پھر بند کر دیتی۔ پھر اس نے میز کی دروازہ کھولی اور

فائل اس کے اندر رکھ کر دروازہ بند کر دی۔ پھر اس نے میز پر نئے

ہوئے فون کا سیور اٹھایا۔

میں میڈم..... دوسری طرف سے ایک مردانہ لیکن اجنبی

مودبانہ آواز سنائی دی۔

محمود خان جہاں بھی ہو اس سے رابطہ کر کے مجھ سے بات

کراؤ..... فلاور نے تیز لہجے میں کہا۔

میں میڈم..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا

فلاور نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی تو اس نے

پڑھا کر سیور اٹھایا۔

بلیر ونسز اس کا نام ہے..... محمود خان نے جواب دیا تو فلاور نے اثبات میں سر ہلادیا۔

ادوہ اسی لئے میں بھی جہارے میک اپ کو نہ پہچان سکی میں بھی بلیر ونسز کی ہی شاگرد ہوں۔ وہ واقعی اس فن کا پوری دنیا میں سب سے بڑا ماہر ہے میں خود بھی میک اپ میں ہوں لیکن میرے اڈیوں نے اس میک اپ میں جہارے کے اندر آنے دیا..... فلاور نے کہا۔ میں نے کار آپ کے ہینڈ کو ارنر کے پھانگ پر روک کر ماسک اتار لیا تھا اور یہ ماسک سیکورٹی کھیرنس کے بعد میں نے ہٹا۔ کیونکہ میں نے سنا ہوا ہے کہ آپ بھی میک اپ کے فن میں مہارت کا درجہ رکھتی ہیں میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ میں نے بھی اس فن میں کچھ سیکھا ہے یا نہیں..... محمود خان نے مسکراتے ہوئے کہا تو فلاور بے اختیار ہنس پڑی۔

تم جو تک بلیر ونسز کے شاگرد ہو اس لئے تم بھی ماہر بن چکے ہو۔ بہر حال میں نے جہارے سے پلایا ہے کہ جہارے ساتھ دیکس کیے ہوئے پلان کے مطابق میں ایک بار پھر فائل حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گئی ہوں..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو محمود خان بڑک پڑا۔

اتنی جلدی دہی گلا..... محمود خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

میں مشن کے دوران اس طرح برقی رفتار سے کام کرنے کی

زیادہ گلاس شراب سے بھر اور بوتل بند کر کے اس نے گلاس اٹھایا اور شراب کی چپکیاں لینی شروع کر دیں۔ تیز شراب کی وجہ سے اس کے ہاتھ کے رنگ تیز ہونا شروع ہو گیا۔ ابھی اس نے گلاس ختم ہی کیا تو کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

میں کم ان..... فلاور نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر تھری بیگز سوٹ تھا۔ آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا ہوا تھا۔ فلاور اسے دیکھ کر بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

کون ہو تم..... فلاور نے بجلی کی سی تیزی سے چیخے دے کر پوچھا۔

میں محمود خان ہوں میڈم..... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گردن کے کنارے پر پھٹکی بھری اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ پر اور سر سے ماسک اتارنا چلا گیا اب وہ واقعی محمود خان تھا۔ ادوہ تو تم ماسک میک اپ میں تھے گڈ۔ اچھا میک اپ تھا۔ کہنے لگا تھا..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

میں نے گریٹ لینڈ کے ایک اہتائی ماہر سے یہ فن دو سال تک سیکھا ہے..... محمود خان نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرتے بیٹھتے ہوئے کہا۔

کس کی بات کر رہے ہو..... فلاور نے چونک کر پوچھا۔

عادی ہوں۔ تم نے مجھے دو ٹیپس دی تھیں۔ ایک جو لیا گیا، دوسرے ماہر ترین پینائٹ فضل حسین کی۔ میں نے ان دونوں ٹیپس کو بنایا، بنا کر پلاننگ کی اور کامیاب ہو گئی۔..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ فضل حسین سے ملی تھیں۔ اس نے تعاون کیا تھا۔“ عمر، خان نے کہا۔

”پہلے تو اس نے یسر انکار کر دیا لیکن جب میں نے جہاد اگاز دیا تو وہ فوراً کام پر آمادہ ہو گیا اور حقیقت یہی ہے کہ اس کی وجہ سے کام آسان ہو گیا ورنہ شاید وہاں سے فاعل نکالنا بے حد مشکل ثابت ہوتا۔“ فلاور نے جواب دیا۔

”کیا آپ مجھے تفصیل بتانا پسند کریں گی؟“ محمود خان نے کہا۔
 ”ہاں کیوں نہیں۔ مجھے تم پر غصہ ضرور تھا کہ تم نے اس فاعل کے پیچھے سری ہلاکت کا بھی پروگرام بنایا تھا لیکن جہادی سہزاد اور وضاحت کے بعد کہ تم نے یہ سب کچھ انتہائی نیک نیتی سے کیا تھا۔ میں نے جہیں صاف کر دیا تھا۔ تم نے پہلی بار مشن مکمل کرنے کی جو تفصیل بتائی تھی وہ پلاننگ مجھے بے حد پسند آئی تھی۔“ فلاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا آپ نے دوبارہ وہی پلاننگ استعمال کی لیکن اس بار تو سیکرٹ سروس ہوشیار ہو گئی۔“ محمود خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو کیا تم مجھے اجازت سمجھتے ہو۔“ فلاور نے یکجہٹ غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”آئی ایم سوری میڈم میرا یہ مطلب نہ تھا۔“ محمود خان نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے اس پلاننگ میں تبدیلی کرنی تھی لیکن میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جو لیا کو ہی دوبارہ اس مشن میں استعمال کیا جائے۔ کیونکہ جو لیا بقول جہاد سے سیکرٹ سروس کی رکن ہے اس لئے جب فاعل کی گنہگارگی کا مسئلہ سلسلے آنے کا تو ایک بار پھر جو یا سلسلے آجائے گی اور جو لیا کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس ذہنی طور پر بری طرح الجھ جائے گی اس طرح ہمیں فاعل کو جہاں سے نکلنے کا کافی موقع مل جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے رائف اور مارن کو ہلاک کرنے والے جس گروپ کے بارے میں تفصیلات ملی تھیں ان تفصیلات میں ان تینوں افراد کے چہروں کے بارے میں بھی تفصیلی کوائف شامل تھے اور ان کوائف کے مطابق ان میں جو لیا شامل تھی اور اس کے ساتھ دو مقامی افراد تھے جن میں سے ایک کا نام علی عمران تھا جو کہ علی عمران جہاں کا معروف آدمی ہے اس لئے اس کے بارے میں سب جانتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ بھی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور یہ بات اس وقت کنفرم ہو گئی جب فاعل سیکرٹ سروس کے چیف نے وزارت دفاع کو واپس کی۔ جب کہ اسے جو لیا اور عمران نے اپنے ایک اور ساتھی کے ساتھ مل کر حاصل کیا تھا۔ میں نے پہلے تو وزارت دفاع کے

ایسے افراد کو اہتہائی کثیر دولت دے کر خریداجو اس ریکارڈ روم کے حفاظتی اقدامات کے بارے میں جانتے تھے۔ ان سے میں نے تمام تفصیلات حاصل کر لیں۔ ان سائنسی حفاظتی اقدامات کا توڑ میرے پاس موجود تھا لیکن اصل مسئلہ وہاں پوری برق رفتاری اور کامیابی سے کام کرنے والے آدمی کے انتخاب کا تھا اور سیکرٹ سروس کے لوگ اہتہائی تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ دوسری وجہ تھی جو لیا کے انتخاب کی۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ جو لیا کو چونکہ پہلے استعمال کیا گیا تھا اس لئے اب وہ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان پوری طرح محتاط ہوں گے۔ اس لئے میں نے فضل حسین سے ملاقات کی۔ جہارے کارڈ کی وجہ سے وہ جب کام کرنے پر آمادہ ہو گیا تو میں نے اے بیٹل مشن کے بارے میں تفصیلات بتائیں کہ کس طرح تم نے گریٹ لینڈ سے ڈاکٹر دانسن کو بلوا کر اس کی خصوصی مشین کے ذریعے جو لیا کے ذہن کو کنٹرول کر کے اس سے کام لیا تھا تو فضل حسین نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو وہ جو لیا کو ایک بار پھر آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں۔ جو لیا کی رہائش اور فون نمبر تم نے مجھے بتا رکھا تھا۔ سناچہ میں نے یہ فون نمبر فضل حسین کو بتا دیا۔ انہوں نے جو لیا کو فون کیا اور فون پر ہی تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ جو لیا کو اپنے پاس بلانے میں کامیاب ہو گئے۔ جو لیا اپنے فلیٹ سے فضل حسین کی رہائش گاہ پر اکیلی نمبر کسی کو کچھ بتانے پہنچ گئی جہاں فضل حسین نے اسے بے ہوش کر کے اس کے ذہن کو مکمل طور پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے

کہ جسے ہی وہ جو لیا کے ذہن کو مکمل کنٹرول میں لینے کی کوشش کرتے ہو یا کا ذہن ٹھیک ہو جاتا وہ اس پر بے حد حیران تھے۔ بہر حال انہوں نے بتایا کہ جو لیا کا یہ رد عمل بتاتا ہے کہ ڈاکٹر دانسن کے بعد کسی نے جو لیا کے تحت المشور کو کنٹرول میں لے کر اسے خصوصی مشین دی۔ یہ یقین وہ واقعی اس فن میں مہارت تامہ رکھتے تھے انہوں نے بڑے طریقے اپنائے اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ یہ دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ جو لیا کے ذہن پر مخصوص مشین کسی علی گران نامی آدمی نے دی ہیں اور اس علی عمران نامی سے جو لیا ذہنی طور پر بے حد مرعوب بھی ہے اور فضل حسین نے بتایا کہ جو لیا کسی صورت بھی اب اس مشن کے لئے استعمال نہ ہو سکے گی لیکن میں بصد گم کہ جو لیا کو ہی اس مقصد کے لئے استعمال کرنا ہے۔ اس پر فضل حسین نے ایک نادر ترکیب بتائی جو مجھے بے حد پسند آئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں چونکہ صرف یہ چاہتی ہوں کہ جب اس قابل کی گمشدگی کا تھوڑا سلسلہ جو لیا ہو۔ اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ جو لیا کے ذہن میں یہ بات بٹھا سکتے ہیں کہ عمران نے اسے حکم دیا کہ وہ جا کر فائل اصل کرے اور جو لیا نے ہدایت کے مطابق جا کر مشن مکمل کر دیا۔ جو لیا کی جگہ جو لیا کے میک اپ میں کوئی اور جائے۔ الٹہ جو لیا کو تسلیم کرے گی کہ مشن اس نے مکمل کیا ہے۔ اس پر مجھے فوراً ہال آیا کہ جسمانی طور پر میں جو لیا سے کافی حد تک مشابہت رکھتی ہوں۔ الٹہ تھوڑے بہت ذوق کو میں ایڈجسٹ کر سکتی ہوں اور ایسا

سیک اپ بھی کر سکتی ہوں کہ کسی کو معمولی سائیک بھی نہ پڑے، پتہ چاہے میں نے خود جا کر فائل حاصل کرنے کی پلاننگ کر لی۔ میں سیک اپ اور جسمانی پیڈنگ کا سامان وہیں فضل حسین کی رہائش پر منگوایا۔ اس کے بعد میں نے اپنے جسم کو پیڈنگ کے ذریعے جیسا بنایا۔ باقی ہجرے اور بالوں کو جوایا جیسا بنانا میرے بائیں کاکام تھا، محتاج ایک گھنٹے کی محنت کے بعد میں مکمل طور پر جوایا گئی۔ پھر مخصوص ہتھیاروں سمیت میں خود مشن مکمل کرنے کے لئے دفاع کے دفتر گئی اور پھر میں نے وہاں انتہائی کامیابی سے مشن مکمل فائل لے کر میں سیدھی واپس فضل حسین کی رہائش گاہ پر پہنچی۔ میں نے وہاں جا کر فضل حسین کو پوری تفصیل بتائی کہ میں نے کس طرح مشن مکمل کیا ہے تو فضل حسین نے جوایا کے ذہن میں یہ تفصیلات اس طرح راج کر دیں کہ عمران نے اسے آکر چیک کر لیا۔

سیکٹ سردس کا پیغام دیا پھر جوایا عمران کے ساتھ وزارت دفاع و رہنمائی۔ عمران نیچے پارکنگ میں موجود رہا جب کہ جوایا نے مشن مکمل کیا اور اس نے واپس آکر عمران کو وہ فائل اور مخصوص ہتھیار دیتے اور عمران نے اسے فائل پر چھوڑ دیا۔ یہ تفصیلات جوایا کے ذہن میں بٹھانے کے بعد فضل حسین نے جوایا کو واپس اس کے فیلڈ بھجوا دیا اور اس کے ذہن سے درمیانی ساری کارروائی واپس کر دی۔ اس کے بعد میں نے جہاز سے جیسا کام کیا اور فضل حسین کو گولی مارا اور فائل لے کر وہاں سے جہاز آگئی..... فلاح نے مسکراتے ہوئے

کہا۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ نے فضل حسین کو گولی مار دی اور وہی بیٹہ وہ تو انتہائی اہم آدمی تھا، جہاں میں نے بے شمار مشنز اس کی مدد سے مکمل کئے ہیں وہ تو ہمارا خاص آدمی تھا اور انتہائی کام کا آدمی تھا..... محمود خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

وہ اس سارے راز سے واقف تھا اور اگر عمران یا پاکیشیا سیکٹ سردس اس تک پہنچ جاتی تو نتیجہ یہ کہ تم اور میں دونوں سلسلے آجاتے اس کے بعد یہ سیکٹ سردس ہمیں پاتال تک بھی نہ چھوڑتی اس لئے مجھے اسے ہلاک کرنا پڑا۔ اب اس کی زبان ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی ہے اب جوایا خود تسلیم کرے گی کہ یہ مشن اس نے عمران کی مدد سے مکمل کیا ہے اور فضل حسین کسی کو یہ بتانے کے قابل ہی نہ رہے گا کہ اصل بات کیا ہے۔ اس لئے اب ہم دونوں ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکے ہیں۔ اب حکومت جانے اور پاکیشیا سیکٹ سردس جانے۔ ہم پوری فلاح محفوظ ہیں..... فلاح نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

تھکی ہے نہ آپ کا یہ اقدام ان حالات میں درست ہے۔ بہر حال اب میرے لئے کیا حکم ہے..... محمود خان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

میں نے جہاں اس لئے بلایا ہے کہ اب اس فائل کو میں فوری طور پر ملک سے باہر نکالنا چاہتی ہوں۔ جہاز کے ذہن میں کوئی تعویذ ہو نہ پاتا..... فلاح نے کہا۔

میری تجویز تو بیٹے ہی ناکام ہو چکی ہے۔ حالانکہ میں نے -
 محفوظ ترین راستہ اختیار کیا تھا۔ اس کے باوجود مجھے یہ عمران د
 کے ساتھ کس طرح رائف اور مارٹن تک پہنچ گئے اور فائل واپس
 اڑے۔ اب تو یہی ہو سکتا ہے کہ آپ اسے سفارت خانے کے
 کے ذریعے باہر بھجوادیں..... محمود خان نے کہا۔
 "نہیں موجودہ حالات میں یہ طریقہ سیف نہیں رہا۔ اب تار
 کی چیکنگ ہوگی..... فلاور نے کہا۔

"پھر اسے کسی سپیشل سروس کے ذریعے باہر بھجوادیں.....
 خان نے کہا۔

"نہیں یہ رسک بھی نہیں لیا جاسکتا۔ الٹیہ میں نے سوچا ہے
 میں اسے خود لے کر باہر جاؤں لیکن ہوائی جہاز، ریلوے یا کسی
 جہاز کے ذریعے نہیں بلکہ بائی روڈ۔ کیا تم کوئی ایسا انتظام کر سکتے
 کہ میں باقی روڈ پاکیشیا سے اس کے کسی بھی ہمسایہ ملک جاسکو
 کسی چیکنگ کے..... فلاور نے کہا۔

"بالکل کر سکتا ہوں آپ حکم فرمائیں۔ کس ملک جانا:
 ہیں..... محمود خان نے جواب دیا۔

"بیٹے میرا خیال تھا کہ میں کافرستان جاؤں لیکن پھر میں نے سزا
 یہ خیال چھوڑ دیا ہے کیونکہ بیٹے تم نے مارٹن کے ذریعے فائل کافر
 بھجوانے کی کوشش کی تھی اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس اب
 کافرستان جانے والے ہر راستے ہی بھرپور نگرانی کرے گی۔ میں

ایسے ملک جانا چاہتی ہوں جس کی طرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خیال
 تک نہ جاسکے..... فلاور نے کہا۔

"پھر آپ شوگران چلی جائیں۔ شوگران کی طرف پاکیشیا سیکرٹ
 سروس کا دھیان ہی نہ جاسکے گا..... محمود خان نے کہا تو فلاور چونک
 پڑا۔

"میں نے کہا ہے کہ میں بائی روڈ جانا چاہتی ہوں بائی ایر نہیں اور
 شوگران کے لئے لامحالہ ہوائی جہاز میں سفر کرنا ہوگا..... فلاور نے
 منہ بنا تے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ پھر آپ کو علم ہی نہیں پاکیشیا سے شوگران بائی روڈ
 بھی سیارح جاتے رہتے ہیں سبھاں سے شمالی علاقے اور وہاں سے ایک
 نئی تعمیر کردہ شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے آپ آسانی سے شوگران میں

داخل ہو سکتی ہیں لیکن وہاں جانے کے لئے آپ کو مقامی بننا ہوگا۔
 کسی غیر ملکی کو وہاں کسی صورت بھی داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔ اور
 اگر کوئی خصوصی اجازت پر داخل بھی ہو جائے تو اس کی انتہائی سخت
 نگرانی کی جاتی ہے۔ الٹیہ آپ مقامی خاتون بن کر سیاحت کے لئے
 وہاں جاسکتی ہیں۔ وہاں فائل اپنے کسی بااعتماد آدمی کو دے دیں۔ جو

اسے آسانی سے گریٹ لینڈ لے جائے گا اور آپ واپس آجائیں۔ اس
 طرح کسی کو شک بھی نہ ہو سکے گا..... محمود خان نے جواب دیا۔

"گلا۔ اگر ایسا ہے تو یہ واقعہ سب سے محفوظ راستہ ہے۔ لیکن کیا
 اس کے لئے تم کوئی خصوصی بندوبست کر سکتے ہو..... فلاور نے

۔ راستے میں چیکنگ تو نہیں ہوگی..... فلاور نے پوچھا۔

۔ صرف اسلحہ اور منشیات چیک کی جاتی ہیں باقی کچھ نہیں اور ظاہر ہے اسلحہ اور منشیات آپ کے پاس یا آپ کے ساتھیوں کے پاس ہوگا ہی نہیں اس لئے فائل بہر حال محفوظ رہے گی..... محمود خان نے جواب دیا۔

۔ ٹھیک ہے تم فوری طور پر اس ٹرپ کا بندوبست کرو میں جلد از پلڈ یہ فائل یہاں سے نکال لے جانا چاہتی ہوں..... فلاور نے کہا۔

۔ البتہ آپ مقامی میک اپ کر کے اپنا تیانام بھی رکھ لیں اور اپنا فونو مجھے دے دیں تاکہ کاغذات فوری طور پر تیار ہو سکیں۔ محمود خان نے کہا۔

۔ ایسا کرو کہ ہیڈ کوارٹر کی کسی مقامی لڑکی کو منتخب کر لو جو میرے قدامت کی ہو۔ اس کے کاغذات ظاہر ہیں اصل ہی ہوں گے اس کا فونو مجھے بھیجا دو میں اس کا میک اپ کر لوں گی لیکن ایک بات بتا دو کہ یہاں کی مقامی عورتوں کا لباس مجھ سے نہ ہنسا جائے گا۔ اس کا کوئی حل تمہیں تلاش کرنا ہوگا..... فلاور نے کہا۔

۔ اس کی فکر نہ کریں اس کا بندوبست ہو جائے گا۔ ہیڈ کوارٹر میں ایک لڑکی رانیہ ہے وہ ہمیشہ مغربی لباس پہنتی ہے۔ میں اس کا فونو آپ کو بھیجا دوں گا۔ اس طرح آپ مغربی لباس ہی پہنیں گی..... محمود خان نے جواب دیا۔

۔ اوکے پھر فوری طور پر کام کرو..... فلاور نے جواب دیا اور محمود

کہا۔

۔ بالکل کر سکتا ہوں۔ میں نے ایسے ہی کاموں کے لئے ایک ٹریپل ہینٹی ٹاپ دے بنائی ہوئی ہے جو ٹریپس تیار کرنا اور سیاحت کے لئے جاتی ہے۔ آپ جب بھی حکم کریں یہ ٹریپ تیار کیا جاسکتا ہے۔ اس ٹریپ میں تمام مرد اور عورتیں میرے خاص آدمی ہوں گے۔ قاتل انتقامات فول پروف ہوں گے۔ آپ اطمینان سے وہاں پہنچ جائیں گی لیکن بہر حال آپ کو واپس آنا ہوگا..... محمود خان نے جواب دیا۔

۔ ہاں میں واپس آ جاؤں گی۔ میں اب یہاں کی مستقل چیف ہو رہی ہوں۔ جے آرٹ لینڈ جا کر کیا کرنا ہے البتہ یہ انتظام ہو سکتا ہے کہ وہاں میرے پہنچنے پر ہمارا بااعتماد آدمی مجھ سے آکر ملے اور فائل لے جائے۔ تم یہ بتاؤ کہ تم کب تک یہ ٹریپ تیار کر سکتے ہو اور وہاں پہنچنے تک کتنے دن لگیں گے..... فلاور نے کہا۔

۔ دو روز تو ٹریپ کی تیاری اور کاغذات وغیرہ بنوانے میں لگ جائیں گے اس کے بعد چار روز کے سفر کے بعد آپ شوگران کے سرحدی ٹیپ ٹاؤن تک پہنچ جائیں گی۔ وہاں ایک خصوصی ہوٹل میں آپ کی رہائش کے انتظامات کر دیئے جائیں گے۔ آپ وہاں کا پتہ اپنے آدمی کو بتا دوں تو وہاں وہ آپ سے مل کر فائل لے جائے گا۔ آپ وہاں ایک ہفتے سیاحت کر کے ٹریپ کے ساتھ ہی اطمینان سے واپس آجائیں۔ محمود خان نے جواب دیا۔

خان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

- پھر مجھے اجازت..... محمود خان نے کہا اور غلاور کے سر ہلانے پر اس نے میز پر رکھا ہوا اپنا ساک اٹھا کر ہٹا اور ہاتھوں سے اسے تھپک کر اور پوری طرح ایڈجسٹ کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اور واڑے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے جو لیا کے فلیٹ کے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے..... اندر سے جو لیا کی آواز سنائی دی۔"

"اور کون دستک دے سکتا ہے۔ سو اٹے جھ جیسے اکلوتے فریادی

کے۔ جو بھانے کب سے فریاد لئے دسکھیں رستا پھر رہا ہے..... عمران

نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھل گیا۔

"جہاڑی فریاد بغیر سنے منظور کی جاتی ہے اور بولو..... جو لیا نے

دردوازہ کھولتے ہوئے مسکرا کر کہا اس کے چہرے پر عیب سے تاثرات

نمایاں تھے۔

"اوہ پھر تو بزرگوں کی یہ بات درست ہے کہ خدا جب دینے پر آتا

ہے تو سب بند دروازے کھل جاتے ہیں اور فریاد بغیر سنے منظور کر لیتا

ہے۔ اب کم از کم سلیمان پاشا کی جھڑکیاں، نوٹس اور دھمکیوں سے تو

نجات مل جائے گی..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے

مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب یہ سلیمان! اس معاملے میں کیسے درمیان میں آگیا۔ کیا جہارے ذاتی معاملات بھی اب وہ طے کرتا ہے؟..... جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا۔"

سبھی بات میں اسے کچھا کچھا کر ٹھک گیا ہوں کہ قرضہ ذاتی معاملہ ہوتا ہے اور کسی قرض خواہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مقروض کے اس ذاتی معاملے میں مداخلت کرے لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں ہی نہیں آتی۔ چلو اب سمجھانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ میں اس کی رقم اس کی ناک پر ماروں گا اور اطمینان سے باقی زندگی بسر کروں گا اپنی مرضی سے کماؤں گا اپنی مرضی سے سونوں گا۔ اب تو اگر میں ایک قلعنی بھی لے کر کماؤں تو وہ شور مچا رہتا ہے کہ میرا قرض اتارا نہیں اور قلعنی کماؤ جا رہی ہے..... عمران نے کہا اور کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کے گاندھوں سے کوئی بھاری بوجھ اتار گیا ہو۔

"ہونہہ تو جہاری فریاد کا تعلق جہارے اس بدنام زمانہ قرضہ سے تھا..... جو یانے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔"

"موجودہ دور معاشیات کا ہے اور ماہرین معاشیات کہتے ہیں کہ سب خرابیوں کی جڑ معاشیات کے بگاڑ میں ہے اس لئے موجودہ دور میں فریاد بھی تو معاشی ہی ہو سکتی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

ٹھیک ہے اگر تم واقعی معاشی طور پر ریشیاں ہو تو جہار! یہ مسئلہ

w

بھی میں حل کر دوں گی۔ میں خود سلیمان سے بات کروں گی اور اس نے جتنا قرضہ بھی کہا میں ادا کر دوں گی..... جو یانے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے یہ غضب نہ کرنا وہ سلیمان موجودہ دور کا عمر و عیار ہے۔ وہ فوراً ہی قرضے کی رقم دو کس بارہ سے ضرب دے لے گا۔ بس تم ایسا کرو کہ حساب بچھ سے پوچھ لو اور رقم میرے حوالے کر دو۔ پھر میں جانوں اور سلیمان..... عمران نے جلدی سے کہا۔"

"سلیمان بچھ سے غلط بات نہیں کر سکتا۔ تم اس کی فکر مت کرو..... جو یانے مسکراتے ہوئے کہا۔"

"لیکن میں قرضوں کا تعلق سلیمان سے نہیں ہے ان کا کیا ہو گا۔ عمران نے رو پیٹے والے لہجے میں کہا۔"

"کیا مطلب اور کس کے قرضے ہیں تم پر..... جو یانے چونک کر پوچھا۔"

"ایک ہو تو بتاؤں۔ ایک لمبی فہرست ہے۔ سر سلطان سے لے کر ہمسایہ خواتین تک کے نام آتے ہیں اس لسٹ میں..... عمران نے

ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو جو یانے اختیار ہنس چڑی۔

"سر سلطان سے بھی میں خود بات کر لوں گی باقی رہیں خواتین تو ان سے تم خود نمٹ لینا..... جو یانے اب باقاعدہ لطف لے کر بات کر رہی تھی۔"

"ٹھیک ہے خواتین سے نمٹنا مجھے آتا ہے۔ آجاتی ہیں فلیٹ پر

شادی کی آفرزلی کر اور مجھے مجبوراً ان کی باتیں سننی پڑتی ہیں اور ان کی طرف سے ہونے والی آفرز پر اثبات میں سر ملانا پڑتا ہے۔ تم اساکرو دس لاکھ کا چیک ایڈوانس کے طور پر دے دو تاکہ ان میں جو خواتین زیادہ خطرناک ہیں ان کو تو فلیٹ پر آنے سے روکا جاسکے۔ عمران نے کہا تو جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

دس لاکھ تو کیا دس روپے بھی نہیں مل سکتے۔ بہر حال تم بتاؤ کہ چیف نے جہیں کیوں بھیجا ہے جب سب کام جہارے کہنے پر ہوا ہے تو اب کیا ہو گیا ہے۔ چیف تو کہہ رہا تھا کہ تم ہر بات پر انکار کر رہے ہو اب میرے سلسلے انکار کرو۔۔۔۔۔ اچانک جو یا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ اسے شاید اچانک اس بات کا خیال آ گیا تھا۔

جہارے سلسلے انکار لاجول ولاقوہ الابانہ۔ میں تو آج تک اقرار کے لئے تڑپ رہا ہوں تم انکار کی بات کر رہی ہو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو جو یا نے بے اختیار ہنس مچھنے لگے۔

یکو اس ست کر سدیدی طرح بتاؤ کہ وہ فائل کہاں ہے۔ چیف تک تم نے اسے کیوں نہیں پہنچایا۔۔۔۔۔ جو یا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم آج صبح سے اب تک کہاں کہاں گئی ہو۔ عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

صرف وزارت و دفاع کے سیکرٹریٹ گئی تھی اس کے بعد تم مجھے یہاں مجھو کر چلے آئے تب سے میں فلیٹ پر ہی ہوں۔۔۔۔۔ جو یا نے جواب دیا۔

اد کے پھر کجھے اس بارے میں واقعی پروفیسر فضل حسین سے بات کرنی پڑے گی۔۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف رکھے ہوئے فون کا رسپورڈ اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

کون پروفیسر فضل حسین۔۔۔۔۔ جو یا نے حیران ہو کر پوچھا۔

ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

کیس انکو انری پلیز۔۔۔۔۔ اسی لئے رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

شاہ باغ کے علاقے میں پروفیسر فضل حسین صاحب کی رہائش گاہ ہے وہاں کا فون نمبر بتائیے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

ہولڈ آن کیجئے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکر کے ادا کیا اور کریڈل دبا کر فون آ بانسے پرائیوٹ انری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

کیس۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کراخت کی آواز سنائی دی۔

پروفیسر فضل حسین صاحب کی رہائش گاہ ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

جی ہاں آپ کون صاحب بول رہے ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ہانگیا لہجہ اسی طرح کراخت ہی تھا۔

کیمرانام علی عمران ہے اور میں پروفیسر صاحب کے فن کا ایک

غیر ملکی خاتون - کس ملک کی - کس طرح معلوم ہوا ہے -
 عمران نے چونک کر پوچھا۔

ہرذمیر صاحب نے مرنے سے پہلے اپنے خون سے فرش پر نثار ڈالو اور
 گرت لیٹنے کے الفاظ انگلی کی مدد سے لکھے ہیں۔ اس سے یہی اندازہ ہوتا
 ہے کہ ان کا مقصد اپنے قاتل کی نشاندہی تھی انہوں نے ایک اور لفظ
 بھی لکھنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ اسے مکمل نہیں کر سکے اس لئے وہ
 پڑھا نہیں جا رہا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اودہ میں فوراً کھینچ رہا ہوں۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔۔۔۔۔ عمران
 نے کہا اور رسیور کہ کر وہ اپنے کھڑا ہوا۔

”کیا ہوا یہ فضل حسین کون تھا۔۔۔۔۔ جو یانے انتہائی سنجیدہ لہجے
 میں کہا۔

”ایک ماہر پینٹ جو اس فن میں اتھارٹی تسلیم کیا جاتا تھا۔
 انہوں نے اس فن پر کئی تحقیقاتی کتابیں بھی لکھیں ہیں۔ آؤ میرے
 ساتھ میرے ذہن میں ایک خیال آ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ درست
 ہو اس نئے جہاز اساتذہ جانا ضروری ہے۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ
 لہجے میں کہا تو جو یانے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

”میں لباس تبدیل کر لوں۔۔۔۔۔ جو یانے کہا اور تیزی سے
 ڈرائیونگ رووم کی طرف بڑھ گئی۔ حمزوی در بعد عمران کی کار تیزی سے
 فضل حسین کی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔
 ”تم کس خیال کی بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔ جو یانے کہا۔

پرستار ہوں۔ میری ان سے آج تک براہ راست تو ملاقات نہیں ہوئی
 لیکن میں ان کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں اور اب ان سے مل
 چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ سر عبدالرحمن کے صاحبزادے علی عمران ہیں یا کوئی اور نئی
 عمران ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران چونک پڑا۔

”ارے کمال ہے یعنی آپ صرف نام سن کر دلالت بھی جان جاتے
 ہیں پھر تو آپ پروفیسر صاحب سے بھی بڑے ماہر فن ہیں۔۔۔۔۔ عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب میں انسپکٹر عالمگیر ہوں۔ شاہ باغ پولیس اسٹیشن
 انچارج۔ ہرذمیر صاحب کو انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔
 اور ہم اس وقت یہاں کوٹھی میں کارروائی میں مصروف ہیں۔ آپ سے
 ایک بار آئنٹیلی جنس کے انسپکٹر رانا کے ساتھ ملاقات ہو چکی ہے اس
 لئے میں آپ کو جانتا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران جا
 اختیار اچھل پڑا۔

”پروفیسر صاحب کو قتل کر دیا گیا ہے کب۔۔۔۔۔ عمران نے
 انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر کا اندازہ ہے کہ یہ واردات تقریباً دو گھنٹے پہلے ہوئی ہے۔
 احوال قاتل کے بارے میں حتی طور پر تو کچھ نہیں کہا جا سکتا بہرہ۔
 ایسے شاید ملے ہیں کہ قاتل کوئی غیر ملکی خاتون تھی۔۔۔۔۔ دوسری
 طرف سے انسپکٹر عالمگیر نے جواب دیا۔

ہاں دراصل بات یہ ہے کہ مجرموں نے اس فائل کے حصول کے لئے دونوں بار تمہیں استعمال کیا ہے۔ پہلی بار تو یہ کام ڈاکٹر واٹسن اور اس کی مشین کے ذریعے ہوا ہے۔ ڈاکٹر واٹسن واپس گریٹ لینڈ جا چکا ہے۔ چونکہ فائل مل گئی تھی اس لئے میں نے ڈاکٹر واٹسن کے پیچھے جانے کا ارادہ بدل دیا تھا لیکن اب میرا نہ تنگ کر لیا ہے ڈاکٹر واٹسن اس بار پانچیشیا ہیں، یا جب کہ اس بار پھر تمہیں استعمال کیا گیا ہے۔ جہارے چیف نے چند ایسے شواہد حاصل کرنے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی بار جہارے ذہن کو کنٹرول کر کے یہ کام کر لیا گیا تھا۔ چونکہ جہارا ذہن جہارے کنٹرول میں نہ تھا اس لئے میں نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ یہ کام اصل جو لیا کی بجائے ڈی جو لیا کا ہے لیکن اس بار واقعی ڈی جو لیا استعمال ہوئی ہے۔ کسی دوسری عورت کو جو جسمانی طور پر تم سے قدرے ملتی جلتی تھی۔ باقاعدہ بیٹنگ کر کے اسے جہاری طرح بنایا گیا اور پھر اس عورت کے چہرے پر جہارا میک اپ کیا گیا اور اس عورت نے وزارت کے دفاع کے سیکرٹریٹ جا کر اہتائی سفالانہ انداز میں قتل و غارت بھی کی اور اہتائی جدید آلات استعمال کر کے اس نے ریکارڈ روم کے تمام سائنسی حفاظتی انتظامات کو تباہ کر کے وہ فائل وہاں سے حاصل کر لی۔ عمران نے کہا۔

”یہ تم کیسی احمقانہ باتیں کر رہے ہو۔ یہ کام تو میں نے کیا ہے اور جہارے اور چیف کے کہنے پر کیا ہے۔ جو لیا نے قدرے حیرت بھرے لیکن پریشان سے لہجے میں کہا۔

حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ سڑی میں تم سے ملا ہوں اور نہ میں نے تمہیں یہ کام کہا ہے اور نہ ہی میں تمہارے ساتھ گیا ہوں اور ان شواہد کے مطابق حتمی طور پر یہ بات طے ہو چکی ہے کہ یہ کام تم نے سرانجام نہیں دیا بلکہ جہارے میک اپ میں دوسری عورت نے یہ کام کیا ہے اس کے باوجود جہارے ذہن میں یہ بات راج کر دی گئی ہے کہ یہ کام تم نے کیا ہے اس سے تو مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں اس بار یہ کام مجرموں کے ڈاکٹر واٹسن کی بجائے پروفیسر فضل حسین نے تو نہیں کیا اور شاید اسے اسے ہلاک بھی کر دیا گیا ہے کیونکہ مجرموں نے پہلی واردات کے دوران ہر اس کلیو کو ختم کر دیا تھا جو فائل سے متعلق تھا۔ عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو جو لیا کے چہرے پر شدید لہجے کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔

”لہجے ذہن پر زور مت دو اس طرح تمہیں کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔ عمران نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جو لیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اگر جہاری بات درست ہے تو پھر آخر مجرم ہر بار مجھے ہی کیوں استعمال کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ چلو پہلی بار ٹوٹا ٹیکل کی وجہ سے ایسا ہوا ہو گا لیکن اس بار..... جو لیا نے کہا۔

”میں نے بھی اسی پوائنٹ پر غور کیا ہے۔ یہ سے خیال میں اس کی وجہ صرف پانچیشیا سیکرٹس مرس کو اٹھانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے

ہم میں معروف ہیں..... انسپکٹر عالمگیر نے جواب دیا۔
اس کا مطلب ہے تم اسے ایک عام سی قتل کی واردات سمجھ رہے
ہو۔ ہمیں پروفسر فضل حسین کے اصل مرتبے کا علم ہی نہیں ہے۔
عمران نے گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

مرتبہ۔ کیا مطلب۔ اساتذہ معلوم ہے کہ پروفسر کسی غیر ملکی
یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے تھے اور اب گذشتہ دو سالوں سے رشتہ
زندگی گزار رہے تھے۔ ہمسایوں کے مطابق اکیلے رہتے ہیں نہ ہی کوئی
ملازم ہے اور نہ ہی کوئی اولاد اور بیوی..... کمرے تک پہنچتے پہنچتے
انسپکٹر عالمگیر نے کہا اور عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے اثبات
میں سر ملادیا۔ کمرے میں داخل ہو کر عمران دک گیا۔ وہاں ایک ڈاکٹر
اور دوسرے افراد موجود تھے جو معمول کی سرکاری کارروائیوں میں
مردود تھے۔ پروفسر فضل کے بھنڈوں حتیٰ کہ پلکوں تک کے بال
سفید تھے لیکن اس کے باوجود اس کا چہرہ اور جسم بالکل جوانوں کی
طرح تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نوجوان اور صحت مند آدمی نے اپنے سر
بھنڈوں اور پلکوں کے بالوں کو کسی دوا سے سفید کر دیا ہو۔ پروفسر
نالاش فرش پر پہلو کے بل پڑی ہوئی تھی۔ اس کا ایک ہاتھ آگے کی
زلف اس طرح پھیلا ہوا تھا جیسے وہ کچھ لکھنے کی کوشش کرتے کرتے
ڈاکٹ ہو گیا ہو۔ فرش پر قالین موجود نہ تھا لیکن گرد بھی نہ تھی۔
بلف اور پتھکرا فرش تھا۔ پروفسر کے سینے پر کانی بزاز ٹم تھا جس میں
بے خون نکل کر فرش پر جم گیا تھا۔ اس سے ذرا آگے ایک ٹیڑھا میز صا

اب دیکھو پہلی بار بھی چیف کے تم پر اعتماد کی وجہ سے اصل ہاتھ
سلٹنے آگئی۔ در نہ تنویر جیسا شخص مجھے تمہیں ملک کی غذا قرار دے گا
جہیں گولی مار دینے کے درپے ہو گیا تھا اور اس بار اگر وہ شواہد ملنے
نہ آتے تو شاید چیف بھی تم پر اپنا اعتماد کھو بیٹھتا۔ اس طرح ظاہر ہے
کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس آپس میں بی لٹھ کر رہ جاتی اور اصل بوز
صاف بچ کر نکل جاتے اور شہانہ یہی مقصد ان کے پیش نظر تھا۔
عمران نے تفصیل سے جواب دینے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کہ
نے کار کو ایک سڑک پر موڑا تو دوسرے اسے پولیس کی گاڑیوں نے
ساتھ ایک ایجوٹس بھی کھڑی دکھائی دی۔ کافی لوگ بھی وہاں اکٹھے
تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی پروفسر فضل حسین کی رہائش گاہ ہوگی۔
اس نے کار قریب جا کر روکی اور پھرہ اور جو لیا نیچے اتر کر تیز چڑھا
اٹھاتے گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ گیٹ پر پولیس کے سپاہی کھڑے تھے
اسی لمحے ایک انسپکٹر تیزی سے عمران کی طرف دیا۔

تیسرے عمران صاحب میں آپ کا ہی منتظر تھا۔ میرا نام غالب
ہے..... نوجوان انسپکٹر نے آگے بڑھے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے سر مل کر جو لیا کو بھی سلام کیا۔ اب عمران نے بھی انسپکٹر
عالمگیر کو پہچان لیا تھا۔ وہ کہتی بار اس سے مل چکا تھا۔

اطمینا حکام کو اطلاع نہیں دی تم نے کہا مجھے ان کی کوئی گاڑی
نظر نہیں آ رہی..... عمران نے گیٹ کی طرف بڑھے ہوئے کہا۔
ڈی ایس پی صاحب کو اطلاع کر دی تھی وہ کسی ضروری سرکاری

سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کو پروفیسر فضل حسین کی دست کی اطلاع دینی ہوگی..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
- سیکرٹری وزارت خارجہ..... انسپکٹر عالمگیر نے تقریباً اچھلتے ہوئے کہا۔

ہاں انسپکٹر مجھے تم عام سا پروفیسر سمجھ رہے ہو۔۔۔۔۔ بین الاقوامی شہرت یافتہ پروفیسر ہے اور پوری دنیا میں پینٹارٹم کے فن میں اسے اتھارٹی سمجھا جاتا تھا۔ انہی کی تحریر کردہ کتب دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہیں اور بے شمار اعلیٰ ترین ایوارڈ پروفیسر کو ملے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ عام پروفیسر نہیں۔۔۔۔۔ وی۔ وی۔ آئی۔ پی۔ شخصیت ہے اور تم دیکھنا کہ اس کی موت پر پوری دنیا کے علمی حلقوں میں ماتم کیا جائے گا..... عمران نے کہا تو انسپکٹر عالمگیر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات جیسے ثبت ہو کر رہ گئے۔ عمران کو ایک کونے میں رکھا ہوا فون نظر آگیا تو عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگا کر فون چیک کی اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

پی اے نو سیکرٹری خارجہ..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

عمران بول رہا ہوں سرسلطان سے بات کراؤ..... عمران نے اجنبی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

میں سرہوٹا آن کیجئے..... دوسری طرف سے پی اے نے بھی

سا لفظ خون سے لکھا ہوا تھا لیکن وہ صاف پڑھا جا سکتا تھا۔ یہ لفظ نوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسی طرح نیوز میگزینے انداز میں گزرتا ہوا بھی لکھا ہوا پڑھا جا سکتا تھا۔ تحریر سے پتہ چلتا تھا کہ پروفیسر نے اتھارٹی ٹیلیف کے عالم میں سب کچھ لکھا ہے۔ عمران آگے بڑھ کر اس بڑے بل بیٹھے گیا جہاں پروفیسر کا ہاتھ ساکت ہوا تھا۔ اس پر انگلیوں پر ابھی تک خون تھا ہوا تھا اور فرش پر ایک لفظ چپٹے سے لکھے گئے دونوں لفظوں سے زیادہ میز سے انداز میں لکھا ہوا تھا۔ اس قدر شکست اور نیرحاضریت کا عام نظریں سمجھ نہ آتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی بڑا سا کراخون میں لت پت ہو کر ادھر ادھر بیکر اتار رہا ہو۔ عمران غور سے اس نامکمل لفظ کو دیکھتا رہا۔ اس کی پیشانی پر لگنے اجڑ آئیں پھر ایک دم وہ چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک اٹھی۔ اور وہ ایک جھٹکنے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کچھ سمجھ میں آیا ہے..... جو یاس نے پوچھا۔

اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرا اندازہ درست تھا۔ پروفیسر نے ٹرپل ایکس لکھا ہوا ہے۔ یعنی تین بار میز سے انداز میں انگلی کا حرف ایکس لکھا ہوا ہے۔ شاید آگے وہ لفظ فائل لکھتا لیکن موت اسے ہمت نہ دی..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹرپل ایکس فائل کا کیا مطلب عمران صاحب..... ساتھ کونسا انسپکٹر عالمگیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

جہادی سمجھ میں بات نہیں آئے گی سہاں فون ہو گا۔

اسی طرح سنجیدہ لیکن مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اسلم سلطان بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی گھمبیر
 آواز سنائی دی۔"

"عمران بول رہا ہوں سر..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا
 کیونکہ کرے میں انسپکٹر جانگیر کے ساتھ دوسرے افراد بھی موجود تھے۔
 "اوه خیریت..... سرسلطان شاید اس کے اس انداز متواضعی پر
 غمبیر لگتے تھے۔"

"آپ پروفیسر فضل حسین کے بارے میں یقیناً جانتے ہوں گے جو
 پینانزم کے فن میں بین الاقوامی طور پر اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں اور
 گریٹ لینڈ کی ہارورڈ یونیورسٹی میں طویل عرصے تک پڑھاتے رہے
 ہیں اور اب گزشتہ دو سالوں سے یہاں پاكيشيا میں سیٹل ہو گئے
 ہیں..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔"

"ہاں میں دو تین بار تو ان سے مل چکا ہوں۔ وہ سیکرٹری وزارت
 تجارت نعمان صاحب کے دور کے رشتہ دار بھی ہیں۔ صدر مملکت بھی
 ان سے ملاقات کر چکے ہیں اور ان دنوں سرکاری طور پر انہیں پاكيشيا کا
 ایک بڑا اعلیٰ عہدہ دینے کے بارے میں اعلیٰ سطح پر غور کیا جا رہا ہے
 کیوں کیا ہوا ہے انہیں خیریت ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔"

"انہیں ان کی رہائش گاہ پر قتل کر دیا گیا ہے۔ میں اس وقت ان
 کی رہائش گاہ سے ہی فون کر رہا ہوں۔ پولیس اس واردات کو قتل کی
 عام واردات سمجھ رہی ہے لیکن میں نے یہاں جو کچھ دیکھا ہے اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ یہ واردات وزارت دفاع کی اس ٹرپل ایکس فائل
 کے سلسلے میں ہوئی ہے۔ پروفیسر نے اس بارے میں مرتے وقت اپنے
 فون سے چند لفظ لکھ کر اس امر کی طرف نشاندہی کی ہے..... عمران
 نے کہا۔

"اوه لیکن پروفیسر کا اس سے کیا تعلق نکل آیا..... سرسلطان نے
 ہر ت بھرے لہجے میں کہا۔"

"پروفیسر پینانزم کا ماہر تھا اور مجرموں نے اس کے اس فن کو اپنے
 فن میں استعمال کیا ہے۔ پروفیسر نے کیوں مجرموں کا ساتھ دیا۔ کیا
 اسے بلیک میل کیا گیا یا وہ کسی اور وجہ سے مجبور ہوا۔ یہ بات تو بعد
 میں معلوم ہوگی۔ آپ بہر حال اعلیٰ حکام کو ان کے قتل کے بارے
 میں اطلاع دے دیں تاکہ ان کی تدفین شایان شان طریقے سے ہو
 سکے..... عمران نے کہا۔"

"ہاں ہاں بالکل پروفیسر بین الاقوامی طور پر دی آئی شخصیت تھا۔
 تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع کر دی۔ میں سیکرٹری تجارت کو بھی
 اطلاع کر دیتا ہوں اور صدر مملکت کو بھی..... سرسلطان نے جواب
 دیا۔"

"آپ ان سب کاموں سے پہلے ایک اور کام کریں کہ اپنے ذرائع
 سے گریٹ لینڈ کے سفارت خانے سے معلوم کرائیں کہ وہاں کوئی
 ناٹن فلڈور نامی بھی ہے اور اگر ہے تو وہ اس وقت کہاں ہے۔ اس کا
 نظریہ بھی معلوم کریں لیکن یہ کام فوراً ہونا چاہئے۔ میں ابھی یہیں ہوں

آپ نے مجھے فون پر اطلاع دینی ہے۔ نمبر نوٹ کر لیں۔..... عمران نے کہا اور پروفیسر کا فون نمبر بتا دیا۔ یہ فون نمبر چونکہ وہ انکوائری آہرا سے بھی معلوم کر چکا تھا اور سلسلے رکھے ہوئے فون پیس بر بھی لکھا ہوا تھا اس لئے اس نے نمبر فوراً دوہرا دیا تھا۔

میں ابھی معلوم کرتا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا ابو عمران نے ریسور رکھ دیا اور پھر وہ ایک طرف کھڑے انسپکٹر عالمگیر کی طرف مڑا اور اس نے جیب سے وہ تصویر نکال لی جو اس نے لیبارٹری میں تیار کروائی تھی۔

انسپکٹر آپ مس جوایا کے ساتھ کونسی سے باہر جائیں اور جہاز اور گرد رہنے والے لوگوں سے معلوم کریں کہ کیا کوئی خاتون قمر سے پہلے یہاں دیکھی گئی ہے۔ خاص طور پر اس تصویر والی خاتون کے متعلق معلوم کریں اور دوسری بات یہ کہ مس جوایا کے بارے میں بھی لوگوں سے معلوم کریں کہ کیا انہیں بھی یہاں قتل سے پہلے دیکھا گیا ہے یا نہیں..... عمران نے تصویر انسپکٹر عالمگیر کی طرف بڑھانے ہوئے جوایا کی طرف اشارہ کر کے کہا تو جوایا بے اختیار چونک پڑی۔

مجھے یہاں کیا مطلب..... جوایا نے حیران ہو کر کہا۔
ابھی کار میں آتے ہوئے میں نے جو آئینڈیا تم سے ڈانس کیا ہے اس کے مطابق ہو سکتا ہے کہ وہ خاتون یہاں سے جہاز مارا اب آپ کے نکلی ہو۔ اس طرح کسی نے اسے دیکھا لیا ہو۔ اگر کسی نے شہادت دے دی کہ ہمیں یہاں دیکھا گیا ہے تو پھر میرا آئینڈیا کب

طور پر کنفرم ہو جائے گا۔ تم یہ انکوائری کرو میں اس دوران پروفیسر کے سامان کی تلاش لیتا ہوں، ہو سکتا ہے کوئی کام کی چیز ہاتھ لگ جائے..... عمران نے کہا اور جوایا نے سر ہلاتے ہوئے انسپکٹر کے ہاتھ سے تصویر لے کر اسے خور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

عمران صاحب مس جوایا..... انسپکٹر عالمگیر نے بڑی عجیب سی نظر دوں سے جوایا کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ لہجے میں کہا تو عمران اس کی بات کا مطلب سمجھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔

مس جوایا کوئی مجرم نہیں ہیں بلکہ محکمہ ٹریفک میں اتنی بڑی افسر ہیں کہ تم تو کیا جہازے انسپکٹر جنرل پولیس کو اپنے حکم سے ڈانس کر سکتی ہیں اس لئے خیال رکھنا کوئی ایسی بات یا حرکت نہ کریں جتنا کہ بعد میں ہمیں پھمکانے کا بھی موقع ملے..... عمران نے کہا تو انسپکٹر عالمگیر کے چہرے پر سیکھتے انتہائی متوجہ بننے کے تاثرات نمایاں ہو گئے اس کا جسم بے اختیار سکڑا سا گیا تھا۔

یہ کس کا فون ہے..... جوایا نے تصویر دیکھتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

یہ وہ عورت ہے جو جہاز مارا میک اپ کر کے وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ گئی تھی اور جس نے فائل وہاں سے اڑائی ہے لیکن یہ ہے کون سی معلوم کرنا ہے..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
تم نے سر سلطان کو گورنٹ لینڈ کے سفارت خانے سے فلاور ٹائی عورت کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے کہا ہے۔ جہاز مارا کیا خیال

ہے کہ پروفیسر نے غلامد کسی عورت کا نام لکھا ہے اور سفارت خانے کا خیال تمہیں کیسے آگیا..... جو یانے کہا۔

سابقہ مہم کے دوران ایک گھنگھو سنی گئی تھی جس میں گرسٹ لینڈ کے سفارت خانے اور کسی محترمہ کا ذکر آیا تھا اس لئے میرا خیال ہے کہ شاید کوئی سراغ مل جائے..... عمران نے کہا اور جو ایسا سلامتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی جب کہ عمران واپس مڑا اور اس نے سب سے پہلے اسی کمرے کی تلاشی یعنی شروع کر دی۔ ڈاکٹر اور دوسرے افراد اپنا کام کر کے کمرے سے جا چکے تھے اس لئے عمران اب کمرے میں اکیلا تھا۔ کمرے کی تلاشی لینے کے بعد وہ مڑا اور اس نے فرش پر پڑی ہوئی پروفیسر کی لاش کے لباس کی تلاشی یعنی شروع کر دی اور پھر اچانک اندرونی جیب سے ایک چھوٹی نینک پتلی سی ڈائری نکل آئی عمران نے ڈائری کھولی تو وہ چونک پڑا۔ ڈائری کے صفحات پر بھاری بھاری رقومات درج تھیں اور ساتھ ہی گذشتہ ایک سال کی تاریخیں درج تھیں۔ یہ رقومات مسلسل لکھی ہوئی تھیں۔ پھر اچانک ایک صفحے کے کونے پر ایک نام لکھا دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پروفیسر نے کونے میں محمود خان کا نام لکھ کر اس کے گرد سرخ پنسل سے دائرہ لگایا ہوا تھا۔

ہونہر تو محمود خان کا بھی کوئی نہ کوئی تعلق پروفیسر سے ہے۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈائری کے صفحے پلٹا چلا گیا۔ آخری دو صفحے خالی تھے جب کہ آخری صفحے پر جو رقم سب

وے آخر میں لکھی گئی تھی اس کے ساتھ آج سے دو روز پہلے کی تاریخ درج تھی۔ عمران نے ڈائری کو بظکر کے جیب میں ڈالا اور کمرے سے نکل کر دوسرے کمروں کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک ڈریسنگ روم میں موجود میک اپ کا بگمراہوا سامان چیک کر لیا۔ یہ سامان گرسٹ لینڈ کا سامان تھا اور اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ ایسا میک اپ کا سامان ہے جسے خصوصی میک اپ کہا جاتا ہے۔ عمران ڈریسنگ ٹیبل پر موجود کئی آدمی خالی اور کئی مکمل طور پر خالی شیشیوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ اب این شیشیوں میں موجود مواد کی استعمال شدہ مقدار کے پیش نظر اس پیچے پر پتھ چکا تھا کہ یہ میک اپ یقیناً ہی عورت نے کیا ہے اور میک اپ بھی جو یانے لکھا گیا ہے۔ وہ واپس مڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانہ دریافت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ تہہ خانہ اس انداز میں سجایا گیا تھا جیسے پروفیسر یہاں کوئی خاص قسم کی مشین کرتا رہتا ہو یہاں ایک رائٹنگ ٹیبل بھی موجود تھی۔ عمران نے اس کی دواز کھولی اور وہاں اس نے ایک بڑی سی ڈائری پڑی دیکھی جس پر نوے حروف میں پرستل لکھا ہوا تھا۔ عمران نے ڈائری اٹھا کر اسے کھولا۔ یہ واقعی پروفیسر کی پرستل ڈائری تھی اور پروفیسر نے اس پر خاص نئی باتیں درج کی تھیں عمران اسے پڑھتا رہا اور جب وہ آخری صفحے پر پہنچا جس پر کل کی تاریخ تھی تو سب وہ باتیں جو اب تک صرف اس نے سنی تھیں واضح ہو کر سامنے آ گئیں ڈائری کے مطابق محمود خان پروفیسر

اودہ تم - کیا مطلب - کیا اٹھی ہوئی باتیں کر رہے ہو - کیا ہمارے ذہن پر تو اثر نہیں ہو گیا..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی -

آپ نے خود ہی تو پوچھا ہے کہ عمران کہاں موجود ہے - اب ظاہر ہے ننگا کہاں کا مطلب تو آپ کا دفتر ہی ہو سکتا ہے - جہاں سے آپ بات کر رہے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے -

خواہ مخواہ لئے سیدھے مطلب نہ نکالا کرو - بہر حال میں نے ہمارے کہنے پر معلومات حاصل کی ہیں - فلادر نامی ایک عورت لٹن لینڈ کے سفارت خانے میں سپیشل سیکرٹری ہے لیکن وہ گذشتہ ایک ماہ سے جمہنی پریگرسٹ لینڈ گئی ہوئی ہے..... سر سلطان نے ذاب دیتے ہوئے کہا -

آپ نے اس کا حلیہ تو معلوم کرایا ہو گا..... عمران نے پوچھا - ہاں تم نے چونکہ کہا تھا اس لئے..... سر سلطان نے دوسری طرف سے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے حلیہ بتانا شروع کر باا اور عمران کی آنکھوں میں حلیہ سن کر بے اختیار چمک ابر آئی کیونکہ حلیہ بتایا گیا تھا وہ سو فیصد اس تصور کے مطابق تھا جو عمران نے ان فلم میں جو ایسا کیچر سے پر سے میک اپ کے بغیر بنوائی تھی - پھر کیا خیال ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا - کیا مطلب - کیا خیال..... سر سلطان نے چونکہ کر پوچھا -

کو اپنے خاص مقاصد کے لئے بہر ماہ بھاری رقمیں دیا کرتا تھا اور پروفیسر محمود خان کا کوئی کام کیا کرتا تھا اور یہ رقومات پروفیسر گرسٹ لینڈ میں اپنی اہلوق بیٹی کے بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیا کرتا تھا جو معذور ہونے کی وجہ سے کوئی کام کاج نہ کر سکتی تھی - ان رقومات کی وجہ سے وہ آرام کی زندگی بسر کر رہی تھی - آخری صفحے پر پروفیسر نے درج کیا تھا کہ محمود خان نے اسے فون پر ایک ایسا کام کرنے کے لئے کہا ہے جس کا تعلق سرکاری فائل ٹریبل ایکس کے اڑانے سے ہے - گو تحریر کے مطابق پروفیسر نے انکار کر دیا لیکن جب محمود خان نے اسے دھمکی دی کہ وہ نہ صرف رقومات دینا بند کر دے گا بلکہ پروفیسر کی بیٹی کو ہلاک بھی کرا دے گا تو پروفیسر اس کام پر رضا مند ہو گیا - کام کی تفصیل درج نہ تھی - عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کر کے جیب میں ڈالی اور پھر جیسے ہی وہ جسد خانے سے نکل کر ابر آیا اس کے کانوں میں دور سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے پھلتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا - گھنٹی مسلسل بج رہی تھی - عمران نے آگے بڑھ کر رسید اٹھایا -

ہیں..... عمران نے کہا -

کیا علی عمران کہاں موجود ہے..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی - یہ کیسی ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے دفتر میں موجود ہوں اور آپ پھر بھی فون کر کے پوچھیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا -

اد کے بس کافی ہے۔ اب تم جانو اور اعلیٰ حکام جو ابھی تھوڑی دیر
بعد یہاں پہنچ جائیں گے۔ ہم فارغ ہو گئے ہیں۔ آؤ جو یا۔ عمران
نے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جو یا بھی
ناوشی سے مزی اور اس کے پیچھے چلتی ہوئی بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ
گئی لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ایسے ہی موجود تھے۔

- آخری کی فکر نہ کریں انہیں میں سمجھا لوں گا۔ عمران۔
مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان چہ در خانہ
رہے جیسے عمران کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں؛
چاکا تک ان کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔

- نانسس..... سر سلطان نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ہنستے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
وہ سمجھ گیا تھا کہ سر سلطان نے جان بوجھ کر رسیور رکھ دیا ہے تاکہ
عمران اس معاملے میں مزید انہیں تنگی نہ کر سکے۔ ویسے فلڈ کی
شاشت ہونے کے بعد اس کے ذہن پر موجود بوجھ خاصا ہلکا ہو گیا تھا۔
وہ کمرے سے باہر آیا ہی تھا کہ انسپکٹر عالمگیر اور جو یا آتے ہوئے دکھانے
دیتے۔ ان دونوں کے چہرے پر ایسے تاثرات موجود تھے جیسے انہوں نے
کوئی خاص بات معلوم کر لی ہو۔

- عمران صاحب اس تصویر والی عورت کو تو یہاں کسی نے نہیں
پہچانا اللہ بس جو یا کو پہچان لیا گیا ہے۔ ایک چوکیدار کے معجزے
س جو یا آج ہی کار میں بیٹھ کر اس کو بھی سے نکلتی ہوئی دیکھی گئی۔
اور ایک اور چوکیدار کے مطابق اس نے مس جو یا کو اسی کار پر
کو بھی میں واپس جاتے دیکھا۔ لیکن پھر اسی کار میں مس جو یا اور ایک
اور غیر ملکی عورت یہاں سے نکل کر جاتی ہوئی دیکھی گئیں۔ انسپ
عالمگیر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا جب کہ جو یا کے چہرے پر سنجیدگی
سنجیدگی اور سوچ کے تاثرات نمایاں تھے۔

ہر صتا چلا گیا۔ فیضان ہونٹل شاہ بلخ کا مالک بھی تھا اور منجر بھی۔ ہونٹل تو متوسط ناسپ کا تھا لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ فیضان کا اصل وجہ اسلحے کی سہولت ہے اور فیضان کا گروپ پاکیشیا میں اس وجہ سے کامیاب ہے۔ بڑا اور سب سے خطرناک گروپ سمجھا جاتا تھا۔ نور فیضان کی ساری عمر جرائم میں ہی گزری تھی۔ پہلے کبھی شاید وہ فوجی فیلڈ میں کام کرتا ہو لیکن اب طویل عرصے سے وہ باس کی حیثیت سے کام کرتا تھا لیکن اس کا جوش ایسا تھا کہ اب بھی اسے دیکھ کر انچے انچے لڑنے بھوننے والے دل چھوڑ جاتے تھے۔ فیضان کا جسم اتنی نحوس تھا اور قد و قامت اور جسارت کے لحاظ سے وہ کسی اور لیے سے کم نہ تھا۔ اس پر سستہ اس کا پوزا بچکا چہرہ جس پر بڑی بڑی موٹھوں کے علاوہ زخموں کے نچانے کتنے مندل شدہ نشانات نمودار تھے۔ آنکھوں میں قدرتی طور پر سرفی کا عنصر زیادہ تھا اس نے دیکھنے والا اسے دیکھتے ہی خود بخود رعب میں آجاتا تھا۔ ٹائیگر کا وہ گہرا دست تھا اس نے ٹائیگر اس سے اکثر ملتا رہتا تھا۔ ٹائیگر کو فیضان کی جہ سے بعض اوقات ایسے کلیو مل جایا کرتے تھے جو اسے عمران کی غرور میں سرفرد کر دیتے تھے اس نے ٹائیگر بھی اس سے دوستی نہ جاتا پلا رہا تھا۔ ویسے فیضان اتنی اعلیٰ سطح پر تعلقات بنانے کے فن کا لکھی ماہر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی دوستی کا دائرہ بے حد وسیع تھا۔ اس نے نہ صرف نامور سیاستدان شامل تھے بلکہ بیوروکریسی کے بڑے سران اور بڑے بڑے صنعت کار اور تاجر بھی اس کے دوست تھے۔

ٹائیگر نے کار ہونٹل شاہ بلخ کے کمپاؤنڈ گیت میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے جانے کے بعد وہ ہونٹل کے شمالی حصے کی طرف لے گیا۔ کافی آگے جا کر اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں جی ہوتی سڑکیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ سڑکیاں اوپر کی منزل کی طرف جا رہی تھیں۔ سڑکیوں کے سلسلے میں مسلح لیکن انتہائی مضبوط جسموں کے نوجوان کھڑے ہوئے تھے جنہوں نے ٹائیگر کو دیکھ کر اس طرح سر ہلا دیئے جیسے وہ اسے سلام کر رہے ہوں۔

فیضان موجود ہے دفتر میں۔ ٹائیگر نے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

موجود ہیں جناب۔ ایک نوجوان نے موڈ بانٹ لکھی تھی۔
نواب دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دو دو سڑکیاں انکھی پھلانگتا ہوا اور

عمران نے ٹائیگر کو راز نسیمز کال کے ذریعے کچھ روٹی بھیلے حکم دیا تھا کہ وہ محمود خان کے بارے میں حتمی طور پر معلوم کرے کہ محمود خان کبہر ہے۔ کیونکہ محمود خان کے تمام ملازم مسلسل یہی کہہ رہے تھے کہ گزشتہ دو ہفتوں سے غیر ملک گیا ہوا ہے لیکن عمران کا خیال تھا کہ محمود خان یہیں چھپا ہوا ہے۔ کیونکہ ایئر پورٹ کے کمیونٹری ہینڈلنگ سے یہی معلوم ہوا تھا کہ محمود خان ملک سے باہر نہیں گیا۔ یہ ساری باتیں عمران نے ٹائیگر کو بتانے کے بعد کہا تھا کہ وہ جلد از جلد محمود خان کے بارے میں حتمی معلومات چاہتا ہے اور ٹائیگر نے عمران کی کال لٹنے کے بعد سب سے پہلے فیضان سے لٹنے کا پروگرام بنایا تھا کیونکہ فیضان اور محمود خان کے درمیان گہری دوستی تھی اور ٹائیگر کو یقین تو کہ اول تو فیضان کو معلوم ہوگا کہ محمود خان کہاں ہوگا اور اگر نہ بھی معلوم ہوا تو وہ اپنے ذرائع سے معلوم کرالے گا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ فیضان سے لٹنے اس کے خصوصی آفس کی طرف بڑھا جاتا جا رہا تھا۔

فیضان بغیر وقت دیئے کسی سے ملتا تھا لیکن ٹائیگر اس بارے میں استسنا کا درجہ رکھتا تھا۔ دفتر کا دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے اس پر دستک دی۔

”کون ہے“ ... دروازے کی سائیز پر گتے ہوئے فون رسیور سے فیضان کی بھاری اور کخت آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر“ ٹائیگر نے اپنا اصل نام لیتے ہوئے کہا کیونکہ فیضان سے تو وہ اسی نام سے متعارف تھا۔ وہ اپنا دوسرا نام کوبرا خاص مقامہ

نہا ہی استعمال کیا کرتا تھا اور وہ بھی خصوصی میک اپ کے ساتھ جب کہ عام طور پر وہ ٹائیگر کے نام سے ہی متعارف تھا۔

”اوہ تم آج آؤ..... رسیور سے فیضان کی پوچھی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی بند دروازہ آٹو بینک انداز میں کھل گیا۔ ٹائیگر در داخل ہوا تو اس نے بھاری اور ہی سی میز کے کچھے فیضان کو بیٹھے دیکھا۔

”ٹائیگر میرا نام ہے جب کہ دھارتے تم ہو..... ٹائیگر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو فیضان بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم صرف نام کے ہی ٹائیگر ہو۔ کبھی تمہیں دھارتے ہوئے تو کہا دیکھا.....“ فیضان نے بڑے بے لطفانہ لہجے میں کہا۔

”ہنس یہی دعا کرتے رہو کہ کبھی سننے کی نوبت نہ آئے ورنہ تمہارا مارا جلی رعب دیدہ بہ ختم ہو کر رہ جائے گا.....“ ٹائیگر نے میز کی تیز رفتاری سے پوچھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور فیضان ایک بار پھر ہنس

”آج اس وقت اپنا تک جہاری آمد ہوئی ہے خیریت ہے۔“ فیضان کہا۔

”جہارے دوست محمود خان سے ملنا ہے اور ملنا بھی ضروری ہے اور لیکن اس کو کہ محمود خان کے تمام ملازم یہی کہہ رہے ہیں کہ محمود خان انقوس سے ملک سے باہر ہے جب کہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے اس لئے جہارے پاس آیا ہوں کہ جہارے ذریعے اس سے ملاقات ہو سکتی

ہے۔ ٹائیگر نے بات کرتے ہوئے کہا تو فیضان کے بہرے
حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

"ملازم تو درست کہہ رہے ہیں وہ واقعی دو ہفتوں سے یوں،
کارمن گیا ہوا ہے۔ مجھے بھی اس نے خود فون کر کے بتایا تھا۔ فیضان
نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جب کہ ایسا نہیں ہے۔ وہ ہمیں پاکیشیا میں موجود ہے۔ نا۔
نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس قدر اعتماد اور یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو اور اسے چیخے
ضرورت کیا ہے۔ فیضان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے جانتے تو ہو کہ میں بغیر تصدیق کے بات نہیں کیا کرتا
تو شاید میں کسی کو نہ بتاتا لیکن تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں نہ

پورٹ پر موجود کیریورز ریکارڈ چیک کر آیا ہے۔ محمود خان دو ہفتے
تین ہفتوں سے ملک سے باہر نہیں گیا۔ ٹائیگر نے مسک

ہوئے جواب دیا تو فیضان نے صرف چونک پڑا بلکہ اس کے چہ
مزید حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

"اور وہ تم اس قدر چیکنگ کر چکے ہو۔ حیرت ہے لیکن جہاں
سے کام کیا ہے۔ فیضان نے کہا۔

"جے ایک کام اور وہ ہے بھی ایمر جنسی۔ مجھے اس سے آج یہ
اور اسی وقت ملنا ہے۔ تم صرف اسکا معلوم کر دو کہ وہ کہاں سہہ

باقی ملاقات میں اس سے خود کراؤں گا۔ ٹائیگر نے جواب

ہوئے کہا۔

"لیکن اگر وہ کسی وجہ سے چھپا ہوا ہے تو پھر کیسے اس کے بارے
میں معلوم ہو سکتا ہے۔ فیضان نے اٹھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو فیضان مجھے معلوم ہے کہ اگر تم چاہو تو اس کی پناہ گاہ کے
بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ جہاں سے پاس ایسے ذرائع

موجود ہیں اس لئے میرے سامنے دو بارہ ایسی بات نہ کرنا۔ ہاں اگر تم
ولے مجھے انکار کرنا چاہتے ہو تو کھل کر بتا دو۔ میں تمہیں مجبور نہ کروں

گا لیکن پھر میں جس انداز میں اسے تلاش کروں گا اس انداز پر تم مجھ
سے کوئی گھٹ نہ کرنا کیونکہ بہر حال وہ جہاں دوست ہے۔ ٹائیگر

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"تم اسے کیسے تلاش کرو گے۔ فیضان نے کہا۔

"یہ میرا کام ہے تم اس بات کو چھوڑنا اپنی بات کر دو۔ ٹائیگر کا
بجور اور سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"دیکھو ٹائیگر محمود خان بہت بڑا آدمی ہے اور مجھے تسلیم ہے کہ اس
کے مقابل میری کوئی حیثیت نہیں ہے اس لئے اگر وہ کسی خاص

مقصد کے لئے چھپا ہوا ہے تو میں اسے تلاش کرنے کی کوشش نہیں
کر سکتا کیونکہ اسے بہر حال معلوم ہو جائے گا اور اس کے بعد محمود خان

کی ناراضگی میرے لئے معاشی طور پر بھی اور ویسے بھی موت بن سکتی
ہے۔ فیضان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر جہاں نام کسی طرح بھی درمیان میں نہ آئے تب بھی تم

میرے ساتھ تعاون نہیں کرو گے۔" ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ محمود خان بہت بڑی پارٹی ہے اور میں اسے کسی صورت بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ تم میری مجبوری کو سمجھو۔ ہاں تم اپنے طور پر اسے تلاش کرو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔" فیضان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اسٹا تو کر دو کہ مجھے اس کی تلاش کے لئے کوئی سب سے دو۔" ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں مجھے خود معلوم نہیں ہے تمہیں کیا سب دوں۔" فیضان نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"او کے جہاز کی مرضی۔ اب اجازت۔" ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف سڑ گیا۔

"ارے کچھ پی تو لو۔" سمنو... فیضان نے کہا۔

"سواری فی الحال میں کام پر ہوں اور تمہیں معلوم ہے کہ جب میں کام پر ہوتا ہوں تو پھر صرف کام ہی کرتا ہوں۔" ٹائیگر نے دروازے کے قریب پہنچ کر سڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر رہداری میں آگیا جس کے اختتام پر سڑھیان نیچے جا رہی تھیں۔ ٹائیگر ہتھ قدم آگے بڑھا اور پھر ایک ستون کی اوٹ میں رک گیا۔ اس نے گوت کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا ریسیور کھینچا اور اس کی سائیلیٹ پر موجود ایک بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے اس آلے میں سے کڑکڑاہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں

صاف معلوم ہو رہا تھا کہ فون کے نمبر ڈائل کئے جا رہے ہیں اور ٹائیگر کے چہرے پر بے اختیار طغیانی مسکراہٹ رینکنے لگی۔ کڑکڑاہٹ کی آواز اب ختم ہو چکی تھی پھر بلکلی سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو لارڈ ہونٹ۔" بولنے والے کا لہجہ خاصا کڑھتا سا تھا۔

"فیضان بول رہا ہوں ایم کے سے بات کرو۔" فیضان کی تیز آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے اس انداز میں سر ہلادیا جیسے فیضان نے اس کے مطلب کی بات کی ہو۔

"ہیلو ایم کے بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد ایک جہاز کی سی لہجے میں آواز سنائی دی۔

"فیضان بول رہا ہوں جناب ابھی ابھی زیر زمین دنیا کا ایک آدمی ٹائیگر آپ کو تلاش کرتا ہوا میرے پاس آیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ گو آپ کے متعلق سب سہی کہتے ہیں کہ آپ ملک سے باہر ہیں لیکن آپ ملک سے باہر نہیں گئے بلکہ ہمیں چھپے ہوئے ہیں۔ وہ میرے پاس اس لئے آیا تھا کہ میں آپ کی تلاش میں اس کی مدد کروں لیکن میں نے صاف انکار کر دیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں۔" فیضان نے کہا۔

"یہ ٹائیگر کون ہے۔ میں نے تو کبھی اس کا نام نہیں سنا اور کیوں مجھے تلاش کر رہا ہے۔" محمود خان کی بلکلی سی آواز سنائی دی۔

"یہ فر زمین دنیا کا انتہائی تیز طرار آدمی ہے۔ مختلف پارٹیوں کے لئے معاوضے پر کام کرتا ہے۔ تقریباً آپ کی تلاش کے لئے اسے کسی

دوبارہ نمبر ڈائل کرنے میں مصروف تھا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر ٹائیگر کو دیکھ کر اس نے جلدی سے رسیوں رکھ دیا۔ اس کے بچے پر حرمت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"کیا ہوا خیریت؟" فیضان نے حرمت بھرے لہجے میں کہا۔
"میں اس لئے داپس آ گیا ہوں کہ تمہیں مجھے تلاش کرنے اور پھرتی اور پھرتی کرنے کے لئے بھاگ دوڑنے کرنی پڑے۔" ٹائیگر نے جیب میں موجود ہاتھ باہر نکالتے مسکرا کر کہا۔ اب اس کے ہاتھ میں سائیکسنگاریو اور نظر آ رہا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب؟" فیضان نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔
اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے سائیکل کی طرف بڑھا۔

"خبردار اگر تم نے معمولی سی بھی حرکت کی تو پبلک جھپکنے سے جھپٹے گولی تمہارے دل میں اتر جائے گی۔ تم سر سے متعلق بہر حال عام لوگوں سے کہیں زیادہ جانتے ہو۔" ٹائیگر نے نکتہ زنا تے ہوئے کہا تو فیضان کا ہاتھ رک گیا۔

"دونوں ہاتھ میز پر رکھ دو میں صرف تم سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر یہی کہہ تمہاری تمہیں تبدیل ہو سکتا ہے۔" ٹائیگر نے اسی طرح سر بٹھے میں کہا تو فیضان کے سینے ہوئے بچے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے اور اس نے دونوں ہاتھ میز پر رکھ دیئے۔

پارٹی نے باز کیا ہوگا۔" فیضان نے جواب دیا۔
"لیکن اسے کیسے یقین ہے کہ میں یہاں موجود ہوں؟" محمود خان نے کہا۔

"اس نے بتایا ہے کہ اس نے ایئر پورٹ پر دو تین ہفتے کا کمیونٹی ریکارڈ چیک کیا ہے۔ آپ اگر ملک سے باہر جاتے تو یقیناً وہاں سے اسے اطلاع مل جاتی" فیضان نے جواب دیا۔

"اور اس کا مطلب ہے کہ وہ بے حد فطرت ناک آدمی ہے۔ اس بات کا تو مجھے خیال تک نہیں آیا تھا اب وہ کہاں ہے؟" محمود خان نے کہا۔
"وہ چلا گیا ہے۔" فیضان نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ اسے اغوا کر کے پھیلے اس سے معلوم کرو کہ وہ کیوں مجھے تلاش کر رہا ہے اس کے بعد اسے فٹش کر دو۔ تم ایسا کرو گے یا میں خود کو کوئی بندوبست کروں؟" محمود خان نے کہا۔

"میں کروں گا جناب آپ بے فکر رہیں آپ کے حکم پر تو میں پورے پاکستان کو فٹش کر سکتا ہوں۔" فیضان نے بڑے خوشامد لہجے میں کہا۔

"اوکے مجھے رپورٹ دو مابین منتظر رہوں گا۔" محمود خان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیوں رکھنے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے آف آف کر کے جیب میں رکھا اور انتہائی تیز رفتاری سے دوبارہ فیضان کے آفس کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ فیضان نے جو رسیوں ہاتھ میں کپڑے

تم کیا کہہ رہے ہو کہ میں تمہیں تلاش کرنے اخوا کرنے اور فنش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ کیسے ممکن ہے تم تو میرے دوست ہو..... فیضان نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

ہاں بھیلے میں بھی تمہیں دوست ہی سمجھتا تھا لیکن میں تم جیسے لوگوں کی نفسیات کو بھی اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تم کسی بڑے مطلب کے لئے دوست تو ایک طرف خون کے رشتوں کو بھی بغیر ہچکچائے کاٹ دینے کے عادی ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ جہارے اور محمود خان کے درمیان تعلقات ہیں اور ان تعلقات کی نوعیت کے بارے میں بھی مجھے علم تھا کہ وہ جرائم کی دنیا میں جہار سب سے بڑا سرپرست ہے۔ تم اس کی بنیاد میں رہ کر کھل کر اس کی سرنگنگ کرتے ہو اور اسے اس کا حصہ دیتے ہو اسی لئے میں جہارے پاس آیا تھا۔ تم نے جب میرے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا تو میرے پاس دو راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ تم پر تشدد کر کے تم سے معلومات حاصل کروں اور دوسرا یہ کہ میں یہاں طاقتور ڈکٹانوں لگا دوں۔ مجھے یقین تھا کہ تم سے جانتے ہی محمود خان کے سامنے اپنے منہ بٹانے کے لئے اسے میری آمد کے بارے میں بتاؤ گے۔ میں کمرے سے باہر نکل کر راپاری میں رک گیا اور تم نے میری سوچ کے عین مطابق ارڈہوٹل فون کر کے محمود خان سے بات کی۔ جہاری اور محمود خان کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت میں سنے سن لی ہے۔ اس نے تمہیں مجھے تلاش کرنے اخوا کرنے اور پھر فنش کرنے کا حکم دیا ہے اور تم نے بھی بڑے

خوشامد اخلجے میں اسے کہا ہے کہ تم اس کی خاطر پورے پاکستان کو فنش کر سکتے ہو۔ بہر حال مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ تم کیا کرتے ہو اور کیا نہیں۔ جب تم مجھے اخوا کر اڈگے تو پھر میں تم سے خود ہی منٹ لوں گا۔ فی الحال میں اس لئے آیا ہوں کہ اب تم مجھے شرافت سے بتا دو کہ محمود خان ارڈہوٹل کے کس کمرے میں ہے اور کس نام سے ہے کیونکہ اتنی بات میں بھی جانتا ہوں کہ ارڈہوٹل میں تہ خانے وغیرہ نہیں ہیں وہ یقیناً کسی کمرے میں کسی میک اپ میں رہ رہا ہوگا..... ناٹیکر نے جواب دیا۔

تم مجھے بتاؤ تم اس سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔ میں تمہیں اس سے معلوم کر دیتا ہوں..... فیضان نے ہونٹ جھپٹتے ہوئے کہا۔
آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ اس طرح جہاری جان بچ سکتی ہے اور یہ بھی میں تمہیں صرف دوستی کے ناطے ایک موقع پر بتا چاہتا ہوں ورنہ تو ارڈہوٹل کے فون آپریٹرز سے میں خود معلوم کر سکتا ہوں۔ جس نے جہاری بات اس سے کرا دی تھی۔ ناٹیکر نے گرفت اخلجے میں کہا۔

وہ روم نمبر ایون فرسٹ فلور میں ایم کے خان کے نام سے رہ رہا ہے۔ یہ کمرہ خاص طور پر اس نے اپنے لئے بنوایا ہوا ہے۔ ارڈہوٹل اس کی ذاتی ملکیت ہے..... فیضان نے کہا۔
سوچ لو۔ ابھی میں نے فون پر جب تک کرنا ہے۔ اگر تم نے غلط بیانی کی تو..... ناٹیکر نے مرد بھجے میں کہا۔

ہانگیر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ فیضان نے کہا۔
 اسے اغوا کر کے پوچھ گچھ نہیں کی تھی تم نے۔۔۔ محمود خان نے
 منت لیجے میں کہا۔

”جناب وہ ہمیں ہونٹل میں ہی مل گیا تھا میرے آدمیوں نے اسے
 اغوا کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بے حد ہوشیار آدمی ہے اس نے
 مزاحمت کی جس پر مجبوراً اسے گولی ماری پڑی۔۔۔۔۔ فیضان نے جواب
 دیا۔

”چلو ٹھیک ہے۔۔۔ ختم تو ہو گیا۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور
 اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ فیضان نے رسیور رکھ دیا۔
 ”اور کچھ۔۔۔۔۔ فیضان نے کہا۔

”بس کافی ہے۔ اب کرسی سے اٹھ کر میرے آگے آجئے چلو تاکہ تم
 میرے عقب میں فائر نہ کر سکو۔۔۔۔۔ مجھے نیچے کار تک چھوڑ آؤ۔۔۔۔۔ ہانگیر
 نے نیچے بیٹھتے ہوئے کہا تو فیضان خاموشی سے انھماور میر کی سائیڈ سے
 ٹکل کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دروازے
 تک پہنچتا ہانگیر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور نال سے پکڑے
 ہوئے دیو انور کا بھاری دست پوری قوت سے فیضان کی کھوپڑی پر پڑا۔
 فیضان جین مار کر نیچے گرا ہی تھا کہ ہانگیر کی لات حرکت میں آئی اور
 کٹھنٹی پر پڑنے والی مجبوراً ضرب کے بعد اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا
 فیضان نیچے گرا ہی تھا کہ ہانگیر نے لات سے دوسری ضرب لگا دی اور
 پھر بغیر کسی توقف کے تیسری جب کہ فیضان کا جسم دوسری ضرب پر

”نہیں میں نے درست بتایا ہے تم بے شک جا کر چیک کر لو۔“
 فیضان نے کہا۔

”اوکے تم خود رسیور اٹھاؤ اور آپریٹر کو کہو کہ وہ کمرہ نمبر گیا وہ بر فون
 ملائے۔۔۔۔۔ ہانگیر نے کہا۔

”اس طرح نہیں ملے گا کیونکہ ہونٹل ریکارڈ کے مطابق یہ کمرہ خالی
 ہے۔۔۔۔۔ مجھے اپنا نام بتا کر اور اس کا کوڈ نام لے کر بات کرنی ہوگی۔“
 فیضان نے کہا۔

”چلو اس طرح بات کر دو۔ اسے بتاؤ کہ تم نے ہانگیر کو ہلاک کر
 دیا ہے۔ اسے کہہ دینا کہ میں نیچے ہونٹل میں ہی مل گیا تھا اور چونکہ اغوا
 ہونے کے دوران میں نے مزاحمت کی تھی اس لئے مجھے فوری ہلاک
 کرنا پڑ گیا۔۔۔۔۔ ہانگیر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ گھوم کر میر کی سائیڈ پر
 آگیا تاکہ فیضان کوئی غلط حرکت نہ کر سکے۔ فیضان نے رسیور اٹھایا
 اور نمبر داخل کرنے شروع کر دیئے۔

”لاؤ ڈیوٹل۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ لاؤ ڈیوٹل
 سے دوسری طرف سے آنے والی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

”فیضان بول رہا ہوں۔ ایم کے سے بات کراؤ۔“ فیضان نے کہا۔
 ”ایم کے بول رہا ہوں۔“ پتہ لمحوں کی خاموشی کے بعد محمود
 خان کی آواز سنائی دی۔

”فیضان بول رہا ہوں جناب آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے

تیز قدم اٹھاتا رہا داری کے اختتام پر موجود سیزمیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیزمیوں کے نیچے دونوں محافظ موجود تھے۔

- جہارے باس کا حکم ہے کہ اسے کسی صورت بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے اور کسی کو بھی اوپر نہ جانے دیا جائے چاہے وہ کوئی بھی ہو۔۔۔۔۔۔
 ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو دونوں اثبات میں سر ملادیتے اور ٹائیگر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ہوٹل سے باہر آگئی۔ ٹائیگر نے کچھ دور آگے جا کر باہر ایک بند گلی میں موڑ کر روک دی اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ٹائیگر کاننگ باس اور....." ٹائیگر نے بین دبا کر بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"بس عمران انڈنگ اور....." چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے عمران نے آواز سنائی دی۔

"باس میں نے محمود خان کا سراغ لگایا ہے وہ ایم کے خان کے نام سے ہوٹل لارڈز کے کمرہ نمبر گیارہ میں موجود ہے۔ اب کیا حکم ہے اس کے متعلق اور....." ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کس طرح سراغ لگایا ہے تفصیل بتاؤ اور....." دوسری طرف سے عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھا تو ٹائیگر نے فیضان کے ہاں جانے اور پھر وہاں سے آنے تک کی پوری کارروائی دہرا دی۔ وہ لگے لگے گیا تھا کہ عمران کیوں تفصیل معلوم نہ پا جاتا ہے تاکہ وہ کنفرم

ہی سکتا ہو چکا تھا لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ فیضان جیسا جسمانی طور پر طاقتور آدمی اتنی آسانی سے بے ہوش نہیں ہوا کرتا اور یہ واڈوہ خود بھی ہزاروں بار استعمال کر چکا تھا کہ اپنے آپ کو بے ہوش ظاہر کر کے سکتا ہو جانا جس سے دوسرا مطمئن ہو جاتا ہے اور پھر اچانک حملے سے اسے مار گرایا جاسکتا ہے اس لئے اس نے تیسری ضرب ماری تھی۔ تیسری ضرب مار کر وہ تیزی سے بچھے ہٹ گیا لیکن جب فیضان اسی طرح سکتا ہوا ہاتھ ٹائیگر آگے بڑھا اور اس نے جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اس نے اس کا بازو پکڑا اور اسے فرش پر گھسیٹتا ہوا لٹھ ہاتھ روم کی طرف لے گیا۔ اس نے چیک کر لیا تھا کہ فیضان خود بخود تین گھنٹوں سے چپلے ہوش میں نہیں آسکتا تھا اور اتنا وقت اس کے لئے کافی تھا۔ وہ چاہتا تو آسانی سے اسے گولی مار سکتا تھا۔ لیکن وہ ایسی چھوٹی پھلیوں کو قتل کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ فیضان ہوش میں آنے کے بعد بھی اس پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ کرے گا اور اگر وہ ایسا کرے گا تب بھی ٹائیگر اس سے کسی بھی وقت آسانی سے نمٹ سکتا تھا۔ سچا خیر اس نے اسے ہاتھ روم میں ڈال کر ہاتھ روم کا دروازہ بند کیا۔ سیز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک سائٹیڈ پر رکھا اور خود تیزی سے میز کی دروازے کی طرف والی سائٹیڈ کی طرف بڑھا۔ اس نے میز کی سطح کے نیچے لگایا ہوا پنڈا دکھانا فون اتار کر اسے جیب میں رکھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر آیا۔ دروازہ بند کر کے وہ تیز

کے سینڈ سیکرٹری مسز رابرٹ سے ملتا ہے۔ میں نے ان سے فون پر وقت لیا ہے..... جو لیا ہے کہا۔

آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی ہے۔ اس رجسٹرر نام اور پتہ لکھ کر دستخط کر دیجئے..... نوجوان نے اسی طرح مودبان لکھے میں کہا اور جو نے رجسٹرر پر مارگریٹ کا نام اور فرضی پتہ لکھ کر دستخط کر دیئے تو نوجوان نے دروازے کے باہر کھڑے مسیح پہنایا تو ہرڈل اٹھانے کا اشارہ کر دیا اور جو لیا اس کا شکریہ ادا کر کے کمرے سے باہر نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے واقعی رابرٹ سے فون پر ملاقات کا وقت لے لیا تھا۔ رابرٹ کو اس نے اپنا فرضی نام بتایا تھا اور اپنے آپ کو گریٹ لینڈ کے ایک اہم اخبار کا خصوصی فائن رپورٹر ظاہر کیا تھا۔

رابرٹ نے اسے فوراً ہی ملاقات کا وقت دے دیا تھا۔ جو لیا کو جب سے اس بات کا یقین آیا تھا کہ اصل میں فائل گریٹ لینڈ سفارت خانے کی تھرڈ سیکرٹری فلڈر نے اس کے میک اپ میں ازانی ہے اور اس کے ذہن کو پروفیسر فضل حسین کے ذریعے کنٹرول کیا گیا تھا تو اس نے خود یہ فائل واپس حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ فلڈر کے بارے میں سفارت خانے نے تو یہی بتایا تھا کہ وہ چھٹی پر ایک ماہ پہلے گریٹ لینڈ چلی گئی ہے لیکن ظاہر ہے جو لیا کو معلوم تھا کہ ایسا نہیں ہے اور نئے اب وہ سینڈ سیکرٹری رابرٹ سے ملنے جا رہی تھی تاکہ اس سے فلڈر کے متعلق اصل معلومات حاصل کر سکے۔ کار میں بیٹھ کر جو لیا نے کار آگے بڑھائی ہرڈل اٹھایا گیا تھا اس نے جو لیا کو آگے لے گئی۔

نوجوان نے قربانے کے مودبان لکھے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ جو لیا سر ملاتی ہوئی اس کے پیچھے چل پڑی۔ سجد لٹھوں بعد وہ ایک آراستہ ڈرائیونگ میں موجود تھی۔ مسیح نوجوان اسے وہاں جموڑ کر باہر چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادریص عمر باوقار فہمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ جو لیا اسٹر کر لڑی ہو گئی۔

میرا نام رابرٹ ہے..... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

سواری کبجے سینڈ الرجی ہے۔ اس لئے میں ہاتھ نہیں ملایا کرتی۔ میرا ہم نام رابرٹ ہے..... جو لیا نے کہا۔

”اوہ اچھا تشریف رکھیں.....“ رابرٹ نے کہا۔

”شکر یہ.....“ جولی نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی نوجوان جس نے چھانک کھولا تھا۔ ٹرے میں شراب کا ایک جام رکھے اور داخل ہوا اور اس نے جام جولی کے سامنے رکھ دیا۔

”اسے لے جاؤ پلیر۔“ مجھے اس الرہی کی وجہ سے ڈاکٹر نے منع کر رکھا ہے.....“ جولی نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے لے جاؤ.....“ اس بار رابرٹ نے قدوے سے لہجے میں کہا تو نوجوان نے جام اٹھا کر دو بارہ ٹرے میں رکھا اور واپس چلا گیا۔

”جی فرمائیے میڈم آپ کس موضوع پر بات کرنا چاہتی ہیں لیکن پہلے آپ اپنا شناختی کارڈ مجھے دکھائیجئے تاکہ میں مطمئن ہو سکوں۔“ آپ واقفی صحافی ہیں.....“ رابرٹ شاید جولی کے ہاتھ نہ ملائے اور شراب سے انکار کرنے پر ناراض ہو گیا تھا اس لئے اس کے لہجے سے گرجوٹی کا عنصر یکجہت غائب ہو گیا تھا اور وہ اب سپاٹ لہجے میں بات کر رہا تھا۔

”کارڈ بھی دکھا دوں گی۔“ پہلے یہ فرمائیے کہ آپ کے سفارت خانے کی تحریر سیکرٹری مس فلور کہاں ہیں.....“ جولی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب آپ فلور کے بارے میں کیوں پوچھ رہی ہیں۔“ رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

”وہ میری دوست ہیں میں نے دراصل ان سے ملاقات کرنی ہے۔“ لیکن اب کے سفارت خانے والے کہہ رہے ہیں کہ وہ ٹھیک ماہ پہلے چھٹی لے کر ٹرے میں لینڈ چلی گئی ہیں حالانکہ وہ تین روز پہلے مجھے ملی ہیں انہوں نے مجھے خود بتایا تھا کہ وہ کسی خاص مشن میں مصروف ہیں۔“ جولی نے کہا تو رابرٹ بے اختیار چونک پڑا۔

”کہاں ملی تھیں آپ کو وہ.....“ رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک ہوٹل میں ملاقات ہوئی تھی.....“ جولی نے جواب دیا۔

”ایسا ممکن ہی نہیں ہے مس مارگرٹ۔ وہ تو گرےٹ لینڈ جا چکی ہیں اور اگر وہ واپس آئیں تو لامحالہ پہلے سفارت خانے رپورٹ کرتیں۔“ رابرٹ نے ہونٹ جھپٹتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔

”مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے.....“ جولی نے جواب دیا۔ ”تو آپ کا کیا خیال ہے میں جھوٹ بولی رہا ہوں.....“ رابرٹ کا لہجہ اور تلخ ہو گیا۔

”سواری آپ شاید ناراض ہو گئے ہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں۔“ اب مزید بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ سے اس سوڈ میں بات ہوا جس نے مجھے اجازت دیں.....“ جولی نے اٹھ کر کوزے ہوتے ہوئے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی.....“ رابرٹ نے بھی اٹھ کر کوزے ہوتے ہوئے کہا اور جولی سر ملاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ

گئی۔

”اوہ ایک منٹ“ رابرٹ کے قریب سے گزرتے ہوئے جو لیا اس طرح ٹھٹک کر رکی جیسے اچانک اسے کوئی خاص بات یاد آگئی ہو۔

”جی“ رابرٹ نے چونک کر پوچھا لیکن دوسرے لمحے جو لیا کا بازو بٹلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کنپٹی پر مخصوص انداز کی ضرب کھا کر رابرٹ بے اختیار بیچٹا ہوا اچھل کر صوفے پر گر گیا اور پر الٹ کر نیچے فرش پر پڑے ہوئے قالین پر جا گر۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے جو لیا کی لات گھومی اور دوسری کنپٹی پر پڑنے والی ضرب نے رابرٹ کے جسم کو بلکھت ساکت کر دیا۔ جو لیا تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے بیرونی دروازے کی چھتھی لگا دی پھر وہ واپس مڑی اور اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے رابرٹ کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے صوفے پر ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے کوٹ کو اس کی پشت کی طرف نیچے کرنا شروع کر دیا۔ جب کوٹ بازوؤں سمیت کافی نیچے ہو گیا تو اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد رابرٹ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے۔ جب یہ تاثرات واضح ہو گئے تو جو لیا نے دونوں ہاتھ ہٹائے اور نیچے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد رابرٹ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولی دیں تو جو لیا نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کر کے بٹھا دیا۔ رابرٹ چند لمحوں تک تو لاشعوری انداز

میں کراہتا رہا پھر اس کی نقریں سانسے کھڑی ہوئی جو لیا پر جم گئیں۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن کوٹ پشت کی طرف سے نیچے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ پھر اس نے لاشعوری طور پر اپنے دونوں بازوؤں کو جھٹک کر کوٹ اوپر کرنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے وہ اس میں بھی ناکام ہی رہا تھا۔ جو لیا نے ایک طرف جا کر وہاں سے سادہ کر سی اٹھائی اور اسے لاکر رابرٹ کے سانسے رکھ کر وہ اطمینان سے اس پر بیٹھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلی دھار کا خنجر باہر نکال لیا۔ وہ دراصل پوری طرح تیار ہو کر آئی تھی۔ مٹی الحال اس نے کونھی میں موجود افراد کو ختم نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ جیلوہ رابرٹ سے ابتدائی پوچھ گچھ کرنا چاہتی تھی اگر اسے معلوم ہو گیا کہ رابرٹ کو فلاور کے بارے میں واقعی معلومات حاصل ہیں تو پھر وہ اس کے ملازمین اور کونھی میں موجود دیگر افراد کا خاتمہ کر کے رابرٹ سے تفصیلی معلومات حاصل کرے گی۔

دو دن دوسری صورت میں وہ صرف اسے دوبارہ بے ہوش کر کے واپس لٹا جائے گی۔

”یہ۔۔۔ تم نے کیا کیا ہے۔ کون ہو تم“ رابرٹ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا وہ شاید صرف سفارت کار تھا۔ ایسے حالات سے اس کا سابقہ پہلے نہ پڑا تھا اس لئے اس کی حالت خاصی خستہ نظر آ رہی تھی۔

”مسٹر رابرٹ یہ نیز دھار خنجر دیکھ رہے ہو۔ اگر تم نے فلاور کے بارے میں درست معلومات ہم نہ پہنچائیں تو اس خنجر کی نوک کے

اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے پے در پے چھینٹیں نکلنے لگیں۔
 "خاموش ہو جاؤ اب اگر تمہارے حلق سے آواز نکلی تو جھلاکت دوں
 گی....." جو یانے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس لپکا
 بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے سیدھا کر کے بٹھا دیا۔ رابرٹ کی حالت
 بے حد غراب ہو رہی تھی۔

"ہپ ہپ پانی۔ پانی....." رابرٹ نے کر بیٹھے ہوئے کہا۔
 "مل جائے گا پانی پیلے بناؤ نفلادو کہاں ہے اور سن لو اس بار اگر تم
 نے نفی میں جواب دیا تو دوسری آنکھ کا بھی پیلے جیسا حشر ہوگا۔" جو یانے
 نے غراتے ہوئے کہا۔

"نفلادو گریٹ لینڈ کی ریڈیو جنسی کی سیشنل اجنٹ ہے۔ وہ وہاں
 کسی خاص مشن میں مصروف ہے۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ ہمیں تو
 حکم دیا گیا تھا کہ کاغذات تیار کر کے ریکارڈ میں ایسے اندراجات کر دینے
 جائیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ چھٹی پر گریٹ لینڈ چلی گئی ہے اور سب
 کو یہی بتایا جائے کہ وہ چھٹی پر گریٹ لینڈ چلی گئی ہے۔ اس مجھے استہابی
 معلوم ہے....." رابرٹ نے کر بیٹھے ہوئے اور ڈوبتے ہوئے لہجے میں
 جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی اور وہ ایک بار
 پھر پہلو کے بل صوفے پر گر گیا۔ جو یانے فخر ایک طرف رکھا اور ٹھٹھ
 ہاتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ
 میں ہاتھ روم کی صفائی کے لئے استعمال ہونے والا لٹک موجود تھا۔ وہ
 اس میں پانی بھر لائی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب اگر رابرٹ کو

ایک ہی جھٹکے سے جہاری آنکھ کا ڈھیلا کر کر باہر آکرے گا۔ اس کے
 بعد دوسری آنکھ کی باری آئے گی اور پھر تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
 اندھیروں میں ڈوب جاؤ گے اور اساتو تم جانتے ہی ہو کہ کئی ہونی آنکھ
 کا علاج ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس کے بعد جہاری زندگی کس
 طرح عذاب میں گزرے گی اس کا تصور تم آسانی سے کر سکتے ہو۔
 جو یانے انتہائی سردیوں میں تیز دھا اور باریک نوک والے خنجر کو اس
 کی آنکھوں کے سامنے ہراتے ہوئے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم میں سچ کہہ رہا ہوں....." رابرٹ نے کہا
 لیکن اسی لمحے جو یانے کا ہاتھ گھوما اور کہہ رابرٹ کی تیز اور کر بناک چیخ سے
 گونج اٹھا۔ جو یانے کے ہاتھ میں موجود خنجر کی نوک رابرٹ کی بائیں آنکھ
 میں گھس چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ڈھیلا کر کر باہر آکر اور
 رابرٹ ایک اور چیخ مار کر بے ہوش ہو کر سائینڈ میں گر گیا۔ جو یانے
 فخر کو رابرٹ کے لباس سے پونہ اٹھا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف
 بڑھ گئی۔ اسے خطرہ تھا کہ رابرٹ کی چیخ کی وجہ سے کوئی اس طرف نہ
 جائے لیکن جب کچھ رابرٹ دروازے کی دوسری طرف سے کوئی آواز نہ
 سنائی دی تو جو یانے مطمئن انداز میں سر ملادیا اور واپس مڑائی اور
 ایک بار پھر اس نے بے ہوش پڑے رابرٹ کا ناک اور منہ دونوں
 ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد رابرٹ کے جسم میں ایک بار بج
 حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو جو یانے نیچے ہٹ کر دوبارہ کمر ہی ہ
 بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد رابرٹ کی اکھٹی بیچ جانے والی آنکھ کھلی اور

پانی نہ پلایا گیا تو وہ ہوش میں ہی نہ آسکے گا۔ اس نے اس کا چہرہ سیدھا کیا پھر ایک ہاتھ سے اس کے جڑے بھینچے اور لگ میں موجود پانی اس کے حلق میں اندیلتا شروع کر دیا۔ پانی جب رابرٹ کے حلق سے نیچے اترا تو اس کا بگڑا ہوا چہرہ نادرل ہونے لگ گیا۔ باقی پانی جو یانی نے اس کی آنکھ پر اندیل دیا۔ چند لمحوں بعد رابرٹ ایک بار پھر کراہتا ہوا ہوش میں آگیا۔ تو جو یانی نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک بار پھر سیدھا کر کے بٹھا دیا۔

اب اگر بے ہوش ہوتے تو پھر ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاؤ گے۔ جو یانی نے خراتے ہوئے کہا۔

تم نے بتا تو دیا ہے اب تو مجھے چھوڑ دو..... رابرٹ نے اس بار تقریباً روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

ابھی تم نے صرف ابتدائی باتیں بتائی ہیں۔ مجھے ہر صورت میں غلاو کو ٹریس کرنا ہے اس لئے اگر تم دوسری آنکھ پھانچا لہتے ہو تو اس بارے میں کوئی درست ٹپ دو۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے ٹپ غلط دی تو پھر چاہے تم پتال میں ہی کیوں نہ چھپ جاؤ۔ موت تم تک پہنچ جائے گی..... جو یانی نے استہائی سرد لہجے میں کہا۔

تم۔ تم کون ہو..... رابرٹ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔
سوال مت کرو در۔۔۔ مجھے غصہ آجائے گا اور انیک لہجے میں جہار اٹکا کہت سکتا ہے۔ بولو کوئی ٹپ دو جس کے ذریعے تسمی طور پر غلاو کو ٹریس کیا جاسکے..... جو یانی نے خراتے ہوئے کہا۔

w

ٹپ۔ ٹپ..... رابرٹ نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سوچ رہا ہو۔ پھر چند لمحوں بعد وہ بے اختیار چونک کر پڑا۔

ایک ٹپ ذہن میں آتی ہے۔ اس کے یہاں کے رائل کلب کے مینبر آسٹن سے بڑے گہرے تعلقات تھے وہ اس سے بہت ملتا رہتا تھا۔ اکثر آسٹن یہاں سفارت خانے میں بھی اس سے ملنے آتا تھا۔ ہو سکتا ہے اسے معلوم ہو۔ دراصل مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے کیونکہ میں نے کبھی اس کے معاملات میں دخل نہیں دیا۔ رابرٹ نے کہا اور جو یانی سمجھ گئی کہ رابرٹ جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے اب اس پر مزید وقت ضائع کرنا حماقت ہے۔ سہتا پچھ وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور کینٹی پر ضرب کھا کر رابرٹ ایک بار پھر جھٹکا ہوا نیچے صوفے پر دوسرے پہلو کے بل گر اور پھر لڑھک کر نیچے قالین پر جا گر۔ جو یانی کلات حرکت میں آئی اور اس ضرب نے رابرٹ کے حرکت کرتے ہوئے جسم کو ساکت کر دیا۔ جو یانی نے خنجر اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر قالین پر پڑے ہوئے رابرٹ کو گھسیٹ کر اس نے صوفے کے عقب میں ڈالا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازے کی پختھی کھولی اور دروازہ کھول کر باہر آگئی۔ باہر برآمدے اور نیچے پورج میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ الٹے پھانگ کے پاس بیٹے ہوئے کمرے کے دروازے کے پاس وہی نوجوان جس نے پھانگ کھولا تھا موجود تھا۔ کمرے کا دروازہ خاصا

اس نے ایک بیگ نکال کر سیٹ بند کی اور بیگ اس پر رکھ کر اس نے اسے کھولا۔ بیگ کے اندر ایک مختلف ڈیزائن اور رنگ کا لباس اور میک اپ باکس موجود تھا۔ جو یانا نے بن دبا کر کار کے شیشوں پر مرکری پیلیٹیں چڑھائیں۔ سلسلے اور بچھے والی ونڈ سکرین پر۔ بھی مرکری پیلیٹڈ شیشے کی شیشیں چڑھ گئی تھیں۔ اس طرح باہر سے جاہے کوئی شیشے کے ساتھ آنکھ لگا کر بھی دیکھے تب بھی اندر نظر نہ آسکتا تھا جب کہ اندر سے باہر آسانی سے دیکھا جاسکتا تھا۔ گو اس ذخیرے میں کسی کے آنے کا کوئی سوال نہ تھا لیکن اس کے باوجود جو یانا نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کیا تھا۔ اس نے اپنی کار میں یہ سارا سسٹم خصوصی طور پر نصب کرایا ہوا تھا کیونکہ مشن کے دوران اکثر اسے لباس تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی ویسے بھی اس خصوصی طور پر تیار کردہ کار میں اور بھی بہت سے جدید سسٹم موجود تھے جن میں آٹو نیٹک کھراؤ سنسر پیلیٹوں کی تبدیلی۔ خفیہ مشین گنیں نازوں پر بلٹ پروف کور جیسے سسٹم اس نے نصب کر رکھے تھے مرکری پیلیٹڈ شیشے چڑھانے کے بعد جو یانا نے کار کے اندر ہی لباس تبدیل کیا۔ اس کے بعد میک اپ باکس میں موجود سامان کی مدد سے اس نے اپنا میک اپ تبدیل کیا۔ میک اپ میں وہ ایکریمین خضار عورت لگتی تھی۔ میک اپ تبدیل کر کے اس نے پہلے والا لباس اور میک اپ باکس دوبارہ بیگ میں رکھ کر اسے سیٹ کے نیچے بیٹھے ہوئے باکس میں رکھا اور سیٹ بند کر کے اس نے ڈیش بورڈ دکھلا اور

بھاری تھا اس لئے شاید رابرٹ کی جینٹیں باہر سنائی نہ دیں۔ جو یانا نے دروازہ بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی پورج میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔ اسے کار کی طرف بڑھتے دیکھ کر نوجوان نے جلدی سے اٹھ کر پھاٹک کھول دیا۔ جو یانا جب کار میں بیٹھنے لگی تو اندرونی طرف سے وہی مسکلاؤی تیزی سے باہر آیا۔

”صاحب باہر نہیں آئے میڈم“..... مسکلاؤ دردی نوجوان نے جو یانا سے مخاطب ہو کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس کی نظریں ڈرائنگ روم کے بند دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے تیز ذہن کے آثار نمایاں تھے جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ ڈرائنگ روم میں جانے یا نہ جانے۔

”وہ اہم کاغذات کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے“..... جو یانا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو نوجوان کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرائے اور اس نے اس انداز میں سر ہلادیا جیسے اب وہ ذہنی گفتگو سے آزاد ہو گیا ہو۔ جو یانا نے کار سٹارٹ کی اور دوسرے لمحے تیزی سے کھلا ہوا پھاٹک کر اس کے کے وہ سائینڈر پر مزی اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کالونی کی چیکنگ پوسٹ کو کر اس کرتی ہوئی شہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کافی آگے آنے کے بعد اس نے کار سڑک کی سائینڈر پر موجود گھنٹے دو خستوں کے ایک چھوٹے سے ذخیرے کی طرف سوڑی۔ ذخیرے میں پہنچ کر اس نے سائینڈر سیٹ کو اٹھایا اور نیچے بیٹھے ہوئے باکس میں

اس کے اندر ہاتھ ڈال کر پتہ بین دبائے تو ایک چھوٹی سی بیٹھ باہر آگئی جس پر چھوٹے بڑے کئی رنگوں کے بین لگے ہوئے تھے۔ جو یا نے یکے بعد دیگرے دو بین پریس کیے اور بیٹھ کو واپس ڈیش بورڈ کے اندر سائیڈ میں فٹ کر کے ڈیش بورڈ بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مرکزی پیٹنڈ شیٹوں کو رورس کرنے والا بین پریس کیا تو مرکزی پیٹنڈ شیٹے غائب ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی جو یا نے کار سنارٹ کی اور اسے سوز کر واپس سڑک کی طرف لے گئی۔ اسے معلوم تھا کہ کار کا نہ صرف رنگ تبدیل ہو چکا ہے بلکہ اس کی نمبر بیٹھ بھی اب جیلے سے مختلف ہو چکی ہوگی۔ یہ سب کچھ اس نے اس لئے کیا تھا کہ رابرٹ کا تعلق سفارت خانے سے تھا اور رابرٹ نے ظاہر ہے ہوش میں آتے ہی پولیس کو اس کا حلیہ اور لباس کی تفصیلات بتا دینی ہیں اور اس کے ملازموں نے کار کا رنگ ماڈل اور نمبر وغیرہ پولیس کو نوٹ کرا دینے ہیں اور جو یا جانتی تھی کہ پولیس سفارت خانے کے معاملات میں بے حد تیزی دکھاتی ہے لیکن اب ظاہر ہے وہ اگر دو بارہ رابرٹ کی کوٹھی کار لے کر پہنچ جائے تو رابرٹ اوز اس کے ملازم بھی اسے نہ پہچان سکیں گے۔ اس طرح جو یا اب اطمینان سے اپنی کار روانی مکمل کر سکتی تھی اس کی کار کا رخ اب راس ہولس کی طرف تھا۔ وہ اب جلد از جلد اس کلب کے نیچر آسن تک پہنچنا چاہتی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد جو یا راس کلب کی چار منزلہ جدید تعمیر شدہ شاندار عمارت کے کپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی یہ کلب پاکیشیا کے اعلیٰ طبقے

کے افراد کا پسندیدہ ترین کلب تھا۔ گویاں کی ممبر شپ محدود تھی لیکن گیٹ کے نام پر مخصوص رقم کی ادائیگی کے بعد کوئی بھی اس کلب میں آ جا سکتا تھا۔ پارکنگ میں جدید ماڈل کی رنگ برنگی کاروں کی خاصی تعداد موجود تھی۔ جو یا نے اپنی کار ایک خالی جگہ پر روکی اور نیچے اتر آئی۔ پارکنگ بوئے نے جلدی سے کار ڈاس کے حوالے کیا تو جو یا نے اسے پارکنگ فیس کے ساتھ بھاری ٹپ بھی دی یہاں پارکنگ فیس پیشگی وصول کی جاتی تھی۔ جو یا جو تک پہنچے بھی کئی بار یہاں آچکی تھی اس لئے اسے یہاں کے اصولوں کا علم تھا۔ ویسے وہ اور سیکرٹ سروس کے بیشتر ارکان اس کلب کے باقاعدہ ممبرز تھے۔ ہر کلب ممبر کو مخصوص نمبر اور کوڈ دیا جاتا تھا۔ ممبرز کے لئے مخصوص گیٹ پر باقاعدہ کمیونٹی نصب تھا جن میں ہر جانے والا اپنا مخصوص نمبر اور کوڈ لیا کرتا تھا تو دروازہ خود بخود کھل جاتا تھا جب کہ کمیونٹی کے لئے علیحدہ دروازہ تھا جہاں ساتھ ہی انیک کاؤنٹر بنا ہوا تھا۔ وہاں ایک روز کے لئے بھاری رقم کی ادائیگی کے بعد اندر جانے کے لئے خصوصی کارڈ ملتا تھا اور یہ کارڈ وہاں نصب مخصوص ضلعے میں ڈالا جاتا تو دروازہ کھلتا تھا۔ باہر جانے کے لئے علیحدہ ڈبل ڈور تھے جو صرف باہر جانے کے لئے کھلتے تھے وہاں سے اندر کوئی نہ جا سکتا تھا۔ کلب کی آرائش و زیبائش انتہائی شاندار تھی اور یہاں کا ماحول اس قدر پرسکون ہوتا تھا کہ تھکا ہوا اور اعصابی دباؤ کا شکار آدمی کلب میں داخل ہوتے ہی اپنے آپ کو خوش و خرم اور تازہ دم محسوس کرنے لگتا تھا۔ ویسے یہاں دنیا بھر میں

سفارت خانے کے سینئر سیکرٹری مسز رابرٹ کا پیغام آپ تک پہنچانا چاہتی ہیں..... کاؤنٹر گرل نے نوہا نے سچے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے سن کر اس نے ریسور کھ دیا۔

شیجر صاحب دس منٹ بعد آپ سے ملاقات کریں گے آپ تشریف رکھیں..... لڑکی نے کہا۔

"ان کے آفس کے ساتھ دیشنگ روم ہو گا میں وہاں بیٹھ جاتی ہوں....." جو یانے کہا کیونکہ جو یانے سمجھ گئی تھی کہ دس منٹ شیجر نے اس لئے نہیں تاکہ اس دوران وہ رابرٹ کو فون کر کے اس سے گفتگو کرے اور وہی بات نہیں چاہتی تھی۔

"یس میڈم....." کاؤنٹر گرل نے کہا اور ایک سائینل پر کھڑے ہوئے نوجوان کو اشارے سے بلایا۔ باوردی نوجوان کے سینے پر سپر دائرہ کا بیج لگا ہوا تھا۔

"میڈم کو شیجر صاحب کے آفس دیشنگ روم تک چھوڑ آؤ۔" کاؤنٹر گرل نے جو یانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سپر دائرہ سے کہا

"کیسے میڈم....." سپر دائرہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جو یانے سے کہا اور تیزی سے ایک راہداری کی طرف مڑ گیا۔ جو یانے کاؤنٹر گرل کا شکر یہ ادا کیا اور سپر دائرہ کے پیچھے چلتی ہوئی اس راہداری کی طرف بڑھ گئی۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر شیجر کی پیلٹ لگی ہوئی تھی۔ سپر دائرہ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور ایک سائینل پر ہٹ گیا۔ جو یانے اندر داخل ہوئی تو ایک خاصا بڑا دیشنگ روم

پائی جانے والی ہر قسم کی شراب اور دیگر مشروبات کے علاوہ پوری دنیا کے مشہور کھانے بھی ملتے تھے۔ اس کے علاوہ کلب میں خصوصی طرز کے بنے ہوئے بمقابلے والے حماموں سے لے کر اسپیشل روز تک موجود تھے۔ مزیکہ یہاں ہر وہ بہولت سمرز کو مہیا کی جاتی تھی جس کا کوئی آدمی تصور نہ کر سکتا تھا۔ جو یانے ممبر ڈیگٹ سے اندر داخل ہوئی تو میں ہال آدھے سے زیادہ بھر چکا تھا جس میں مقامی اور عورتوں کے علاوہ غیر ملکی عورتوں اور مردوں کی تعداد بھی کافی نمایاں تھی۔ جو یانے تیز قدم اٹھاتی ایک سائینل پر بنے ہوئے وسیع و عریض کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی جہاں چار مقامی عورتیں اور دو غیر ملکی عورتیں موجود تھیں۔

"یس میڈم....." جو یانے کاؤنٹر پہنچتے ہی ایک غیر ملکی لڑکی نے جو یانے سے مخاطب ہو کر کہا جو تکہ جو یانے ایک مینس میک اپ میں تھی اس لئے اسے غیر ملکی لڑکی نے ہی انڈ کیا تھا۔

"شیجر مسز اسٹن سے ملنا ہے۔ گریٹ لینڈ سفارت خانے کے سینئر سیکرٹری مسز رابرٹ کا ایک پیغام دینا ہے....." جو یانے جواب دیا۔

"میں معلوم کرتی ہوں....." کاؤنٹر گرل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر پر موجود دائرہ کام کا ریسور اٹھا کر اس نے کچے بعد دیگرے دو بین بریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے کیسے بول رہی ہوں۔ ایک ایک مینس خاتون تشریف لائی ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں ان کا کہنا ہے کہ گریٹ لینڈ کے

درشت لہجے میں اندر آنے والی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا تو نیچر نے بھی ہاتھ کے اشارے سے اسے واپس جانے کا کہہ دیا اور لڑکی خاموشی سے باہر چلی گئی۔

جہاں انام آسن ہے..... جو یانے میز کے قریب جا کر اسی طرح درشت لہجے میں کہا۔

”ہاں مگر آپ کون ہیں..... آسن نے بھی تدرے تلخ لہجے میں کہا دو اب کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں پھلتی چلی گئیں اور اس کے حلق سے گھنی گھنی سی چیخ نکلی جب جو یانے اچانک اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر پلک جھپکنے میں میز کی سائٹیڈ سے کھینچ کر ایک سائٹیڈ پر بڑے ہڈے صوفے کی طرف دھکیل دیا۔

”ادھر آؤ بیٹھو میں نے تم سے اہتہائی سیکرٹ بات کرنی ہے اور میرے پاس وقت نہیں ہے..... جو یانے اہتہائی کر شت لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جو یانے کے دھکے سے صوفے پر گر پڑنے والا نیچر سنبھلتا جو یانے میز پر رکھے ہوئے فون اور انز کام دونوں کے رسیور اٹھا کر میز پر رکھ دیتے اور واپس نیچر کی طرف مڑ گئی۔

”سنو آکر تم نے میرے سوال کا جواب دینے میں ایک لمحے کے لئے بھی ہنگامہ نہ کیا تھا تو دوسرے لمحے جہاں گردن اس طرح کٹ چکی ہو گی جس طرح تار سے صابن کٹتا ہے..... جو یانے جیکٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکال کر اس کی نوک نیچر کی گردن پر رکھتے ہوئے اہتہائی منت لہجے میں کہا۔ تو نیچر کی حالت دیکھنے والی ہو

تھا جس میں صوفوں پر کئی سرد اور عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ مگر دیوار میں ایک اور دروازہ تھا جس پر نیچر آسن کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ اس کے باہر ایک کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک غیر ملکی لڑکی سلٹے فون رکھے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی۔ جو یانے سیدھی اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

”میں میڈم..... لڑکی نے چونک کر جو یانے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن جو یانے کوئی جواب دینے بغیر آگے بڑھی اور نیچر کے آفس کے دروازے کو دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

”یہ... یہ کیا رک جلتیے..... لڑکی نے گھبرا کر کھڑے ہوئے ہوئے کہا لیکن جو یانے اندر داخل ہو چکی تھی۔ اہتہائی خوبصورت انداز میں کچے ہوئے آفس میں ایک بڑی سی ڈنری میز کے پیچھے ایک نوجوان تھری بیس سوٹ میں طپوس کرسی پر بیٹھا رسیور کان سے لگائے ہوئے تھا۔ اس نے چونک کر جو یانے کی طرف دیکھا اور پھر جلدی سے رسیور کو نیا۔

”آپ بغیر اجازت..... نیچر نے ہونٹ کاتتے ہوئے جو یانے سے مخاطب ہو کر کہا جو بڑے اطمینان سے اس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسی لمحے معتبی دروازہ کھلا اور باہر کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی لڑکی اندر داخل ہوئی۔

”باس یہ خاتون..... لڑکی نے احتجاج کرتے ہوئے کہنا چاہا۔
”واپس جاؤ۔ ات از ملپ سیکرٹ..... جو یانے میز پر اہتہائی

لحے میں گردن کاٹ دوں گی..... جو لیانے غزاتے ہوئے کہا اس کے
لحے میں اس بار اس قدر سرد مہری تھی کہ آسمن کے جسم نے جھٹکے
کمانے شروع کر دیے۔

”وہ وہ کل وہاں بیٹھے گی۔ وہ سیاہوں کے ایک گروپ کے ساتھ گئی
ہے۔ یہ سب خصوصی ویگن پر گئے ہیں۔ ٹاپ دسے نرینوں تک۔ ایجنسی
کے گروپ کے ساتھ..... آسمن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں تیز تیز
بولتے ہوئے کہا۔

”میں پوچھ رہی ہوں یہ ناہنگ کہاں ہے..... جو لیانے غزاتے
ہوئے کہا۔

”شمالی علاقوں کے انتظام پر شرگران کا سرحدی قصبہ ہے۔ سیاح
وہاں جا سکتے ہیں خصوصی پر مشمولے کر..... آسمن نے جواب دیا۔
”جہیں کیسے معلوم ہوا ہے یہ سب کچھ جلدی بتاؤ..... جو لیانے
کہا۔

”مجھے فلادور نے خود بتایا تھا۔ وہ کل صبح یہاں سے روانہ ہوئے ہیں
اس سے ایک روز پہلے فلادور نے بورادون میرے ساتھ گزارا تھا۔
آسمن نے جواب دیا۔

”کیا وہ اصل جہرے سے گئی ہے یا کسی میک اپ میں گئی ہے۔“
جو لیانے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم ہاں جب وہ میرے پاس آئی تھی تو میک اپ
میں تھی۔ ایک ریمن بی ہوئی تھی۔ بعد کا مجھے علم نہیں ہے..... آسمن

گئی۔

”آب آپ کون ہیں۔ یہ کیا۔ کیا طریقہ ہے.....“ میجر نے
پوچھا۔ ہونے لہجے میں کہنا چاہا تو جو لیانے میجر پر دباؤ ڈال دیا تو میجر
کے حلق سے چیخ سی نکلی۔ اس نے بے اختیار اٹھنے اور ہاتھ اٹھا کر میجر پر
ڈالنے کی کوشش کی۔

”خبردار اگر حرکت کی تو..... جو لیانے غزاتے ہوئے کہا تو میجر
پینکٹ بے حس و حرکت ہو گیا۔ اب اس کے جہرے پر پینکٹ شدید
خوف کے تاثرات ابھرتے تھے۔ شاید وہ اب جو لیانے اس انداز اور
بے باکی سے خوف زدہ ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جو لیانے کے جہرے
پر پینکٹ جو مسفاکی سی ابھرتی تھی اس نے بھی میجر کے حواس پر اثر ڈالا تھا۔
”فلادور کہاں ہے بولو..... جو لیانے اسی طرح غزاتے ہوئے کہا۔

”نف نف فلادور۔ مم مم مجھے.....“ میجر نے ہراساں سے لہجے میں
کہنا شروع کیا۔

”خبردار اگر نہیں کا لفظ استعمال کیا۔ بتاؤ کہاں ہے وہ۔“ جو لیانے
اس کی بات کو کالتے ہوئے میجر کی نوک پر اور دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا
اور میجر کی گردن سے خون کی لکیر سی بہہ کر اس کے کالر میں جذب
ہونے لگ گئی۔ میجر کے جہرے پر اب خوف کے ساتھ ساتھ تکلیف
کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”وہ۔ وہ ناہنگ گئی ہے.....“ اچانک میجر کے منہ سے نکلا۔
”ناہنگ وہ کہاں ہے کب گئی ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“ ایک

نے جواب دیا۔

”جہاں اب اس سے رابطہ ہو سکتا ہے..... جو لیا نے ہونے۔
پہناتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں وہ تو سفر میں ہوگی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ایک ہفتے بعد
واپس آئے گی۔..... آسن نے جواب دیا تو جو لیا بچھے ہٹ گئی۔

”اب سن لو۔ اگر تم نے کسی کو بھی میرے متعلق بتایا تو دوسرا
سانس نہ لے سکو گے۔ ایک بریبا کے دس پیشہ ور قاتل مسلسل جہاڑی
نگرانی کریں گے اور میرے ایک اشارے پر اندھیرے سے آنے والی
گولی جہاڑا خاتمہ کر سکتی ہے اس بات کو یاد رکھنا..... جو لیا نے
غزاتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔ تمھوڑی در بعد
وہ اپنی کار میں پھنسی تیزی سے اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی
وہ لب ایکسٹو کو ساری رپورٹ دیتا چاہتی تھی تاکہ فلاح کو تباہ تک میں
داخل ہونے سے پہلے بچا جا سکے۔

عمران رانا ہاؤس میں پہنچ کر جیسے ہی کار سے اترا سلسلے برآمدے میں
کھڑا ہوا ٹانگی تیزی سے آگے بڑھا۔
”مخود خان کو میں لے آیا ہوں ہاں..... ٹانگی نے کہا۔
”گڈ کوئی پرابلم تو پیش نہیں آیا..... عمران نے تمھیں آسیراجے
میں کہا۔

”نوسر۔ میں نے ماسڑکی سے دروازہ کھولا اور اچانک اس کے سر پر
پہنچ گیا اسے بے ہوش کر کے میں نے خفیہ راستہ تلاش کیا اور پھر اس
رستے سے اسے ہوٹل سے باہر لے آیا۔ وہاں آؤٹ وے کے قریب میں
نے اسے لٹایا اور جا کر اپنی کار وہاں خفیہ آؤٹ وے میں پہنچائی اور اسے
کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان ڈال کر کہاں پہنچا دیا..... ٹانگی نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا وہ عمران کے پیچھے چلتا ہوا اندرونی طرف کو
بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تمھوڑی در بعد عمران زبردوم میں پہنچ گیا جہاں کرسی

پر ایک آدمی راڈز سے بکڑا ہوا موجود تھا لیکن اس کا چہرہ مختلف تھا۔
کمرے میں جو ذف پہلے سے موجود تھا۔

اس کا میک اپ واٹش کر د جو ذف عمران نے جو ذف سے
کہا اور ٹائیکر کو اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ خود بھی ایک
کرسی پر بیٹھ گیا۔ جو ذف نے ایک الماری سے میک اپ واٹر نکالا اور
اسے لا کر محمود خان کے چہرے پر فٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔
تھوڑی دیر بعد جب اس نے واٹر ہٹایا تو محمود خان اصل چہرے میں آچکا
تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم میں حرکت کے آثار بھی ابھرتے
تھے۔ شاید میک اپ واٹر کی مخصوص بمباب نے اسے ہوش دلا دیا تھا
جو ذف میک اپ واٹر اٹھانے واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند
لمحوں بعد محمود خان نے کہہ دیا ہونے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو اس کی
آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ وہ پوری طرح ہوش
میں آ گیا اور اس نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی آنکھیں کی کوشش کی
لیکن ظاہر ہے راڈز میں بکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ
گیا۔

تم تم۔ تم۔ تم۔ تم میرا مطلب ہے تم کون ہو اور یہ میں کہاں
ہوں محمود خان نے بو کھلائے ہوئے انداز میں سانسے بیٹھے
ہوئے زبان فر سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ذہنی طور پر نجات دوشیار ہو محمود خان۔ تجھے پہچان لینے کے باوجود
تم میرا نام لیتے لیتے اس لئے بات بدل گئے ہو کہ اس میک اپ میں

ظاہر ہے تم مجھے نہیں پہچان سکتے تھے عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

محمود خان کون محمود خان۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو محمود خان
نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

تم اب اصل چہرے میں ہو۔ تمہارے چہرے سے میک اپ
صاف ہو چکا ہے اور تمہارا یہ چہرہ صرف میں ہی نہیں پاکیشیا کے لاکھوں
لوگ پہچانتے ہیں۔ استنبانی شریف جی اور غریبوں کا ہمدرد چہرہ۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مہم میرا نام تو ایم کے خان ہے۔ میں تو محمود خان نے
رک رک کر کہا۔

جو ذف اسے آئینہ دکھا دو ورنہ یہ یونہی وقت ضائع کرتا رہے
گا عمران نے مزہ کر جو ذف سے کہا تو جو ذف سر ملاتا ہوا اڑا اور اس
نے ایک بار پھر الماری کھولی اور اس میں سے آئینہ نکال کر وہ محمود خان
کی طرف مزایا جو ہونٹ چھینچنے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آئینہ اس
کے چہرے کے سانسے کر دیا۔

اچھی طرح دیکھ لو کہ تم کس چہرے میں ہو عمران نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے جو ذف کو ہٹ جانے کا اشارہ کیا جو ذف
نے آئینہ ہٹایا اور واپس الماری کی طرف مڑ گیا۔

الماری سے کوڑا بھی نکالا لانا جو ذف۔ محمود خان صاحب شاید اپنے
مضبوط اعصاب کا مظاہرہ کرنا پسند کریں عمران نے جو ذف سے

"یہ آخر تم کیسے نام لے رہے ہو۔ مجھ کسی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم اور سنو تم نے مجھے اس طرح کیوں جکڑ رکھا ہے۔ تم جانتے نہیں ہو کہ میں کس قدر اہم شخصیت ہوں۔ چمڑو مجھے روٹنہ محمود خان اللہ دھمکیوں پر اترا آیا تھا۔"

"جوزف..... عمران نے پاس کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔"

"میں پاس..... جوزف نے فوراً ہی جواب دیا۔"

"محمود خان کی ایک آنکھ نکال دو..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔"

"میں پاس..... جوزف نے جواب دیا اور تیزی سے محمود خان کی طرف بڑھنے لگا۔"

"کیا۔ کیا مطلب..... محمود خان دیو ہیکل جوزف کو اس جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بول پڑا۔"

"مطلب ابھی تمہیں سمجھ آجائے گا..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اسی لمحے جوزف نے اپنی موٹی سی انگلی کو نیزے کی طرح سیدھا کیا اور دوسرے لمحے کرہ محمود خان کے حلق سے ٹکٹنے والی اجنبی کر بناک چمچ سے گونج اٹھا۔ جوزف نے اجنبی سرد مہری اور بے رحمی سے انگلی اس کی دائیں آنکھ میں داقتی کسی نیزے کی طرح مار دی تھی۔"

دوسرے لمحے اس نے انگلی داہیں کھینچی تو محمود خان کے حلق سے بے درپے چمچیں ٹکٹنے لگیں۔ وہ سر، طرح ادھر ادھر سر مار رہا تھا۔ اس کا پورا

کہا اور جوزف نے اجنبات میں سر ملادیا۔
"تم..... تم نے مجھے کیوں قید کیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے میں محمود خان ہوں اور اپنے سیاسی دشمنوں سے بچنے کے لئے میں میک اپ کر کے ہوٹل میں چھپا ہوا تھا لیکن یہ کوئی جرم تو نہیں..... محمود خان نے کہا۔"

"ہاں واقعی یہ جرم نہیں ہے لیکن غیر ملکی ہجرتوں سے مل کر وزارت دفاع کے ریکارڈز روم سے اجنبی اہم فائل اڑوانا ایسا بھیانک جرم ہے محمود خان کہ تم تو تم جہاری آئندہ نسلیں بھی اس کا فیاضہ بھگتتی رہیں گی..... عمران کا لہجہ ٹکٹت۔"

"کیا کہہ رہے ہو تم..... مجھ جیسا آدمی اپنے ملک کے خلاف کیسے کوئی جرم کر سکتا ہے..... محمود خان نے ترش لہجے میں کہا۔ وہ اب ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکا تھا۔"

"فلاور کو جانتے ہو..... عمران نے پوچھا۔"

"کون فلاور..... محمود خان نے چونک کر پوچھا۔"

"گریٹ لینڈ سفارت خانے کی تھرڈ سیکریٹری..... عمران نے کہا۔"

"میرا کسی سفارت خانے سے کیا تعلق..... محمود خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔"

"پروفیسر فضل حسین سے تو یقیناً تم واقف ہو گے..... عمران نے کہا۔"

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔" نکت محمد خان نے گھگھکیاتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر جو ذف کو رک دیا۔ جو ذف عمران کا اشارہ ملتے ہی اس طرح رک گیا جیسے کوئی روٹ کر ختم ہو جانے پر رک جاتا ہے۔

"دیکھو محمد خان تم جس جگہ موجود ہو جہاں ہمیں ہر وہ بات بتانی پڑے گی جو میں پوچھوں گا وہ نہ جہاری ایک ایک بڑی توڑی جاسکتی ہے۔ ناک کان اور زبان کافی جاسکتی ہے۔ دونوں آنکھیں نکالی جاسکتی ہیں۔ اس کے بعد جہارے بے حس و حرکت جسم کو کسی بھی فنٹ ہاتھ پر پھینکا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد جب تم پر لکھیاں بھینچنا میں گی اور تم انہیں ہٹا بھی نہ سکو گے نہ بول سکو گے نہ کسی کو بتا سکو گے کہ تم کون ہو۔ لوگ جہاری حالت دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر کر چلے جائیں گے تو پھر ہمیں احساس ہو گا کہ زندگی کس قدر خوفناک ہوتی ہے اور جہاں ہمارا ہاتھ روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ میں نے صرف ایک اشارہ کیا ہے اور جہاری ایک آنکھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے لیکن ابھی جہاری دوسری آنکھ موجود ہے اور جہارے جسم کی ساری بڑیاں ابھی تک سلاطنت ہیں۔ ابھی تم آسان زندگی گزار سکتے ہو۔ لیکن اگر تم نے اب میرے سوالوں کے درست جواب نہ دیے تو میں اٹھ کر چلا جاؤں گا اور اس کے بعد جہارے ساتھ وہی کچھ ہو گا جو کچھ میں نے پہلے بتایا ہے۔ بولو تم کیا چاہتے ہو؟" عمران نے اہتائی سرود لہجے میں کہا تو محمد خان کا جسم خوف کی شدت سے جھٹکے کھانے لگ گیا

جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے اسے اچانک جازے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو اس کی آنکھ سے خون اور مواد بہ رہا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی اہتائی شدت سے بری طرح سج ہو گیا تھا۔ دوسری آنکھ بند تھی اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی وہ تکلیف کی اہتائی شدت برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ جو ذف نے اطمینان سے اپنی خون میں تھری ہوئی انگلی محمد خان کے لباس سے صاف کرنا شروع کر دی۔

"اے ہوش میں لے آؤ لیکن خیال رکھنا اس کے جہرے نہ ٹوٹیں کیونکہ ابھی اس نے میرے بہت سے سوالوں کے جواب دیئے ہیں۔" عمران نے جو ذف سے کہا اور اس کے ساتھ ہی جو ذف نے ایک ہاتھ سے محمد خان کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر لگاتار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے گو وہ اپنی طرف سے عمران کی بد امت کے مطابق آہستہ آہستہ تھپڑ مار رہا تھا لیکن اس کا آہستہ تھپڑ بھی محمد خان کے لئے اہتائی زور دار ثابت ہوا تھا۔ تھپڑ دوسرے تھپڑ بری محمد خان جمع مار کر ہوش میں آ گیا اور جو ذف پیچھے ہٹ گیا۔

"ہمیں اندازہ ہو گیا ہو گا محمد خان کہ تم کس قدر اہم شخصیت ہو۔" عمران نے سر دھلے میں کہا۔

"تم۔ تم۔ تم قالم بے درد سفاک آدمی ہو۔ تم۔ تم۔" محمد خان نے نکتیت بذیاتی انداز میں پتختے ہوئے کہا۔

"جو ذف اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دو۔" عمران نے اہتائی سرود لہجے میں کہا تو جو ذف ایک بار پھر محمد خان کی طرف بڑھنے لگا۔

کہاں ہے..... عمران نے کہا تو محمود خان کی نک جانے والی اگھڑی آنکھ
حیرت سے پھیلتی چلی گئی۔
تم۔ تمہیں کیسے یہ سب کچھ معلوم ہو گیا..... محمود خان نے
کہا۔

میرے پاس اس کے حتمی ثبوت موجود ہیں۔ ہمیں شاید معلوم
نہ ہو کہ پروفیسر فضل حسین ذاتی ڈائری لکھنے کا عادی تھا اور اس نے
ڈائری میں سب کچھ لکھ دیا۔ پھر مرتے وقت اس نے اپنے خون سے
فرش پر فلادور، گریٹ لینڈ کے سفارت خانے اور قاتل کے بارے میں
نفاذیہ کی رڈی تھی۔ اس کے علاوہ وزارت دفاع کے ریکارڈروم میں
ایک مختصر کیریور نبھ تھا جس میں ایسی تکنیک موجود ہے کہ چاہے
کیسا ہی میک اپ کیوں نہ کیا گیا ہو وہ اصل ہجرے کی فلم بنا لیتا ہے
اس طرح فلادور کی وہاں ساری کارروائی کی فلم بندی ہو گئی جس کا علم
فلادور کو بھی نہیں ہوا۔ یہ تمام ثبوت ہمیں اور فلادور دونوں کو پھانسی
کے پھندے پر لٹکا سکتے ہیں لیکن اگر تم مجھے بتا دو کہ فلادور اور قاتل
کہاں ہے تو میرا وعدہ کہ تمہارے خلاف ثبوت عدالت میں پیش نہ کیے
جائیں گے اور نہ تم پر کوئی مقدمہ قائم کیا جائے گا۔ تم اسی طرح
ہمدرد اور خیر آدمی بنے ہو گے۔ آنکھ کے بارے میں تم کہہ سکتے ہو کہ
تمہاری یہ آنکھ کسی حادثے میں ضائع ہو گئی ہے۔ اس سے ہمیں کوئی
فرق نہیں پڑے گا..... عمران نے جواب دیا۔
میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں خدا کے لئے مجھے معاف کر دو۔

اس کا چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑ گیا تھا۔
تم۔ تم مجھ پر رحم کھاؤ۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ سب
کچھ..... محمود خان نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

ہمیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جو سب کچھ مجھے بتانا
چاہتے ہو۔ وہ نہیں پہلے سے جانتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم پروفیسر
فضل حسین سے غلط کام کراتے رہے ہو اور اسے بھاری رقمیں ہر شے
ادا کرتے رہے ہو۔ تم نے پروفیسر فضل حسین سے کہا کہ تم اس کی
مدد سے سرکاری فائل اڑانا چاہتے ہو تو پروفیسر فضل حسین نے انکار کر
دیا لیکن تم نے اسے بلیک میل کر کے اور دھمکی دے کر رضامند کر لیا
پھر فلادور جو لیا کو ساتھ لے کر پروفیسر فضل حسین کی رہائش گاہ پر گئی۔
وہاں پروفیسر فضل حسین نے جو لیا کے ذہن میں یہ بات راج کر دی
کہ اس نے عمران کے ساتھ جا کر وزارت دفاع کے ریکارڈروم سے
فائل اڑائی ہے لیکن یہ کام دراصل فلادور نے کیا تھا۔ اس نے اپنے جسم
کی پیڈنگ کی اور اپنے ہجرے پر جو لیا کا خصوصی میک اپ کیا اور جو لیا
کے میک اپ میں جا کر اس نے وزارت دفاع کے ریکارڈروم میں بے
دریغ قتل و غارت کی اور وہاں سے فائل اڑا کر وہ واپس آگئی۔ اس نے
اپنا میک اپ ختم کیا۔ جو لیا کو اس کے فلیٹ پہنچایا اور پروفیسر فضل
حسین کو ہلاک کر دیا۔ تم یہی سب کچھ مجھے بتانا چاہتے ہو نا۔ لیکن
سب کچھ مجھے پہلے سے معلوم ہے۔ تم صرف یہ بتاؤ کہ فلادور اور وہ فائل

بتا دی۔

”اس کا خیال رکھنا۔ جو زف..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔“
 ”اب میرے لئے کیا حکم ہے.....“ باہر آکر نائیکر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”تم اب جا سکتے ہو۔ اب یہ رپورٹ چیف تک پہنچ جائے گی اور پھر باقی کام چیف خود کرے گا.....“ عمران نے کہا اور نائیکر سلام کر کے تیزی سے پورچ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران بھی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب جلد از حد وانش منزل پہنچنا چاہتا تھا تاکہ وہاں سے شمالی علاقوں میں موجود ملٹری یونٹس کی مدد سے اس دہان کو ٹریس کرنے میں اس سے فلاح کو فائل سمیت گرفتار کر اسکے۔

میرا وعدہ کہ آئندہ میں ایسی کسی کارروائی میں شریک نہ ہوں گا۔“ محمود خان نے کہا۔

”جو کچھ کہنا ہے جلد کہہ ڈالو میرے پاس فائو وقت نہیں ہے لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے ایک لفظ بھی جھوٹ بولا تو میرا جہاز افسر اس سے بھی زیادہ عرصہ تک ہوگا جس کا نقشہ میں نے پہلے کیسپا تھا.....“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”فلاح نے فائل کو ملک سے باہر نکلنے کی ایک منفرد پلاننگ کی ہے۔ میری ایک ٹریبونگ ابھنسی ہے۔ ناپ دس ٹریبونگ ابھنسی۔ اس ٹریبونگ ابھنسی کی خصوصی ویگن سیاحوں کو لے کر شمالی علاقوں میں سے گزرتی ہوئی شوگر ان کے سرحدی قصبے ناہنگ پہنچے گی۔ ناہنگ میں فلاح کا آدمی موجود ہوگا۔ وہ وہاں سے فائل فلاح سے لے لے گا اور فلاح سیاحوں کے ہمراہ اطمینان سے واپس آجائے گی اور کل صبح یہ ویگن بہان سے روانہ ہو چکی ہے۔ فلاح ایک مقامی عورت کے میک اپ میں اس پر سوار ہے۔ اس میں تمام ٹورسٹ مقامی ہیں کیونکہ ناہنگ میں کسی غیر ملکی کو داخل نہیں ہونے دیا جاتا اس لئے فلاح نے مقامی میک اپ کیا ہے۔ اس میک اپ میں اس کا نام رافیہ ہے۔ وہ کل صبح کو ناہنگ میں داخل ہوگی.....“ محمود خان نے کہا۔

”اس کا طیبہ بتاؤ اور اس ویگن کے بارے میں تفصیلی معلومات اور یہ بھی بتاؤ کہ اس ویگن نے کہاں کہاں رکنا ہے پوری تفصیل بتاؤ.....“ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا تو محمود خان نے پوری تفصیل

ریٹ ہاؤس تھا لیکن سیاحوں کی کثرت کے پیش نظر ایک مقامی فرم نے جہاں یہ خوبصورت ہوٹل بنایا تھا جو ایک بہاڑی دریا کے کنارے پر بنا ہوا تھا۔ ناور ہوٹل واقعی لہنے جدید طرز تعمیر اور اجنبی نادر محل وقوع کی وجہ سے ناور ہوٹل کہلانے کا درست طور پر حقدار تھا۔ فلڈز کو لہنے ساتھی کے ساتھ جہاں ٹکٹھے ہوئے ابھی دو گھنٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہاں ایک کمرہ بک کر لیا تھا۔ ان کے ساتھ ہی ٹاپ وے ٹریولنگ ایجنسی کی ایک ویگن بھی یہاں پہنچی تھی جس میں چھ مقامی عورتیں اور آٹھ مقامی مرد تھے وہ سب بھی اس برآمدے میں موجود تھے فلڈز کی نظروں سے دور ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی پر جی ہوتی تھیں جس نے مغربی لباس پہنا ہوا تھا۔

”آپ رافیہ کو دیکھ رہی ہیں شاید.....“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے فلڈز سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں میں دیکھ رہی کہ وہ اپنا کردار بڑی خوبی سے نبھا رہی ہے.....“ فلڈز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن مادام آخری لمحات میں آپ نے اچانک سارا سیٹ اپ کیوں بدل دیا میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی.....“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیکھو رضا اصل بات یہ ہے کہ جو فائل میں ناچنگ لے جانا چاہتی ہوں وہ اس قدر اہم ہے کہ میں اس طویل رستے میں رافیہ بن کر اسے ساتھ رکھنے کا ریسک نہ لے سکتی تھی۔ کیونکہ کسی بھی جگہ چیکنگ ہو

اجنبی خوبصورت سرسبز اور شاداب بہاڑی علاقے میں بنے ہوئے ایک خوبصورت اور شاندار ناور ہوٹل کے برآمدے کے ایک کونے میں رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر فلڈز بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ مقامی میک اپ میں تھی لیکن اس کا لباس مغربی تھا اس نے آنکھوں پر اجنبی خوبصورت فریم کا چشمہ لگایا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر ایک مقامی نوجوان بیٹھا ہوا تھا اس کے جسم پر سوٹ تھا اور اس نے بھی خوبصورت اور جدید فیشن کا چشمہ لگایا ہوا تھا۔ برآمدے میں موجود دوسری کرسیوں پر بے شمار مقامی اور غیر ملکی سیاح بیٹھے کھانے پینے اور باتوں میں مصروف تھے۔ یہ ہوٹل شمالی علاقوں کے ایک اہم مقام چیکاس میں بنایا گیا تھا۔ یہ علاقہ اس قدر خوبصورت اور سرسبز شاداب تھا کہ شمالی علاقوں کی سیر کرنے والا ہر سیاح جب یہاں پہنچتا تھا تو پھر اس کا دل داہیں جانے کو نہ کہتا تھا۔ چیکاس میں پہلے ایک

میرا اصل بی بی مون فراب کر دیا ہے۔ اگر آپ کی جگہ میری بیوی ہوتی تو اس سفر کا واقعی لطف آجاتا۔ آپ سے ہنس کر بولتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کیونکہ آپ بہر حال باس ہیں..... رضانے مسکراتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے جذبات کو سمجھتی ہوں، رضالین تم فکر نہ کرو۔ فائل محفوظ ہاتھوں میں پہنچ جانے دو۔ اس کے بعد تمہیں اس کا اتنا انعام دیا جائے گا کہ تم سب کچھ بھول جاؤ گے..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو رضانے ہنسرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"بے حد شکر ہے مادام..... رضانے مسکراتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سٹری کی دو بڑی جھپیں ہوئیں کپاؤنڈ میں داخل ہوئیں اور سب چونک کر ان جیسوں کو دیکھنے لگے۔ جیسوں احاطے کے اندر رک گئیں اور دوسرے لمحے جیسوں میں سے مسلح فوجی باہر نکلنے لگے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے..... رضانے دوٹوٹ جباتے ہوئے کہا۔
"خاموش رہو۔ ہو سکتا ہے میرا خدشہ درست ثابت ہو رہا ہو..... فلاور نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور نچر دیکھتے ہی دیکھتے فوجیوں نے پورا ہوٹل گھیرے میں لے لیا۔ ان کا افسر ایک کرنل تھا جو دو مسلح فوجیوں سمیت تیزی سے ہوٹل نیچر کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ نیچر کے ساتھ باہر آیا۔

"یہ ہے جہاں وہ دیگن اور اس میں سے سب سیارح آئے ہیں۔ یہ

سکتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ محمود خان سے پاکیشیا کی لیڈر شپ چیف نے چھین کر چھینے دی ہے اور میں جانتی ہوں کہ محمود خان انتہائی کٹینے پرورد آدمی ہے۔ سالیسا ہو سکتا ہے کہ سرے سفر سے روانہ ہوتے ہی محمود خان کسی خطیہ کال سے میری خبری کر دے اور اس طرح میں بھی ماری جاؤں اور فائل بھی ہاتھ سے جائے اس لئے میں نے کسی کو بتانے بغیر آخری لمحات میں اصل رافیہ کو گروپ کے ساتھ بھیج دیا اور خود تمہاری بیوی کے میک اپ میں بی بی مون منانے تمہارے ساتھ یہاں پہنچ گئی۔ اب اگر محمود خان خبری کرے یا کوئی اور پکڑ چل جائے تب بھی میں بھی محفوظ رہوں گی اور فائل بھی اور اب تو ویسے بھی صرف چند گھنٹوں کے سفر کے بعد ہم تاجنگ پہنچ جائیں گے..... فلاور نے آہستہ آواز میں بات کرتے ہوئے رضانہ کو ساری تفصیل بتادی۔

"اوہ مادام آپ واقعی بے حد ذہین خاتون ہیں۔ آپ نے مجھے بھی اب سے پہلے اصل حالات نہیں بتائے تھے۔ میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ فائل رافیہ کے پاس ہے اور آپ اس کی نگرانی کر رہی ہیں..... رضانے کہا۔

"اس لئے نہیں بتائے تھے کہ راستے میں اگر کوئی خاص چیلنگنگ ہو تو تم گھبرانہ جاؤ۔ جب تمہیں یہ معلوم ہوگا کہ ہمارے پاس کوئی فائل سرے سے ہے ہی نہیں تو ظاہر ہے تم نے نارمل رہنا تھا۔" فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو رضانے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ویسے مادام اگر آپ ناراض نہ ہوں تو استاضرد کہوں گا کہ آپ نے

ہوئے لپٹنے ساتھیوں سے کہا۔ کرسیوں پر بیٹھی ہوئی چھ عورتیں اور سات مردانہ کر باہر آگئے۔

مسٹر نیجران کے کاغذات کہاں ہیں..... کرنل نے نیجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

کاغذات میرے پاس موجود ہیں..... ہاشم نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک پلاسٹک کا لفافہ نکالا اور کرنل کی طرف بڑھا دیا۔ کرنل نے لفافہ کھولا اور اس میں سے کاغذات باہر نکالے اور انہیں چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

مس رافیہ جمیل کون ہیں..... کرنل نے چھ عورتوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں ہو..... ایک لڑکی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
آپ اور ایک طرف کڑی ہو جائیں..... کرنل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاغذات واپس لفافے میں ڈال دیئے۔

مس رافیہ کو آپ نے کیوں اس طرح علیحدہ کیا ہے..... ہاشم نے ہونٹ ہنساتے ہوئے کہا۔

مس رافیہ کو میری جیب میں بٹھا دیا جائے..... کرنل نے ہاشم کی بات کا جواب دینے کی بجائے فوجیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ تو دو مسلح فوجیوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر رافیہ کو گھیر لیا اور پھر اسے لے کر وہ فوجی جیب کی طرف بڑھ گئے۔

مسٹر ہاشم آپ کے ساتھیوں کے کمرے کون سے ہیں۔ ہم نے

سب نشان موجود ہیں..... نیجر نے احاطے میں کڑی چارویگنوں اور جیپوں میں سے ٹاپ وے ٹریولنگ مینجری کی ویگن کی طرف اشارہ کرنے کے ساتھ ساتھ برآمدے میں موجود سیاحوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

کیا بات ہے جناب..... برآمدے میں کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک لپٹے ہوئے نوجوان نے اٹھ کر کرنل اور نیجر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
یہ اس ٹورسٹ گروپ کے لیڈر ہیں مسٹر ہاشم..... نیجر نے اس نوجوان کا کرنل سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

مسٹر ہاشم آپ کے جتنے بھی ساتھی ہیں انہیں یہاں ایک طرف لے آئیں۔ ہم نے ضروری چیکنگ کرتی ہے..... کرنل نے سخت لہجے میں کہا۔

چیکنگ کس بات کی۔ کیوں..... ہاشم نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

جو آپ سے کہا جا رہا ہے وہ کریں۔ بحث مت کریں..... کرنل کا بچہ بے حد سرد ہو گیا۔

پلیز مسٹر ہاشم فوج سے تعاون ہمارا فرض ہے..... نیجر نے ہاشم سے مخاطب ہو کر منت بھرے لہجے میں کہا تو ہاشم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کندھے اچکائے اور پھر وہ برآمدے کی طرف مز گیا۔

سب ساتھی یہاں باہر آجائیں..... ہاشم نے برآمدے میں بیٹھے

انہیں چیک کرنا ہے۔..... کرنل نے کہا۔

"آئیے، جناب میں بتاتا ہوں....." میجر نے کہا۔

"آخر بات کیا ہے۔ آپ پلیز کھل کر بتائیں۔ ہم سب انتہائی معزز لوگ ہیں اور سیاحت کے لئے یہاں آئے ہیں۔ ہم نہ مجرم ہیں اور نہ غنڈے....." ہاشم نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیپٹن اختر..... کرنل نے مزہ کرنا شروع کر دیا۔ ایک مسلح فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سر..... کیپٹن نے امن شن ہوتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ہاشم سمیت ان سب افراد کو جو اس ویگن پر سوار تھے ملٹری ہیڈ کوارٹر لے چلو۔ ان کا سامان بھی۔ کوئی چیز بچھے نہ رہ جائے اور یہ ویگن بھی ساتھ لے جاؤ....." کرنل نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں سر....." کیپٹن اختر نے ایک بار پھر امن شن ہوتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ زیادتی ہے۔ یہ غیر قانونی حرکت ہے....." ہاشم نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ہاشم اب اگر آپ کی زبان سے ایک بھی لفظ نکلا تو آپ کو یہاں گولی بھی ماری جا سکتی ہے کیجیے آپ یہاں اگر آپ نے تعاون کیا تو ہم آپ کی اور آپ کے سامان کی اور ویگن کی مکمل تلاشی لے کر آپ سب کو یہاں واپس پہنچا دیں گے....." کرنل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو ہاشم ہونٹ چبا کر خاموش ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان

سب عورتوں اور مردوں کو اس ویگن میں بٹھا کر اور ان کا سامان بھی ویگن میں رکھ کر ویگن کو فوج لپٹنے ساتھ لے گئی۔ جب کہ رافیہ کو کرنل کی جیب میں بٹھایا گیا تھا اور فوج کے جانے کے بعد ہوٹل میں موجود سب افراد اس سٹاٹے پر ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف ہو گئے۔

"تم نے دیکھا ہر ڈاڈہ سوری رضا میرا خدشہ کس قدر درست نکلا ہے....." فلڈا نے ہونٹ جھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن مادام جب رافیہ سے کچھ برآمد نہیں ہو گا تو پھر کہیں وہ واپس آکر یہاں سب کی تلاشی نہ لے لیں....." رضا نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"فکر مت کر دیکھاں سے بھی انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ رافیہ کے کاغذات بھی اصل ہیں اور رافیہ بھی اصل ہے اس لئے وہ اسے کچھ بھی نہیں کہہ سکتے....." فلڈا نے کہا۔

"لیکن اگر آپ کا میک اپ وائٹ مییک اپ چیک کیا گیا تو....." رضا نے کہا۔

"دنیا کا کوئی میک اپ وائٹ مییک اپ چیک نہیں کر سکتا اس لئے میں بھی اصل ہوں اور تم بھی۔ ہمارے کاغذات بھی درست ہیں اور ہماری شادی بھی پچھلے ہفتے ہوئی ہے۔ ہمارے خاندان کے سب افراد کو معلوم ہے کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ بہتی مومن منانے شمالی علاقوں میں گئے ہو۔ صرف فرق اتنا ہے کہ ہماری بیوی کی جگہ میں نے لے لی ہے اور ہماری بیوی ہیڈ کوارٹر میں محفوظ ہے گھبرانے کی

ضرورت نہیں ہے..... فلادور نے مسکراتے ہوئے کہا اور رضائے اشبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن مادام کیا ہم فوری طور پر ٹانگ روانہ نہیں ہو سکتے۔“ رضا نے کہا وہ باوجود فلادور کے تسلی دینے کے خاصا گھبرا ہوا تھا۔
 ”نہیں یہاں کوئی ہمیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ صبح اطمینان سے چلیں گے۔“..... فلادور نے کہا اور رضائے اشبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے کارِ دانش منزل کے احاطے میں روکی اور پھر نیچے اتر کر دو تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ آپریشن روم میں موجود بلیک زبرداس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو.....“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود بھی اپنی کرسی پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کو اپنی طرف کھسکایا اور اس کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈال کرنے شروع کر دیتے۔

”یس بی اے ٹو سیکرٹری دفاع.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔ سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ؟“..... عمران نے خصوصاً لہجے میں کہا۔

”یس سر.....“ دوسری طرف سے انتہائی نمونہ بان لہجے میں کہا گیا۔

"میں سر اکرام بول رہا ہوں سیکرٹری دفاع..... جسد لگوں بعد
ایک یاد قاری آواز سنائی دی۔"

"ایکسٹنڈ..... عمران نے کہا۔"

"میں سز حکم فرمائیے سر..... دوسری طرف سے اسی طرح مودبانہ
الٹیج میں کہا گیا۔"

"شمالی علاقوں میں خاص طور پر شوگر ان کی سرحد کے قریب
پاکیشیا کی کوئی فوجی جھڑپیں موجود ہے..... عمران نے مخصوص لگے
میں کہا۔"

"میں سر چیکس کے قریب جھڑپیں بھی ہے اور ملٹری ہیڈ کوارٹر
بھی..... دوسری طرف سے کہا گیا۔"

"ہاں کا انچارج کون ہے..... عمران نے پوچھا۔"

"میں معلوم کر کے بتاتا ہوں سر ایک منٹ ہولڈ کیجئے۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد سیکرٹری کی آواز دوبارہ سنائی
دی۔"

"سر چیکس ملٹری جھڑپیں اور ہیڈ کوارٹر کا انچارج کرنل دانش ہے
بھاب..... دوسری طرف سے کہا گیا۔"

"کرنل..... کیا مطلب۔ جھڑپیں اور ہیڈ کوارٹر کا انچارج کرنل کیسے
ہو سکتا ہے۔ کسی بڑے ہمدے دار کو ہونا چاہئے..... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔"

"سر شمالی مہادی علاقوں میں ملٹری کاسیٹ اپ ایسا ہے کہ وہاں

سب سے بڑا عہدہ کرنل کا ہی ہوتا ہے..... سیکرٹری اکرام نے
مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔"

"وہاں کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کیا ہے..... عمران نے پوچھا تو بعد
لوگوں کی خاموشی کے بعد سیکرٹری نے فریکوئنسی بتا دی شاید اس نے
کسی فائل سے اسے پڑھا تھا یا انٹرنیٹ پر کسی سے پوچھا ہو گا اس لئے بعد
لگے خاموشی طاری رہی تھی۔"

"آپ کرنل دانش کو میرے متعلق بریف کر دیں۔ میں اس سے
ایک اہتمامی اہم کام لینا چاہتا ہوں۔ اسے کہہ دیں کہ وہ پوری ذمہ
داری کے ساتھ میرے احکامات کی تعمیل کرے۔ میں دس منٹ بعد
اسے کال کروں گا..... عمران نے کہا۔"

"میں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ
دیا۔"

"کیا ہوا ہے عمران صاحب آپ بے حد سنجیدہ ہیں..... بلیک
زرو نے جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا بات کرتے ہوئے کہا۔"

"فائل کا پتہ لگ گیا ہے۔ اب اسے برآمد کرانا ہے..... عمران
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر رپورٹ فیصل حسین
کی ہائٹس گاہ پر جو لیا سمیت جاننے سے لے کر اب محمود خان سے ہونے
والی پوچھ گچھ سمیت ساری بات مختصر طور پر بتا دی۔"

"اوہ کہیں وہ نائیٹنگ بیچنے نہ گئی ہو..... بلیک زرو نے پریشان
ہوتے ہوئے کہا۔"

”نہیں اتنی جلدی نہیں پہنچ سکتی۔ میرا خیال ہے ان کی وینگ چیکاس کے آس پاس ہی ہوگی بہر حال دیکھو.....“ عمران نے بات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹو.....“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جولیا بول رہی ہوں بھابھ.....“ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ہیل.....“ عمران نے مختصر کہا۔

”سر میں نے وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے اڑائی جانے والی فائل کا سراغ لگایا ہے.....“ دوسری طرف سے جولیا کی برجوش آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”تفصیل بتاؤ.....“ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”سرد فائل گریٹ لینڈ سفارت خانے کی تھمڈ سیکرٹری فلادور نے اڑائی ہے اور وہ اسے لے کر سیاحوں کے ایک گروپ کے ساتھ شمالی علاقوں کی طرف گئی ہے۔ وہ مقامی لڑکی کے میک اپ میں ہے بھابھ میں نے پوری تفصیل معلوم کر لی ہے.....“ جولیا نے اسی طرح پر جوش لہجے میں کہا۔

”میں نے تفصیل پوچھی ہے.....“ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جولیا نے سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری رابرٹ سے ملنے سے لے کر

کلب کے میجر آسٹن سے کی جانے والی پوچھ گچھ سمیت سب باتیں تفصیل سے سنائیں۔

”یہ معلومات عمران نے ایک اور رخ پر تحقیقات کر کے حاصل کی ہیں۔ اس نے فلادور کے ساتھی محمود خان کو تلاش کر کے اس سے یہ ساری معلومات حاصل کی ہیں اور تمہارے فون آنے سے تمہاری ذہنی اپنی اس نے نیچے رپورٹ دی ہے لیکن تمہاری اور عمران کی رپورٹ میں ایک خاص فرق موجود ہے۔ عمران کی رپورٹ کے مطابق فلادور راضیہ کے میک اپ میں کل صبح روانہ ہوئی ہے لیکن تمہاری رپورٹ کے مطابق فلادور کل ساواون میجر آسٹن کے ساتھ رہی ہے اور آج صبح روانہ ہوئی ہے اور یہ انتہائی اہم فرق ہے بہر حال تم فلیٹ پر رہو۔ ہو سکتا ہے کہ میں عمران کے ساتھ تمہیں ہنگامی طور پر شمالی علاقوں میں بھیج دوں۔ فی الحال میں نے شمالی علاقوں میں موجود ملٹری کی مدد سے انہیں گرفتار کرنے کی پلاننگ کی ہے.....“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ تو واقعی اہم فرق ہے عمران صاحب.....“ بلیک زبرد نے کہا۔

”ہاں اور میں سوچ رہا ہوں کہ اس فلادور نے یقیناً کوئی ایسا چکر چلایا ہے کہ جس کا علم شاید محمود خان کو بھی نہ ہو۔ بہر حال پہلے چیکنگ ضروری ہے.....“ عمران نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر کمرل دانش کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ایلو اوور..... عمران نے بغیر کوئی نام لئے کال دینا شروع کر دی۔"

"یسی لمڑی ہیز کو اور ٹریچس اوور..... چند لمحوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔"

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو سپیکنگ۔ کرنل دانش سے بات کرو۔ اوور..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔"

"یسی سر کرنل دانش بول رہا ہوں سر اوور..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور آواز سنائی دی لہجہ مودبانہ تھا۔"

"کرنل دانش ایک غیر ملکی ایجنٹ جس کا اصل نام فلڈور ہے۔ ایک مقامی لڑکی جس کا نام رانیہ ہے کے میک اپ میں ٹاپ وے ٹریولنگ ایجنسی کی ویگن میں دوسرے سیاحوں کے ساتھ شمالی علاقوں میں سفر کرتی ہوئی ناہنگ کی طرف جا رہی ہے۔ اس کے پاس اتھائی اہم سرکاری فائل ہے۔ آپ فوری طور پر اپنی گالیاں ناہنگ جانے والی شاہراہ پر پھیلادیں اور اس ایجنسی کی ویگن جہاں بھی موجود ہو وہاں اسے روکیں اور ان سب سیاحوں کو ان کے سامان سمیت لمڑی ہیز کو اور ٹریچس لے آئیں اور سامان چیک کر کے فائل تلاش کریں۔ کیا آپ سمجھ رہیں اوور..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔"

"ویگن کے بارے میں کوئی دیگر تفصیلات اگر مل جائیں تو بہتر ہیں کیونکہ موجودہ سیزن میں تو ناہنگ جانے والی شاہراہ پر بے شمار ٹورسٹ ویگنیں چلتی رہتی ہیں اوور..... کرنل دانش نے کہا تو عمران

نے اسے ویگن نمبر بتا دیا۔"

"ٹھیک ہے سر اب آپ بے فکر رہیں اب میں انہیں چیک کر لوں گا اوور..... کرنل دانش نے کہا۔"

"فریکوئنسی نوٹ کر لیں اور مجھے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد رپورٹ ویں کہ آپ نے اس بارے میں کیا کیا ہے۔ سب سے پہلے آپ نے ناہنگ میں داخل ہونے والے راستے پر پیکنگ کرنی ہے اور پھر سڑک پر راستے میں جس قدر بھی ٹورسٹ ہو مل آئیں ان سب کی پیکنگ ہونی چاہئے۔ یہ سب کام آپ نے بیک وقت کرنے ہیں اور جیسے ہی بی ویگن دستیاب ہو آپ نے اس میں ایک مقامی لڑکی رانیہ کو باقی سے علیحدہ کر کے کوئی نگرانی میں رکھنا ہے۔ الٹے اس کے باقی ساتھیوں کو بھی آپ ان کے سامان اور ویگن سمیت ہیز کو اور ٹریچس لے آئیں گے۔ یہ اتھائی اہمیت کا معاملہ ہے اوور..... عمران نے اتھائی

سرد لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے دانش منزل کی اپنی سپیشل فریکوئنسی بھی بتا دی۔"

"میں سر احکامات کی تعمیل ہوگی سر اوور..... دوسری طرف سے کرنل دانش نے کہا اور عمران نے اور ایڈڈال کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔"

"سپیشل فریکوئنسی والا ٹرانسمیٹر الماری سے نکال کر ان کر دو۔"

عمران نے بلیک زبرد سے کہا اور بلیک زبرد سر ملاتا ہوا کرسی سے اٹھ گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر

اور عمران نے کر بیڈل دیا اور ٹون آنے پر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں..... چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یہیں سر..... جولیا کا لہجہ مودبانہ ہو گیا۔

"صفدر اور تنویر کو کال کر کے فوراً ملٹی ایئر پورٹ پہنچنے کے احکامات دے دو۔ عمران جہاز سے پاس آ رہا ہے۔ تم نے اس کے ساتھ ملٹی ایئر پورٹ پہنچا ہے جہاں عمران جہاز سے صفدر اور تنویر کے ساتھ میرے خصوصی نمائندے کی حیثیت سے شمالی علاقوں میں واقع ملٹی ہیڈ کوارٹر ملٹی کے ہیڈ کوارٹر میں جانے کا تاکہ فلاڈر کو چیک کر کے اس سے فائل حاصل کی جائے..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یہیں سر..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران نے رسیور دکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں لیبارٹری سے نوٹیس سپر میک اپ واشر بھی لے لوں اور زبرد تھری ٹرانسمیٹر بھی۔ ہو سکتا ہے فلاڈر نے پھر ویسا ہی خصوصی میک اپ کیا ہوا ہو جیسا اس نے واردات کے وقت کیا ہوا تھا۔ اس کے لئے نوٹیس سپر میک اپ واشر ضروری ہے اور میری عدم موجودگی میں جیسے ہی کرٹل دانش کی سپیشل ٹرانسمیٹر رپورٹ آئے تم اسے زبرد تھری فریکوئنسی دے کر کہہ دینا کہ وہ مجھے براہ راست رپورٹ دے

دیتے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری دفاع..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ سیکرٹری سے بات کراؤ..... عمران نے سرو لہجے میں کہا۔

"یہیں سر..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سیکرٹری اکرام اللہ بول رہا ہوں جناب..... چند لمحوں بعد سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کرٹل دانش کو ضروری احکامات دے دیئے گئے ہیں لیکن میں وہاں فوری طور پر اپنے خصوصی نمائندے کو بھجوانا چاہتا ہوں۔ اس نمائندے کا نام علی عمران ہے۔ آپ ملٹی ایئر پورٹ پر کسی انتہائی تیز رفتار ہیڈ کوارٹر کو تیار رکھیں۔ پائلٹ کو سمجھا دیں کہ اس نے میرے نمائندے اور اس کے ساتھیوں کو لے کر کرٹل دانش کے ہیڈ کوارٹر پہنچنا ہے اور کرٹل دانش کو بھی بریف کر دیں کہ وہ میرے نمائندے علی عمران کے احکامات کی مکمل اور فوری تعمیل کرے۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یہیں سر..... کتنے افراد جائیں گے سر تاکہ ان کی تعداد کے مطابق ہیڈ کوارٹر کا انتخاب کیا جاسکے..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"چار افراد جائیں گے..... عمران نے کہا۔

"یہیں سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر..... دوسری طرف سے کہا گیا

دے۔ ”..... عمران نے بلیک زرد سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زرد نے جو اصرار کیا کسی سے اسے کچھ اہوا تھا اثبات میں سر ملتا دیا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا لیبارٹری کی طرف جانے والے رستے کی طرف براہ گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران جو لیا صفدر اور تنویر کے ہمراہ فوجی اہلی کا پڑ میں سوار شمالی علاقوں کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پائلٹ کی مقبلی سیٹ پر تنویر اور جو لیا بیٹھے ہوئے تھے جب کہ ان سے مقبلی سیٹ پر صفدر اور عمران موجود تھے۔ عمران نے جان بوجھ کر تنویر کو جو لیا کے ساتھ بٹھایا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جو لیا نے جس جوش و خروش سے اسے بطور چیف اپنا کارنامہ سنانا شروع کیا تھا اس کے جواب میں جب اس نے بطور چیف اسے بتایا کہ اس سے پہلے عمران سراخ لگا چکا ہے تو جو لیا لامحالہ اس کے خلاف غصے سے بھری ہوئی ہو گی اور ایئر پورٹ پر اس نے جو لیا کی نظروں میں اپنے لئے غصہ محسوس بھی کر لیا تھا اس لئے اس نے جان بوجھ کر تنویر کو اس کے ساتھ بٹھایا تھا اور تنویر کو تو خدا ایسا موقع دے۔ اللہ جو لیا نے شاید جان بوجھ کر کوئی بات نہ کی تھی۔

” عمران صاحب آپ نے فلاور کا کیسے سراخ لگا لیا..... اچانک صفدر نے ساتھ بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ” فلاور یعنی پھول کا سراخ خوشبو سے ہی لگایا جاتا ہے۔ بشرطیکہ سراخ لگانے والی کی قوت شامہ یعنی سوگھنے کی حس تیز ہو۔ ورنہ تو یہاں ایسے بھی لوگ ہیں جو فلاور کے ساتھ بھی بیٹھے ہوں تب بھی

نفس بیٹھے رہ جاتے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

” تم مجھ کو دے کو کیا کہو گے جو ہر نئے پھول کی طرف لپکتا ہے۔ تنویر نے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے بڑے طنز یہ لہجے میں کہا۔

” خوش قسمت۔ کیونکہ پھولوں کی خوشبو تو قدرت کا حمد ہوتی ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو صفدر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

” فناموش بیٹھو یہ جگہ ہے ایسے گھشیا مذاق کرنے کی..... بیگت جو لیا نے مڑ کر عمران کو کہا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

” تم نے سن لیا تنویر جگہ کی بھی اہمیت ہوتی ہے..... عمران نے تنویر کے جو لیا کے ساتھ بیٹھے ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

” عمران صاحب میں نے مس فلاور کے بارے میں پوچھا تھا۔“ صفدر نے جلدی سے مداخلت کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ مورتحال زیادہ بگڑ بھی سکتی ہے۔

” فلاور تو بہر حال فلاور ہی ہوتا ہے چاہے مس ہو یا مسٹر۔ کیوں مس جو لیا..... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک عمران کی جیب سے تیز سینی کی آواز نکلے گی تو نہ صرف عمران کے ساتھ بلکہ پائلٹ بھی بے اختیار چو نک پڑا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور زرد تھری ٹرانسپیرنٹ نکال لیا سینی کی آواز اس میں سے نکل رہی تھی عمران سمجھ گیا کہ کرنل

دانش نے رپورٹ بلیک زبرو کو دینے کے لئے کال کیا ہو گا ہے بلیک زبرو نے عمران کی ہدایت پر زبرو تحریر پر دینے کا کہہ دیا ہو گا۔

کرنل دانش کمانڈر ٹرٹی ہیلڈ کو آرڈر چیکس کا ٹنگ اور "۔ عمران کے ٹرانسمیٹر کا بین دباستے ہی ہیلی کاپٹر میں کرنل دانش کی آواز گونج اٹھی۔

"میں علی عمران انڈینگ یو کرنل اور"..... عمران نے جواب دیا

"چیف آف سیکرٹ سروس کو میں نے ان کے حکم کے مطابق رپورٹ دینے کے لئے کال کیا تھا لیکن انہوں نے یہ فریکوئنسی دے کر مجھے ہدایت کی ہے کہ رپورٹ ان کے نمائندہ خصوصی یعنی آپ کو دی جائے اس لئے میں آپ کو کال کر رہا ہوں اور"..... کرنل دانش نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ یہ تجسیدی باتیں ختم کریں اور رپورٹ دیں اور"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سر۔ چیف صاحب کا حکم ملتے ہی میں نے نا جاگ جانے والی پوری شاہراہ کی چیکنگ شروع کی تو مجھے رپورٹ ملی کہ چیکس کے ہوٹل نادر میں ہماری مسلوبہ ویگن موجود ہے۔ چنانچہ میں اپنے آدیوں کے ساتھ نود وہاں گیا۔ ویگن وہاں موجود تھی اس میں چھ مقامی عورتیں اور آٹھ مقامی مرد سیاح سوار ہو کر ہوٹل میں آئے تھے جن میں رافیہ نام کی لڑکی بھی تھی احکامات کے مطابق میں نے رافیہ

کو ان سے علیحدہ کر کے اپنی جیب میں بٹھایا اور باقی افراد کو ان کے سامان سمیت ویگن میں سوار کرایا اور ویگن سمیت ان سب افراد کو ملٹی ہیلڈ کو آرڈر میں لے آیا سہاں آکر میں نے تمام سامان کی مکمل تلاش لی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان مردوں کی بھی مکمل تلاش لی گئی ہے اور خواتین کی مدد سے رافیہ اور ان عورتوں کی بھی تفصیلی تلاش لی گئی ہے لیکن ان کے سامان سے کوئی فائل برآمد نہیں ہوئی اور نہ۔ کرنل دانش نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ویگن کی تلاش لی ہے یا نہیں اور"..... عمران نے پوچھا۔
"ویگن کی تلاش نو سراہہ۔ سوری سر۔ اس کا تو ہمیں خیال نہیں آیا تھا اور"..... کرنل دانش نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ہم فوجی ہیلی کاپٹر میں آپ کے پاس ہی آرہے ہیں۔ آپ ہمارے آہٹے تک ان سب لوگوں کی کوری نگرانی کریں اور یہی دوران ویگن کی بھی مکمل تلاش لیں اور"..... عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں سر اور"..... دوسری طرف سے کرنل دانش نے کہا تو عمران نے اور انڈینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے جیب میں رکھ لیا۔

"وہ فائل لازماً اس رافیہ کے پاس ہوگی اور کہاں جا سکتی ہے"..... جو یانے کہا۔

"فلان جو رافیہ بنی ہوئی ہے۔ خاصی ہوشیار اور مین لکھنت ہے۔
یقیناً اس نے اس فائل کو چھپانے کے لئے کوئی خاص طریقہ استعمال
کیا ہوگا"..... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا
"میں اس کی رگوں سے بھی فائل نکال لوں گی۔ میں اس کا وہ حشر
کروں گی کہ دنیا اس سے عبرت لے گی۔ تم مجھے وہاں پہنچنے تو دو۔"
جو لیانے غراتے ہوئے کہا۔

"وہی تم نے جس طرح رابرٹ اور پیر آسٹن کے ذریعے اس کا
سراغ لگایا ہے وہ واقعی قابلِ داد ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف واقعی
سفارش کا قائل نہیں ہے وہ درست آدمی کو ہی حکم دیتا ہے۔" عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے چیف نے کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ یہ کام میں نے از خود کیا ہے
کیونکہ اس فلان نے مجھے درمیان میں ڈال کر میری نظر میں ناقابل
معافی جرم کیا ہے۔ اگر چیف کو مجھ پر اعتماد نہ ہوتا تو میں اس پر اسرار
اور گہری سازش کا یقیناً شکار ہو جاتی..... جو لیانے جواب دیا۔

"میں تو چیف کے تم پر اندھے اعتماد پر حیران ہوں اس قدر اعتماد
تو انسان اپنے آپ پر بھی نہیں کیا کرتا۔ اب دیکھو تنور جیسا آدمی بھی
شک میں پڑ گیا تھا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں پہلے ہی معذرت کر چکا ہوں اور اس جو لیانے اپنی اعلیٰ طرفی کی
بنا پر مجھے معاف بھی کر چکا ہیں۔ تم پھر اس موضوع کو چھڑ کر مجھے
غراب کرنا چاہتے ہو..... تنور نے اجنبی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے معاف کر دیا تھا تنور کہ تم نے جذبہ حبیب
الوطنی کی بنا پر مجھ سے اس قسم کا رویہ اختیار کیا تھا لیکن اس سے مجھے
بہر حال اتنا ضرور معلوم ہو گیا ہے کہ تمہیں مجھ پر وہ اعتماد نہیں ہے جو
چیف کو ہے۔ ورنہ چیف تم سے کم محب وطن نہیں ہے..... جو لیانے
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب میں چیف کا تو مقابلہ نہیں کر سکتا مس جو لیانے تو مجھے
کس مٹی کا بنا ہوا ہے"..... تنور نے اپنا بچاؤ کرنے کی خاطر دلیل دیتے
ہوئے کہا۔

"صاحب ملٹری ہیڈ کوارٹر قریب آ گیا ہے..... اچانک پائلٹ نے
کہا تو وہ سب جو کتا ہو کر بیٹھ گئے۔ ہیلی کاپٹر اب کافی بلندی پر پرواز کر
رہا تھا نیچے ہر طرف سرسبز و شاداب پہاڑی علاقہ پھیلنا ہوا تھا اور پھر
تقریباً پندرہ منٹ کے مسلسل سفر کے بعد پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کی
رفتار آہستہ کی اور اسے نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ تنور ڈیر بعد ہیلی کاپٹر
ایک خاصے وسیع علاقے میں پھیلی ہوئی فوجی چھاؤنی کے درمیان سنبھ
ہوئے مخصوص ہیلی پیڈ پر جا کر اتر گیا۔ یہ چھاؤنی پہاڑوں کے درمیان
ایک سطحِ دادی میں بنائی گئی تھی۔ اس کے چاروں طرف اونچی
پہاڑیاں تھیں اور ان سب پہاڑیوں پر جگہ جگہ واضح ناور اور رازدار لگے
ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کبھی ہی عمران اور اس کے ساتھی نیچے
اترے تو ایک لکیشن تیزی سے آگے بڑھا۔ عمران کے ہاتھ میں ایک
بیگ موجود تھا۔

”جیسے جناب.....“ کرنل دانش نے کہا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر اس بڑے کمرے سے طلعہ ایک اور کمرے میں آگیا۔ سبھاں کرسی پر ایک مقامی عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ جو حلیہ محمود خان نے بتایا تھا یہ عورت واقعی اسی حلیے میں تھی۔ اس کے چہرے پر بھی ایسی شدید بیزاری کے تاثرات نمایاں تھے۔

”آخر آپ لوگ ہماری کب جان چھوڑیں گے آخر ہم نے کیا جرم کیا ہے کہ ہمارے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے.....“ رافیہ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے اندر داخل ہوتے ہی سناٹے میں کہا۔

”ہو نہ ہو تم ہو وہ فلاں جس نے میرا روپ دھار کر فائل اڑائی تھی میں تمہاری ہڈیوں سے بھی فائل نکال لوں گی.....“ جو یا نے آگے بڑھ کر غصے سے کہا۔

”یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ میرا نام رافیہ ہے اور مجھے کسی فائل کا کوئی علم نہیں ہے.....“ رافیہ نے ہونٹ جھپٹاتے ہوئے جواب دیا۔

”بولو کہاں ہے فائل بولو.....“ جو یا بھنگت اس پر جھپٹ بڑی اور اس نے اس کی گردن ایک ہاتھ سے پکڑ کر انگوٹھا اس کی شہ رگ پر رکھ کر خصوصاً انداز میں دباتے ہوئے کہا۔ جو یا کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت شدید غصے میں ہے اور رافیہ کے حلق سے غر خرابت سی نکلنے لگی اس کا چہرہ بھنگت بگڑا گیا اس نے دونوں ہاتھوں سے جو یا کا بازو پکڑ کر اسے جھکے دے کر علیحدہ کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

”میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔ بولو کہاں ہے فائل.....“ جو یا نے

”میرا نام کیپٹن اختر ہے جناب میں سیکنڈ کمانڈر ہوں۔ کرنل صاحب آپ کے منتظر ہیں.....“ کیپٹن نے موڈ بان لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ویگن کی کلاشی لی گئی ہے.....“ عمران نے کہا۔

”میں سر لیکن اس سے بھی فائل نہیں ملی.....“ کیپٹن اختر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ملادیا۔ پھر وہ سب کیپٹن اختر کی رہنمائی میں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے جہاں پانچ مقامی عورتیں اور آٹھ مرد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر ناراضگی اور بیزاری کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔ کمرے کے چاروں طرف مسلح فوجی بڑے چوکنا انداز میں ہاتھوں میں گنیں لئے کھڑے تھے۔ کرنل دانش بھی وہاں موجود تھا۔

”جناب ویگن کی بھی تفصیلی کلاشی لی گئی ہے لیکن وہاں سے بھی کچھ نہیں ملا.....“ کرنل دانش نے تعارف کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”رافیہ کہاں ہے.....“ عمران نے کمرے میں بیٹھی ہوئی عورتوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ ادھر علیحدہ کمرے میں ہے۔ جناب.....“ کرنل دانش نے کہا۔

”چیلے اس سے ملاقات کرو پھر ان سے تفصیلی مذاکرات ہوں گے.....“ عمران نے کہا۔

کٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”ایک منٹ مس جو یا ایک منٹ“..... عمران نے آگے بڑھ کر تیز لہجے میں کہا تو جو یا ہو منٹ۔ تھپتھپے رافیہ کا گلا جمود کر بیچھے ہٹ گئی لیکن اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ رافیہ نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا مسلمانا شروع کر دیا۔

”یہ عورت فلاور نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ کوئی چکر کھیلا گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”یہی ہے فلاور۔ یہی حلیہ مجھے آسٹرن نے بتایا تھا“..... جو یا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں حلیہ تو یہی ہے اور نام بھی لیکن اس عورت کے لاشعوری تاثرات ویسے نہیں ہیں جیسے ہونے چاہئیں۔ اگر یہ فلاور ہوتی تو سب سے پہلے تمہیں کرے میں داخل ہوتے دیکھ کر چونک پڑتی اور دوسری بات یہ کہ جب تم نے اسے فلاور کہا تھا تب بھی اس کی آنکھوں میں وہ مخصوص کیفیت ابھرتی چاہئے تھی جو فلاور ہوتے ہوئے ابھرتی چاہئے تھی لیکن ایسا نہیں ہے بہر حال میں اسی لئے ایک سپیشل میک اپ واشر ساتھ لایا ہوں۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے“..... عمران نے نرم لہجے میں جو یا کو سمجھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہیگ صفدر کی طرف بڑھادیا۔

”صفدر اس میں نو ایس سپر میک اپ واشر ہے۔ اسے کھول کر رافیہ کا میک اپ چیک کرو“..... عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر

نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے ہیگ عمران کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر اسے کھول کر اس کے اندر موجود ایک باکس باہر نکالا اور پھر باکس کھول کر اس نے اس کے اندر سے ایک شفاف رنگ کا تہہ شدہ پلاسٹک جیسے میزبل کا بنا ہوا تھپٹا سلاسا باہر نکالا اور پھر اسے مخصوص انداز میں کھونا شروع کر دیا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر اس شفاف سے تھپٹے کو رافیہ کے سر اور چہرے پر پڑھا کر اس کی گردن کے نچلے حصے میں سیڑھ کر دیا۔

”اس کے بازو تھام لو“..... عمران نے جو یا سے کہا تو جو یا کرسی کی پشت پر گئی اور اس نے رافیہ کے دونوں بازوؤں کو لپٹے دونوں ہاتھوں سے دبا کر کرسی کے ساتھ جکڑ دیا۔ صفدر نے باکس کے اندر لگے ہوئے مختلف بنن دبانے شروع کر دیئے۔ یہ میک واشر سیریز سے کام کرتا تھا اور خصوصاً گیس اس کے اندر ہی موجود تھی۔ صفدر نے کئی بعد دیگرے کئی بنن دبانے تو رافیہ کے سر اور چہرے پر پڑھا ہوا شفاف خول کی غبار سے اس کی طرح بھونا شروع ہو گیا اور اس کے اندر سرخ رنگ کی گیس بھرتی شروع ہو گئی۔ رافیہ نے بری طرح کھسکانا شروع کر دیا لیکن جو یا نے اس کے بازوؤں کو پکڑا ہوا تھا اس لئے وہ کوئی رد عمل ظاہر نہ کر سکی۔ اب اس شفاف لٹافے میں صرف سرخ رنگ ہی نظر آ رہا تھا۔ رافیہ کا چہرہ غائب ہو چکا تھا۔ صفدر باکس پکڑے خاموش کھڑا تھا۔ اس کی نظریں باکس کے اندر لگے ہوئے ایک داخل پر جمی ہوئی تھیں جس پر سوئی آہستہ آہستہ حرکت کرتی

چلا گیا۔

”صفدر تم باری باری ان تینوں چیزوں سے اس کا منہ دھلاؤ۔ میں اس دوران ان کا سامنا چیک کر لوں“..... عمران نے صفدر سے کہا اور پھر کرل دانش کو ساتھ لے کر وہ اس کمرے سے باہر آ گیا۔ سامان ایک علیحدہ کمرے میں موجود تھا۔

”رافیقہ کا بیگ کون سا ہے“..... عمران نے کرل دانش سے پوچھا تو کرل دانش نے سرخ رنگ کے ایک بیگ کی طرف اشارہ کر دیا جو ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ عمران نے بیگ اٹھایا اس پر رافیقہ کے نام کا کارڈ بھی لگا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں اس کی چیکنگ شروع کر دی لیکن بیگ میں واقعی اس کے مطلب کی کوئی چیز نہ تھی۔ عمران نے اس کے بعد دوسرا سامان چیک کیا لیکن یہ کارروائی بھی بے سواری۔

”دیکن کو کس طرح چیک کیا ہے آپ نے“..... عمران نے کرل دانش سے پوچھا۔

”آئیے میں آپ کو دکھاؤں“..... کرل دانش نے کہا اور پھر وہ عمران کو لے کر ایک بڑے گیراج بنا کرے میں آ گیا۔ جس میں ناپ دے ٹیولنگ مینسی کی دیکن موجود تھی۔ اور واقعی اس کا ایک ایک حصہ اوجھڑا گیا تھا حتیٰ کہ سینوں کو بھی چھڑ کر دیکھا گیا تھا۔ عمران نے اپنے طور پر جانچ لیا۔ اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ باہر گیا۔

ہوئی دوسری سائیکل پر موجود نفلے تک جا رہی تھی۔ جب سوئی اس نفلے پر پہنچی تو صفدر نے بن آف کرنے شروع کر دیئے اور گئیں تیزی سے غائب ہونے لگ گئی اور چند لمحوں بعد رافیقہ کے چہرے کے خود بخود نظر آنے لگ گئے۔ صفدر نے آگے بڑھ کر گردن کے نفلے حصے میں موجود اس تھیلے کی بندش کھولی اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے وہ تھیلیا رافیقہ کے چہرے اور سر سے اتار لیا۔ جو لیا بھی اسے جھڑ کر سامنے کے رخ پر آگئی اور رافیقہ نے بے اختیار کراہنا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو لٹھنا شروع کر دیا۔ لیکن عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ رافیقہ کا چہرہ جھٹکے جیسا ہی تھا۔

”یہ کوئی خصوصی میک اپ بھی ہو سکتا ہے“..... جو لیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں مس جو لیا تو ایس سپر گئیں کے سامنے کوئی میک اپ نہیں ٹھہر سکتا بہر حال آخری چیکنگ بھی کر لیتے ہیں“..... عمران نے کہا اور چہرہ ایک سائیکل پر خاموش کمرے کرل دانش سے مخاطب ہو گیا۔

”کرل دانش..... عمران نے کہا۔

”میس سر..... کرل دانش نے چونک کر کہا۔

”گرم پانی کی بوتل۔ بھاپ کی بوتل اور اچھائی سٹ پانی کی بوتلیں منگواؤ“..... عمران نے کہا تو کرل دانش نے ساتھ کمرے ہونے کیپٹن اختر کو حکم دے دیا اور کیپٹن اختر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر

"کیسے اس میں واقعی ہماری مطلوبہ فائل نہیں ہے۔" عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ جب اس کمرے میں داخل ہوئے جہاں رافیہ موجود تھی تو عمران نے دیکھا کہ رافیہ اسی چہرے کے ساتھ موجود تھی۔

"یہ میک اپ میں نہیں، اب عمران صاحبہ!....." صفدر نے کہا۔

"ہاں اب مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ یہ اصل رافیہ ہے لیکن پھر وہ فلاور کہاں ہے۔ اب یہ خود بتائے گی....." جو یانے کہا۔

"بالکل اب یہ خود بتائے گی کہ فلاور کہاں ہے کیونکہ اس کی موجودگی کا مطلب یہی ہے کہ فلاور نے عین آخری لمحات میں اسے بھیج دیا ہے اور خود وہ کسی اور میک اپ میں یہاں آئی ہے....." عمران نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم تم لوگ خواہ مخواہ بھیر ظلم کر رہے ہو۔" رافیہ نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"صفدر بڑے کمرے میں موجود تمام عورتوں کے چہروں کو اسی میک اپ و اشرفے واٹش کر دے۔ تب تک میں اس رافیہ سے پوچھ گچھ کرتا ہوں....." عمران نے صفدر سے کہا۔

"کیپٹن اختر تم صفدر صاحب کے ساتھ جاؤ اور کارروائی مکمل کرو....." کرنل دانش نے کہا اور کیپٹن اختر صفدر کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یہاں ہیڈ کوارٹر میں گندھک کے تیزاب کی بوتل تو مل جالٹا گی....." عمران نے کرنل دانش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سر مل جائے گی مگر....." کرنل دانش نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ کے مگر کا جواب یہ ہے کہ یہ تیزاب میں اس محترمہ رافیہ کے چہرے پر انڈیلنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے شرافت سے میرے سوالوں کے جواب نہیں دیئے....." عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں ایسا مت کرو۔ ایسا مت کرو۔ میرا چہرہ مست بگاڑ....." بلکھت رافیہ نے بری طرح ہتھکنا شروع کر دیا۔

"ایسا صرف اس صورت میں نہیں ہو سکتا کہ تم بیچ بتاؤ کہ فلاور کہاں ہے اور کس روپ میں ہے ورنہ جہاں چہرہ تو کیا جہاں سے پورے جسم پر تیزاب ڈالا جا سکتا ہے اور پھر تم خود اندازہ کر سکتی ہو کہ جہاں رہتی زندگی کس عذاب میں گروے گی....." عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

"نہیں تم ایسا مت کرو میں جو کچھ جانتی ہوں سب بتا دیتی ہوں۔" میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ میں ایک کاروباری ادارے سافٹ کارپوریشن میں سٹیجنگ ڈائریکٹر کی پرسنل سیکرٹری ہوں۔ مجھے ادارے کے مالک اور چیئرمین محمود خان نے اپنا ہونٹھی پر طلب کیا۔ وہاں انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ مجھ سے ایک خاص کام لینا چاہتے ہیں اور

تعریف کی۔ اس کے بعد وہ عورت چلی گئی اور چیزیں صاحب بھی طے
 گئے تھے کہ کوٹھی میں بند کر دیا گیا لیکن وہاں تھے ہر آرام و آسائش مہیا کیا
 گیا۔ دو ملازم وہاں انتہہ رہ گئے۔ پھر اچانک میرے روپ میں وہی
 عورت کوٹھی میں آئی اور اس نے مجھے کہا کہ پلاننگ بدل دی گئی ہے۔
 اب میں کوٹھی میں بند رہنے کی بجائے نور مٹ بن کر نورسٹ گرؤپ
 کے ساتھ نائجنگ جاؤں گی۔ جب کہ وہ مجھ سے علیحدہ رہ کر نائجنگ
 جانے گی اور میں نے کسی کو یہ احساس نہیں ہونے دینا کہ میں اصل
 ہوں بلکہ میں نے ایسے انداز میں رہنا ہے۔ جیسے میں غیر ملکی عورت
 ہوں اور مجھ پر مقامی میک اپ کیا گیا ہے۔ اس عورت نے مجھے بہت
 تفصیل سے یہ سب کچھ سمجھایا۔ پھر وہ مجھے کار میں بٹھا کر ایک اور
 کوٹھی میں سلے گئی۔ وہاں سے ایک آدمی مجھے لے کر ٹاپ و سنہ
 ٹریولنگ مینجمنٹ کے دفتر لے گیا۔ جہاں ایک ویگن سفر کے لئے تیار
 تھی۔ مجھے اس میں سوار کر دیا گیا اور پھر ویگن چل پڑی میں نے ہدایت
 کے مطابق ایسا انداز اختیار کیا جیسے میں دراصل غیر ملکی عورت ہوں۔
 پھر ہم یہاں نادور ہو مل پہنچ گئے۔ اور اس کے بعد کہ نل صاحب اور فوجی
 آگے اور ہم ماب کو یہاں لے آئے جس سے یہ ساری بات رافیہ
 نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل
 سانس لیا۔ وہ رافیہ کے لہجے سے ہی اندازہ لگا چکا تھا کہ رافیہ جو کچھ کہتے
 رہی ہے وہ سچ ہے۔ غلام نے واقعی انتہائی ذہانت سے آخری لمحے میں
 پلاننگ بدل دی تھی۔ اور اس نے پلاننگ میں اس تبدیلی کی خبر محمود

اس کا مجھے بھاری معاوضہ دیا جائے گا۔ میرے کام پوچھنے پر انہوں نے
 بتایا کہ ایک غیر ملکی عورت میرے روپ میں سیاحوں کے ایک
 گروپ کے ساتھ نائجنگ جانا چاہتی ہے۔ چیزیں نے کہا کہ میرا
 قد و قامت اور جسامت اس غیر ملکی عورت سے بہت ملتی ہے اس لئے
 میرا انتخاب کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ غیر ملکی عورت ان کے
 فارن آفس میں ملازم ہے اور وہ اس کے ذریعے اس طریقے سے اپنا
 ایک انتہائی اہم بزنس سیکرٹ نائجنگ بھجوانا چاہتے ہیں لیکن ان کے
 کاروباری دشمن یہ بزنس سیکرٹ حاصل کرنے کے درپے ہیں۔ اگر یہ
 بزنس سیکرٹ ان کے ہاتھ لگ گیا تو انہیں کروڑوں ڈالر کا نقصان ہو
 جائے گا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے کچھ نہیں کرنا صرف ایک ہفتے
 تک ایک مکان میں بند رہنا ہے۔ وہاں سے میں باہر نہ جا سکوں گی
 لیکن وہاں تھے ہر آسائش مہیا کی جائے گی اور اس کے معاوضے میں مجھے
 بھاری رقم بھی دی جائے گی۔ میں تیار ہو گئی اور پھر چیزیں نے ایک
 آدمی کے ساتھ مجھے ایک کالونی کی کوٹھی میں بھیج دیا جہاں ایک غیر ملکی
 عورت موجود تھی۔ اس عورت نے مجھے سانسے بٹھا کر سینے پیرے پر
 نر امیک اپ کرنا شروع کر دیا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس
 عورت نے واقعی انتہائی حیرت انگیز طور پر اپنے آپ پر میرا چہرہ لگایا تھا
 یہ میک اپ اس قدر مکمل تھا کہ میری آنکھیں بھی دھو کہ کھار ہی
 تھیں۔ پھر چیزیں صاحب نے مجھے وہاں آگے انہوں نے اس عورت کو
 غلام کے نام سے ہی پکارا تھا انہوں نے بھی اس کے میک اپ کی

خان کو بھی نہ ہونے دی تھی۔ اسی لمحے صفدر واپس کرے میں داخل ہوا۔

”بڑے کمرے میں موجود تمام عورتیں اصل چہروں میں ہیں۔“
صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

”کرنل صاحب ان سب کو معذرت کر کے واپس بھجوا دیجئے۔“
عمران نے کرنل سے کہا اور کرنل نے اثبات میں سر ہلایا۔

”ہمیں انتہائی ذہانت سے احسن بنایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے فلادورافیہ کو بھیج کر خود وہیں درالحکومت میں ہی رہ گئی ہو اور فائل اس نے کسی اور ذریعے سے بھیج دی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے روپ میں ناننگ پہنچ بھی چکی ہو.....“ عمران نے ہوش چبھاتے ہوئے کہا۔ وہ اب مڑ کر کمرے سے باہر آ گیا تھا۔

”آپ کی بات درست ہے عمران صاحب ایسا بھی ہو سکتا ہے۔“
صفدر نے کہا۔

”مجھے حیف سے بات کرنی پڑے گی تاکہ وہ دوسرے ممبرز کو الٹ کر دے.....“ عمران نے کہا اور پھر وہ سب کرنل دانش کے ساتھ اس کے دفتر میں نکلے۔ کرنل دانش انہیں دفتر میں چھوڑ کر باہر چلا گیا۔ عمران نے جیب سے زبردستی ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ایک فزیکل فیڈ بک کر کے اس نے اس کا بیٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اور.....“ عمران نے بار بار کال دینا

شروع کر دی۔

”میں ایکسٹوائیڈنگ ہو اور..... چند لمحوں بعد ایکسٹوائیڈ مخصوص آواز سنائی دی۔“

”سر ہمارا مشن ناکام رہا ہے۔ رافیہ کو ہر طرح سے چیک کر لیا گیا ہے وہ اصل ہے اور فلادور یا تو کسی اور روپ میں ناننگ گئی ہے یا پھر وہ دارالحکومت میں ہی رہ گئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اب فائل سمیت ملک سے نکلنے کی کوشش کرے۔ آپ ممبرز کو الٹ کر دیں اور.....“
عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”لیکن فلادور کو کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ تم نے اور جو یا نے اس کی اس پلاننگ کا سراغ لگا لیا ہے۔ اس نے یہ سب کچھ حفظ یا تقدم کے طور پر کیا ہوگا اور وہ لازماً کسی اور میک اپ میں اس گروپ سے ہٹ کر لیکن ان کے ساتھ سفر کر رہی ہوگی۔ تم اسے وہیں چیک کرو اور.....“ حیف نے کہا۔

”اوہ میں سرواقعی آپ کی بات درست ہے۔ مجھے اس پوائنٹ کا خیال نہ آیا تھا۔ ٹھیک ہے میں چیک کرتا ہوں اور.....“ عمران نے کہا۔

”یہاں کی فکر مت کرو میں نے پہلے ہی ممبرز کو ہر طرح سے الٹ کر لیا ہوا ہے اور اینڈ آف.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”یہ شخص واقعی خطرناک حد تک ذہین ہے۔ یہ پوائنٹ واقعی

میرے ذہن میں بھی نہ آیا تھا..... عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا تو جو لیا اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر لکھتے اپنے چیف کے لئے فخریہ تاثرات ابجرائے تھے جیسے ذہانت کا مظاہرہ چیف نے نہیں انہوں نے خود کیا ہو۔

”تم چیف کو کیا سمجھتے ہو۔ اگر وہ ذہین نہ ہوتا تو اتنی بڑی سیٹ کس طرح سنبھال سکتا..... جو لیانے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

”عام طور پر تو چیف تنویر جتنی ذہانت کا ہی مظاہرہ کرتا ہے لیکن کبھی کبھی وہ میری ذہانت کے ادنیٰ پیمانے پر بھی جاتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جو اس منت کرو۔ اب بولو اس فلاور کو کیسے تلاش کیا جائے۔“

جو لیانے خراتے ہوئے کہا۔

”جھج پو جھجو تو مراد لکہ رہا ہے کہ جہاں اچہرہ بھی چیک کرا لوں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جو لیانے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر لکھتے شدید غصے کے تاثرات ابجرائے تھے۔ لیکن اسی لمحے کرنل دانش دفتر میں داخل ہوا تو جو لیانے بے اختیار ہوسٹ سمجھنے لگے لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اگر کرنل دانش اپنا تک نہ آجاتا تو وہ عمران کے گئے پڑ چکی ہوتی۔

”تمام سیاہوں کو واپس بھجوا دیا گیا ہے جناب اب کیا حکم ہے.....“ کرنل دانش نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ کسی اور جگہ بھی چیکنگ کر رہے ہیں.....“ عمران نے کہا۔

”جی جیلے تو نا جنگ تک چیکنگ کرائی تھی لیکن جب مطلوبہ ویگن مل گئی تو میں نے چیکنگ ختم کرا دی.....“ کرنل دانش نے جواب دیا۔ وہ کم گو اور رکھ رکھاؤ والا آدمی لگتا تھا اس لئے کم بولتا تھا اور جب بولتا تھا تو بھی صرف ضرورت کے الفاظ تک ہی محدود رہتا تھا۔

”یہ ویگن آپ نے ناور ہوئل میں چیک کی تھی.....“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں.....“ کرنل دانش نے جواب دیا۔

”آپ ایسا کریں کہ کسی ہیلپی کارپری کی مدد سے مجھے اور میرے ایک ساتھی کو فوری طور پر نا جنگ سرحد پر پہنچا دیں اور وہاں موجود محلے کو ہدایت بھی کر دیں کہ وہ ہمارے احکامات کی تعمیل کریں۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم نا جنگ میں داخل ہونے والی ہر عورت کا سیک اپ چیک کریں.....“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب کیا ضروری ہے کہ فائل عورت کے ذریعے ہی نا جنگ بھیجی جائے ہو سکتا ہے کہ فلاور نے کسی مرد کو فائل دے کر بھیج دیا ہو.....“ صفدر نے کہا۔

”ہو تو سکتا ہے لیکن جہاں تک میں نے فلاور کے کردار کو ریڈ کیا ہے اور جس طرح اس نے عین آخری لمحات میں رافیہ والی پلاننگ تبدیل کی ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس معاملے میں کسی

جاؤ..... تنویر سے شاید ہانہ گیا تو وہ بول پڑا۔

”نہیں اگر تم جو یا کے ساتھ ہوئے اور فلڈور تم سے نگرانگی تو پھر جو یا پھیلے ہی اس کے معاملے میں جذباتی ہو رہی ہے اور تم ویسے ہی بچوں کے بارے میں بہت جذباتی آدمی ہو۔ اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ فلڈور جہارے جذباتی پن کی بحیثیت چہرہ جائے.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس عورت کو واقعی زندہ رہنے کا حق نہیں ہے.....“ تنویر نے فحش لہجے میں کہا۔

”زندہ رہنے کا حق اسے ہے یا نہیں اس کا فیصلہ تو بہر حال عدالت ہی کرے گی اللہ اس سے فائل حاصل کرنے کا حق ہمیں ضرور حاصل ہے اور اس حق کے حصول کے لئے اس کا زندہ رہنا بے حد ضرورت ہے ہو سکتا ہے اس نے فائل کہیں چھپا رکھی ہو.....“ عمران نے جواب دیا۔

”عمران درست کہہ رہا ہے۔ صفدر میرے ساتھ جائے گا۔ جو یا نے کہا اور تنویر اس بار خاموش رہا۔

”کرنل دانش یہاں کوئی پرائیویٹ جیب بھی مل سکتی ہے مطلب ہے فوجی جیب نہ ہو.....“ عمران نے کرنل دانش سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش بیٹھا دوا تھا۔

”جی بالکل مل سکتی ہے۔ میرے پاس تو اپنی پرائیویٹ جیب موجود ہے.....“ کرنل دانش نے جواب دیا۔

پر اعتماد کرنے والی عورت نہیں ہے۔ وہ لامحالہ خود اسے ناچنگ لے جانے کی کوشش کرے گی۔ اب ہمارے پاس کوئی واضح کلیو تو رہا نہیں اس لئے خاموش ہو کر بیٹھے رہتے تھے تو بہتر ہے کہ ہم اندھیرے میں ہی ٹامک ٹونیاں مارتے رہیں شاید کوئی تیر نشانے پر بیٹھ جائے.....“ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں دو گروپوں کی صورت میں کام کرنا چاہیے ایک گروپ تو ناچنگ کی سرحد پر چیکنگ کرنے اور دوسرا یہاں سے بانی روڈ ناچنگ جانے والے راستے میں موجود ہوٹلوں۔ ریسن ہاؤسز اور ایسے ہی دوسرے سٹاپس پر موجود سیاح عورتوں کو چیک کرنا ہوا آگے ناچنگ پہنچے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فلڈور نے وہاں سرحد پر کوئی ایسا انتظام کر رکھا ہو کہ اسے چیکنگ کی اطلاع مل جائے اور وہ آگے بڑھنے کی بجائے کسی ہوٹل میں ہی رہ پڑے تاکہ ہم تھک کر اور مایوس ہو کر جب واپس چلے جائیں تب وہ اطمینان سے سرحد پار کر جائے۔“ جو یا نے کہا۔

”گڈ یہ بہتر اور اچھا آئیڈیا ہے۔ ایک عمارت ہے ولی راولی می شاسد یعنی ایک دنی دوسرے ولی کو پہچانتا ہے۔ اس طرح ایک عورت ہی دوسری عورت کو پہچان سکتی ہے۔ اس لئے جو یا اور صفدر بانی روڈ ناچنگ پہنچیں گے جب کہ تنویر میرے ساتھ ناچنگ پہنچ کر چیکنگ کرے گا.....“ عمران نے کہا تو تنویر کا بے اختیار منہ بن گیا۔

”میں مس جو یا کے ساتھ جاؤں گا۔ تم صفدر کو اپنے ساتھ لے

"نہیں تمہاری جیب کو جہاں کے لوگ اچھی طرح پہچانتے ہوں گے کوئی دوسری جیب مل جائے تو بہتر ہے"..... عمران نے کہا۔

"جہاں کی ایک سیاحتی کمپنی جیسے سیاحوں کو کرایہ پر دیتی ہے وہاں سے منگوائی جاسکتی ہے"..... کرنل دانش نے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ جیب منگوا کر مس جو دیا اور مصدر کے حوالے کر دیں اور میرے اور تنویر کے لئے ہیلی کاپٹر تیار کر دیں تاکہ ہم تاجنگ کی سرحد پر پہنچ سکیں"..... عمران نے کہا تو کرنل دانش نے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

ظلاور بڑے مطمئن انداز میں ہوٹل کی سب سے اوپر والی منزل پر بنی ہوئی ریٹنگ کے قریب کرسی پر بیٹھی ہوئی دور تک پھیلے ہوئے انتہائی خوبصورت نظاروں کو دیکھنے میں مگن تھی۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات موجود تھے رضانیچے گیا ہوا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ کوئی رسالہ خریدنے جا رہا ہے تاکہ اسے پڑھ کر اپنا دل بہلا سکے اور ظلاور نے اسے اجازت دے دی تھی کیونکہ اسے رضانیکی حالت کا اچھی طرح اندازہ تھا کیونکہ رضانیکی قسم کا مہینہ مون منارہا تھا اس انداز میں وہ پچارہ رسالہ ہی پڑھ کر وقت گزار سکتا تھا اور کیا کرتا۔ رافیہ اور ناپ دے دیگن کو فوجیوں کے ساتھ گئے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے تھے اور ابھی تک ان کے بارے میں کوئی خبر نہ تھی لیکن ظلاور ان کی طرف سے پوری طرح مطمئن تھی کیونکہ رافیہ اصل تھی اور رافیہ کو فائل کے بارے میں یا ظلاور کے موجودہ میک اپ کے بارے میں کچھ بھی

علم نہ تھا اس لئے فوجی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے۔ اسے یقین تھا کہ یہ ساری کارروائی فوجی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حکم پر کر رہے ہوں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ فوجی ہیڈ کوارٹر خود بھی پہنچ گئے ہوں کیونکہ اس نے کافی درجہ تک ایک بڑے سے تیز رفتار ہیلی کاپٹر کو دارالحکومت کی سمت سے آتے ہوئے دیکھا تھا ہیلی کاپٹر کچھ فاصلے پر پہاڑیوں کے درمیان اتر گیا تھا۔ گو اسے اس بات پر حیرت تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے آخر کس طرح محمود خان کا سراغ بھی لگا لیا اور اسے کور کر کے اس سے پلاننگ بھی معلوم کر لی۔ کیونکہ اس کی پلاننگ کے مطابق تو پروفیسر فضل حسین نے جو لیا کے ذہن میں یہ راج کر دیا تھا کہ یہ وار دات اس نے کی ہے اور شاہد بھی اس کے خلاف ہوں گے۔ اس لئے ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس جو لیا میں ہی لٹھ جاسے گی۔ پروفیسر فضل حسین کو اس نے اس لئے گولی مار دی تھی کیونکہ یہ ساری پلاننگ اس کے سامنے مکمل ہوئی تھی اور وہ بعد میں بلیک میل بھی کر سکتا تھا اور ہو سکتا ہے کہ اس کا ہیڈ حب الوطنی عود کر آتا تو وہ حکومت کو اس کی اطلاع بھی کر سکتا تھا لیکن اس کے باوجود یہ لوگ رافیہ تک پہنچ گئے تھے۔ اگر وہ اپنی پلاننگ عین آخری لمحات میں نہ بدل دیتی تو اب تک فائل اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہوتی۔ وہ نظارے دیکھنے کے ساتھ ساتھ یہ باتیں سوچ رہی تھی کہ اچانک اس کے ذہن میں کلب کے میجر اور اپنے دوست آسنن کا خیال برقی کے گوندے کی طرح لپکا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار

کر سی سے اچھل پڑی۔
 "اوه اوه کہیں یہ لوگ کسی طرح آسنن تک تو نہیں پہنچ گئے کیونکہ محمود خان کے علاوہ صرف اسے معلوم تھا کہ میں رافیہ کے روپ میں نا جنگ جا رہی ہوں..... فلادر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں یہ خیال بھی آ رہا تھا کہ آسنن کا تو کسی صورت بھی کوئی تعلق اس کے موجودہ مشن کے ساتھ نہیں ہو سکتا اس لئے اس تک کوئی کیسی پہنچ سکتا ہے۔ سبھی وہ ذہنی طور پر اسی ادھیڑ بن میں مصروف تھی کہ اسے اپنی پشت پر تیز تیز قدموں کی آواز سنائی دی تو اس نے بے اختیار چونک کر گردن موڑی۔ دوسرے لمحے دیکھ کر اسے اطمینان ہو گیا کہ آنے والا رضاحہ۔

"رافیہ اور اس کے سارے ساتھی واپس آگئے ہیں مادام..... رضاحہ نے ساتھ پڑی ہوئی کر سی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو فلادر چونک پڑی۔"
 "اچھا۔ کیا بتاتے ہیں وہ..... فلادر نے چونک کر پوچھا۔"
 "ان سب کو فوجی چھاؤنی میں لے گئے پیران کی اور ان کے سامان کی تلاش لی گئی۔ ویگن کی بھی انتہائی تفصیلی تلاش لی گئی ہے اس کے بعد انہیں وہیں روک لیا گیا پھر تین سو اسیں مرد اور ایک سو اسی خواتین عورت وہاں پہنچی..... رضاحہ نے بتانا شروع کیا۔"
 "کیا کیا کہہ رہے ہو سو اسی خواتین عورت..... فلادر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔"

"ہاں رافیہ نے یہی بتایا ہے کیوں۔ آپ کیوں چونکی ہیں۔" رضاحہ

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "بہر حال بتاؤ پھر کیا ہوا؟..... فلاور نے ہونٹ بچھینتے ہوئے کہا
 اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھرائی تھیں۔"

"رافیہ کے مطابق یہ سوسس خزاو عورت اس پر چھپتی پڑی اور اس
 کا گلا گھونٹنے لگی وہ اسے فلاور کہہ رہی تھی۔ بمشکل رافیہ کو اس کی
 گرفت سے چھڑوایا گیا۔ اس کے بعد رافیہ کے چہرے کو کسی خاص قسم
 کے میک اپ واشر سے چیک کیا گیا پھر اجہانی سٹخ پانی پھر بمھاپ اور
 گرم پانی سے بھی چہرہ واشر کیا گیا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک آدمی
 نے رافیہ پر تزیاب ڈالنے کی دھمکی دے کر اس سے پوچھ گچھ کی۔ اس
 کے بعد اسے واپس بھیج دیا۔ باقی افراد کو علیحدہ رکھا گیا تھا۔ ان میں
 سے عورتوں کے چہروں کو بھی میک اپ واشر سے چیک کیا گیا اور
 اب یہ لوگ آگے جانے کی بجائے واپس دارالکومت جا رہے ہیں۔ ان
 کی دیکھن اب اس قابل نہیں رہی کہ طویل پہاڑی سفر کر سکے اس لئے
 ان کا لیڈر ہاشم کہنپن کے شیجر سے بات کر رہا ہے تاکہ انہیں دوسری
 دیکھن مل سکے..... رضانے جواب دیتے ہوئے کہا۔"

"ہو نہہہ اس کا مطلب ہے کہ باقاعدہ خبری ہوئی ہے اور جو لیا کے
 ذہن سے یہ بات بھی نکال دی گئی ہے کہ اس نے فائل چوری کی اور وہ
 میرے متعلق بھی جانتے ہیں۔ بہر حال ٹھیک ہے جو جی چاہے کر لیں
 وہ مجھے کسی صورت بھی ٹریس نہیں کر سکتے..... فلاور نے بڑے
 با اعتماد لہجے میں کہا۔"

"مادام اب ہمارے لئے خطرات بڑھ نہیں گئے..... رضانے جند
 لہجے خاموش رہنے کے بعد کہا۔"

"خطرات کس طرح..... فلاور نے چونک کر پوچھا۔"

"ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ نا جنگ کی سرحد پر چینگنگ شروع کر دیں
 اور وہاں میک اپ واشر سے ہر ایک کا چہرہ واشر کرنے لگ جائیں۔
 اس طرح تو آپ ٹریس بھی ہو سکتی ہیں..... رضانے کہا۔"

"تم نے واقعی اچھی بات سوچی ہے۔ میں اس سوسس خزاو لڑکی کے
 ذکر پر اس لئے چونگی تھی کہ اس لڑکی کا نام جو لیا ہے اور اس کا تعلق
 پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور میں نے اس کے میک اپ میں
 فائل حاصل کی تھی۔ گو میں نے اپنے طور پر تو اجہانی کامیاب اور گہری
 پلاننگ کی تھی لیکن بہر حال انہیں کسی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ جو لیا
 کے روپ میں یہ کام میں نے کیا ہے اس لئے اب وہ مجھے تلاش کر رہے
 ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں فائل رافیہ کے روپ میں
 نا جنگ لے جا رہی ہوں۔ اگر میں آخری لمحات میں پلاننگ بدل نہ
 دیتی تو مار کھا جاتی۔ بہر حال اب وہ مکمل طور پر اندھیرے میں ہیں
 کیونکہ میرے اس موجودہ روپ کا علم سوائے ہمارے اور کسی کو
 نہیں ہے۔ جہاں تک میک اپ کا تعلق ہے تو گو میں نے اجہانی
 خصوصی میک اپ کیا ہوا ہے لیکن جو طریقے انہوں نے رافیہ پر
 استعمال کئے ہیں اس سے مجھے بھی خود شہ حق ہو گیا ہے لیکن فائل
 بہر حال ہم نے نا جنگ پہنچانی ہی ہے..... فلاور نے جواب دیا۔"

"تو مادام پھر آپ ہی اس کا کوئی حل سوچیں"..... رضائے کہا۔
 "ظاہر ہے یہ میرا مسئلہ ہے۔ میں سوچ لوں گی تم ذہن پر بوجھ نہ دو
 تم بس ایسی ہی اداکاری کرتے رہو جیسے تم اپنی بیوی کے ساتھ ہنسی
 مون مٹانے آئے ہو"..... فلادور نے کہا اور رضائے اشبات میں سر ہلا
 دیا۔ اسی لمحے ایک ویزر قریب سے گزرا تو فلادور نے اسے ہاتھ کے
 اشارے سے بلایا۔

"جی بیگم صاحبہ"..... ویزر نے اہتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔
 "مہاں کوئی ایسا گاڈیل مل سکتا ہے جو ان سارے علاقوں کے پچے
 پچے سے واقف ہو۔ ہم ایسے علاقے دیکھنا چاہتے ہیں جہاں عام سیاح نہ
 جاتے ہوں۔ ہم معتول معاوضہ دیں گے لیکن آدی ایماندار اور با
 اعتماد ہو نا چاہئے"..... فلادور نے ویزر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی بیگم صاحبہ میرا بھائی افضل یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے۔
 ویسے تو وہ نایتنگ میں رہتا ہے وہاں اس کی ملازمت ہے لیکن آج کل
 وہ مہاں آیا ہوا ہے۔ ہم لوگ آیاؤ اجداد سے مہاں رہتے ہیں اس لئے یہ
 سارے علاقے ہمارے دیکھے بھالے ہیں۔ میرا بھائی آپ کو ایسی ایسی
 جگہوں کی سیر کرانے کا کہہ سکتا ہے۔ دنیا کا کوئی فرد وہاں تک گیا ہی نہ
 ہوگا۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے بلا لوں"..... ویزر نے دانت نکالتے
 ہوئے کہا۔

"جہاں بھائی نایتنگ میں کیا کام کرتا ہے"..... فلادور نے پوچھا۔
 "وہ میری طرح وہاں کے ایک ہوٹل میں ویزر ہے۔ اصل میں

نایتنگ میں اس کا سسرال ہے اس کی بیوی اپنے میکے رہنا چاہتی تھی
 اس لئے اس نے وہیں ملازمت کرنی"..... ویزر نے جواب دیا۔
 "لیکن یہ کیسے ممکن ہے وہ تو پاکیشیا کا شہری ہوگا پھر نایتنگ میں
 کیسے ملازمت کر سکتا ہے۔ شوگر ان میں تو ورک پر مٹ دینے کا قانون
 ہی نہیں ہے جب تک حکومت اپنے کسی خاص مقصد کے لئے کسی کو
 طلب نہ کرے"..... فلادور نے کہا۔

"بیگم صاحبہ یہ سرحدی علاقے ہیں اور ہم مہاں کے رہنے والے ہیں
 نایتنگ میں بھی ہمارے قبیلے کے لوگ کثرت سے آباد ہیں پہاڑوں
 میں بکثرت ایسے راستے موجود ہیں کہ ہم اطمینان سے آ جا سکتے ہیں۔
 ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم ان چکروں میں پڑیں اور وہاں نایتنگ میں
 بھی ہمیں کوئی نہیں پوچھتا"..... ویزر نے جواب دیا تو فلادور بے اختیار
 چونک پڑی۔

"اوہ کیا جہاں بھائی ایسے راستوں سے واقف ہے جہاں سے
 سرحدی محافظوں کی نظروں میں آئے بغیر نایتنگ پہنچا جا سکے اور واپس
 آیا جا سکے"..... فلادور نے کہا۔

"جی ہاں سارے قبیلے کو ایسے راستوں کا علم ہے۔ البتہ میرا بھائی تو
 ایسے راستے بھی جانتا ہے جس کا علم مہاں کے رہنے والوں کو بھی نہیں
 ہے۔ اسے بھی آپ کی طرح نئے سے نئے راستے تلاش کرنے اور علاقے
 دیکھنے کا بے حد شوق ہے"..... ویزر نے جواب دیا تو فلادور نے جھیکٹ
 کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دو بڑے نوٹ نکال کر اس نے ویزر کی مٹھی

میں دے دیتے تو ویزا کی آنکھوں میں تیرہ جگہ اچھرائی۔

"ہم کمرے میں جا رہے ہیں۔ تم اپنے بھائی کو لے کر وہاں آ جاؤ، ہم اسے بھی معقول معاوضہ دیں گے اور تمہیں بھی مزید انعام دیں گے۔ ہمارا کمرہ نمبر چلتے ہوناں..... فلاور نے کہا۔

"میں مادام آپ کمرہ نمبر چھ میں رہ رہی ہیں۔ ایک گھنٹے کے اندر میرا بھائی تمہیں لے کرے۔ میں پہنچ جائے گا..... ویزا نے جلدی سے نوٹ اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالنے ہوئے کہا۔

"سنو مہاں ہمارے چند ساتھی بھی ہیں۔ اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ ہم ایسے راستوں سے جا رہے ہیں تو وہ بھی ساتھ چلنے پر اصرار کریں گے اس طرح ہم ڈسٹرب ہو جائیں گے جب کہ ہم دونوں میاں بیوی اکیلے جانا چاہتے ہیں۔ کیا تم اس کا کوئی بندوبست کر سکتے ہو..... فلاور نے کہا۔

"بگیم صاحبہ پھر ایسا ہے کہ آپ دونوں ٹھیکے ہوئے ہو مل سے باہر شمال کی طرف چلیں۔ وہاں میں اپنے بھائی کے ساتھ پہنچ جاؤں گا وہاں آپ بات چیت کر لیں لیکن آپ کو جیب میں چھوڑنی پڑے گی کیونکہ ان راستوں پر جیب نہیں جاسکتی۔ پیدل سفر ہو سکتا ہے اس طرح کسی کو بھی علم نہ ہو سکے گا..... ویزا نے جواب دیا۔

"تم اور ہمارا بھائی کتنی دیر میں وہاں پہنچے گا..... فلاور نے پوچھا۔

"ایک گھنٹے بعد کیونکہ آدھے گھنٹے بعد میری ڈیوٹی آف ہو جائے گی اور میں گھر جا کر بھائی کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا..... ویزا نے

جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، ہم ایک گھنٹے بعد شمال کی طرف دریا کے کنارے پہنچ جائیں گے تم اپنے بھائی سمیت وہیں ہم سے مل لینا پھر جیسے بھی پروگرام بنے گا طے کر لیں گے..... فلاور نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو ویزا سلام کر کے تیزی سے مڑ گیا۔

"طریقہ تو اچھا ہے مادام لیکن جیب کا کیا ہوگا۔ اگر ہماری جیب یہاں رہ گئی تو ہو سکتا ہے کہ لوگ مشکوک ہو جائیں گے..... رضا نے کہا۔

"اس کا بھی کوئی حل سوچ لیں گے لیکن اگر ہماری یہ پلاننگ کامیاب ہو گئی تو پھر ہم انتہائی محفوظ طریقے سے نائج پہنچ جائیں گے پھر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اور فوجی سب چیکنگ ہی کرتے رہ جائیں گے..... فلاور نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا اور رضا نے اثبات میں سر ہلادیا۔

بارے میں پوچھا تھا۔ آپ کیوں میک اپ کرنا چاہتی ہیں کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟..... صفدر نے کہا۔

”فلادر نے میرے میک اپ میں واردات کی ہے اس لئے اگر اس نے مجھے دیکھا تو وہ لامحالہ محتاط ہو جائے گی۔ جب کہ میک اپ میں اسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا“..... جو یاس نے جواب دیا۔

”ہاں آپ کی بات تو واقعی درست ہے لیکن اب سامان نہ ہونے کی وجہ سے مجبوری ہے۔ ویسے اس سے ایک فائدہ بھی ہو سکتا ہے۔“
صفدر نے کہا۔

”کیا..... جو یاس نے چونک کر پوچھا۔

”فلادر جیسے ہی آپ کو دیکھے گی وہ چونک پڑے گی اور محتاط ہو جائے گی اس طرح اسے چیک کیا جاسکتا ہے“..... صفدر نے جواب دیا اور جو یاسے اختیار بخش پڑی۔

”ہاں اگر ہم اس کے چونکنے اور احتیاط کو چیک کر سکیں نجانے وہ کس روپ میں ہوگی۔ اب ہم ہر سیاح عورت کو تو مشکوک قرار نہیں دے سکتے۔ میں مسلسل یہی بات سوچتی چلی آ رہی ہوں کہ آخر ہم کس طرح چیننگ کریں گے؟..... جو یاس نے کہا۔

”ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی قد و قامت اور لمبائی جلتی جسامت کی عورتوں کو چیک کیا جائے۔ ان سے اچانک سوال کیے جائیں۔ سپیشل فورس والے کارڈ کو استعمال کیا جائے پھر ان کے رد عمل کو دیکھ کر اندازہ لگایا جائے“..... صفدر نے جواب دیا تو جو یاس

پرائیونٹ جیب لمٹری چھاننی سے نکل کر نارو ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا جب کہ سائینڈ سیٹ پر جو یاس بیٹھی ہوئی تھی۔ کرنل دانش نے انہیں ناچنگ تک کا تفصیلی نقشہ بھی مہیا کر دیا تھا اور انہیں راستہ بھی اچھی طرح سمجھا دیا تھا اور صفدر اور جو یاس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ پہلے نارو ہوٹل جائیں گے جہاں سے رانیہ اور ویگن کو چھاننی لے آیا گیا تھا وہاں سے وہ اپنی چیننگ کا آغاز کریں گے۔ لمٹری چھاننی سے نارو ہوٹل کا راستہ بھی چونکہ صفدر نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا اس لئے وہ اطمینان سے جیب چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

”اگر میں میک اپ کر لیتی تو زیادہ بہتر تھا لیکن چھاننی میں میک اپ کا سامان ہی موجود نہیں ہے“..... جو یاس نے کہا۔

”آپ نے وہاں کرنل دانش سے بھی میک اپ کے سامان کے

نے اشیات میں سر ملادیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ نادر ہوٹل پہنچ گئے۔ نادر ہوٹل میں ملکی و غیر ملکی سیاح مردوں اور عورتوں کی خاصی تعداد موجود تھی۔ چونکہ موسم انتہائی شاندار تھا اس لئے سب لوگ باہر لان میں موجود کرسیوں پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ صفدر نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر وہ نیچے اتر آئے۔

”اور رحمت پر بھی روشنیاں ہیں۔ میرے خیال میں اوپر بھی لوگ موجود ہیں۔“ جو یانے سر اٹھا کر بلڈنگ کے ارد والے حصے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور صفدر نے اشیات میں سر ملادیا۔ پھر دونوں نے لان کا ایک چکر لگایا اور ایک طرف رکھی ہوئی دو خالی کرسیوں پر جا کر بیٹھ گئے اور دونوں وہاں بیٹھی ہوئی لڑکیوں کو نگاہوں پی نگاہوں میں چیک کرنے لگے لیکن کوئی بھی لڑکی یا عورت ایسی نہ تھی جس پر شک کیا جاسکے۔ عمران نے چونکہ بتا دیا تھا کہ نا جنگ میں سڑک کے راستے صرف پاکیشیائی شہریوں کو جانے کی ہی اجازت دی جاتی ہے اس لئے وہ غیر ملکی عورتوں کی بجائے مقامی عورتوں کو ہی چیک کر رہے تھے۔

”اس وقت تو میں نے تجویز ہمیش کر دی اور عمران کی تعریف سن کر میں خوشی سے پھول بھی گئی لیکن اب مجھے اپنی حماقت کا احساس ہو رہا ہے۔ عمران نے بھی شاید میرا دل رکھنے کے لئے میری تجویز کی تعریف کی تھی اس طرح بھلا کیسے چیکنگ ہو سکتی ہے۔ یہ آئیڈیا ہی احمقانہ ہے۔“ تموڑی زہر بعد جو یانے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”واقعی کچھ نہیں آرہی کہ ایسا کون سا طریقہ استعمال کیا جائے کہ فلاڈر کو چیک کیا جاسکے۔“ صفدر نے بھی اٹھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اب اس حماقت پر مزید وقت ضائع کرنے کی بجائے وہیں نا جنگ کی سرحد پر ہی پہنچ جانا چاہئے۔ عمران کا طریقہ درست ہے نا جنگ جانے والی سب عورتوں کے میک اپ چیک کیے جائیں اس کے علاوہ اور دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے۔“ جو یانے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اور اگر فلاڈر چیک پوسٹ کی بجائے کسی دوسرے راستے سے نا جنگ پہنچ گئی تب عمران صاحب کیا کریں گے۔“ صفدر نے کہا تو جو یانے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ اوہ واقعی ایسا بھی تو ہو سکتا ہے۔ ان پہاڑی علاقوں میں واقعی ایسے راستے موجود ہوتے ہیں۔ زری بیڈ پھر تو مشن کسی صورت بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔“ جو یانے حد پریشان ہو گئی تھی۔

”ارے ارے میں نے تو ویسے ہی آپ کی بات کا جواب دینے کی وجہ سے یہ بات کہہ دی ہے۔ ضروری تو نہیں کہ ایسا ہو۔“ صفدر نے اسے انتہائی بریشان دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں فلاڈر بے حد چالاک اور شاطر عورت ہے۔ اسے رافیق کی چیکنگ اور ہماری موجودگی کا علم ہو گیا ہو گا وہ لامحالہ یہ طریقہ اختیار کرے گی۔“ جو یانے جواب دیا۔

”ہاں ہو تو سکتا ہے لیکن وہ غیر ملکی عورت ہے۔ چاہے وہ مقامی

بارے میں جانتا ہے۔ اب کیسے معلوم کیا جائے کہ کوئی کسی کو لے گیا ہے یا نہیں ویسے بھی یہ غیر قانونی کام ہے۔ ظاہر ہے وہ خفیہ طور پر ہی کام کرے گا..... ویزٹے جواب دیا۔

”تم معلومات تو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ گاؤں جا کر کچھ لوگوں سے پوچھو تو یہی شاید معلوم ہو جائے۔ تمہیں اور بھی انعام دیا جائے گا“..... اس بار صفدر نے کہا۔

”میری ڈیوٹی آف ہونے والی ہے۔ میں جا کر معلومات کرتا ہوں۔ ایک دو آدمی میری نظر میں ہیں جو سیاحوں کو ایسے راستوں پر لے جاتے ہیں میں ان سے معلومات کرتا ہوں“..... ویزٹے کہا۔

”کتنی در میں تمہاری واپسی ہوگی“..... صفدر نے کہا۔

”ایک گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا“..... ویزٹے جواب دیا۔

”او کے پھر جاؤ۔ ہم تمہارا ہمیں انتظار کریں گے۔ ہمیں کافی لا

دو.....“ صفدر نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر ویزٹے کو دیتے

ہوئے کہا تو ویزٹے نے انہیں سلام کیا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا

”یہ تو اندھیرے میں تیر چلانے والی بات ہے۔ نجانے یہ کیسا

مشن ہے کہ کوئی دانش کلیدی نہیں مل رہا۔ اس فلاور نے تو ہمیں بے

ہمس کر کے رک دیا ہے“..... جو یانے ہونٹ کھٹکتے ہوئے کہا اور

صفدر نے اجمبات میں سر ملادیا۔ تھوڑی دیر بعد ویزٹے آیا اور اس نے

برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے۔

”میں جا رہا ہوں جناب ایک گھنٹے تک آجاؤں گا“..... ویزٹے کہا

”میک اپ میں ہی کیوں نہ ہو۔ بہر حال ہے تو غیر ملکی۔ وہ اپنے طور پر تو ان راستوں پر سفر نہیں کر سکتی۔ لامحالہ اسے یہاں کے کسی مقامی آدمی کی خدمات حاصل کرنی پڑیں گی“..... صفدر نے کہا۔

”یہاں کسی ویزٹے اس سلسلے میں بات کی جا سکتی ہے۔ یہ مقامی لوگ ہیں انہیں ایسے راستوں کا بخوبی علم رہتا ہے“..... جو یانے اچانک کہا اور اسی لمحے ایک اوجیز عمر ویزٹے آڈر لینے کے لئے ان کے پاس پہنچ گیا۔

”ہمیں چند معلومات چاہئیں“..... جو یانے کہا اور جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے ویزٹے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ویزٹے آنکھوں میں نوٹ دیکھ کر جھک آگئی۔

”جی میڈم پوچھیں جو مجھے معلوم ہو گا میں بتا دوں گا“..... ویزٹے

جلدی سے نوٹ کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”ہمارا تعلق ایک خفیہ سرکاری ادارے سے ہے۔ ہم ایک عورت

کو تلاش کر رہے ہیں جو مقامی بھی ہو سکتی ہے اور غیر ملکی بھی۔ وہ

عورت ناجنگ جانا چاہتی ہے لیکن ایسے راستوں سے کہ سرحد پر چیک

پوسٹ والوں کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ کیا کوئی ایسا طریقہ ہو سکتا ہے

کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ کوئی عورت ان راستوں پر گئی ہے یا نہیں

وہ لامحالہ یہاں کے کسی مقامی آدمی کی خدمات حاصل کئے بغیر نہیں جا

سکتی“..... جو یانے کہا۔

”جی یہ تو کافی بڑا گاؤں ہے اور یہاں کا ہر آدمی ہی راستوں کے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جیتے تم اپنا نام بتاؤ....." صفدر نے کہا۔

"جی میرا نام نعمت علی ہے....." دیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ کیا بات ہے....." جوئی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"اب سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ایک مقامی عورت اور ایک مقامی مرد اپنی بیب اس ہوٹل کے ویزا فضل کے احاطے میں چھوڑ کر اس کے بھائی تفضل کے ساتھ کہیں گئے ہیں....." نعمت علی نے جواب دیا۔

"کہاں گئے ہیں....." صفدر نے پوچھا۔

"جی یہ تو معلوم نہیں ہو سکا۔ بس انہیں گاؤں سے نکل کر جاتے

ہوئے دیکھا گیا ہے....." نعمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم کرنا چاہئے تھا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ

اوردگرد کسی سرگاہ میں گئے ہوں....." جوئی نے کہا۔

"میزم اس ہوٹل کا ویزا فضل میرے گاؤں میں ہی رہتا ہے۔ اس

کا بھائی تفضل الہیہ نا جنگ میں رہتا ہے۔ وہ وہاں کے ایک ہوٹل میں

دیر ہے۔ دونوں بھائیوں کی شہرت اچھی نہیں ہے اس لئے گاؤں کے

لوگ ان سے کم ہی بات کرتے ہیں۔ تفضل کئی دنوں سے نا جنگ

سے کہاں آیا ہوا تھا۔ ویسے وہ یہاں کے چچے سے واقف ہے اور

نا جنگ جاننے کے ایسے راستوں سے بھی واقف ہے کہ جن کے متعلق

شاید یہاں کے لوگوں کو بھی علم نہ ہو اس لئے میرا اندازہ ہے کہ وہ

اور جوئی اور صفدر کے سر ملانے پر وہ تیزی سے مڑا اور واپس چلا گیا۔

جوئی اور صفدر دونوں کافی پینے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد

ایک اور ویزا آکر برتن سمیٹے اور بل لا کر دیا تو صفدر نے بل کے

ساتھ اسے فپ بھی دے دی۔ پھر وہ پہلے والے ویزا کے انتظار میں بیٹھے

رہے لیکن ان کی نظریں وہاں موجود عورتوں کا مسلسل جائزہ لینے میں

مصروف تھیں۔ ایک گھنٹہ کسی طرح گزرنے میں ہی نہ آ رہا تھا۔

"آؤ صفدر باہر ٹہلیں مجھے یہاں نہ جانے کیوں گھنٹن سی محسوس

ہوئے لگی ہے....." جوئی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ تو صفدر بھی اٹھ کھڑا

ہوا۔

"یہ گھنٹن ہماری ذہنی پریشانی کی وجہ سے ہے ورنہ اس قدر شاندار

موسم میں گھنٹن کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا....." صفدر نے

مسکراتے ہوئے کہا اور جوئی نے اثبات میں سر ملادیا۔ پھر وہ ہوٹل سے

باہر نکل کر ادھر ادھر ٹہلنے لگے اور لوگ بھی وہاں ٹہل رہے تھے اور

آہیں میں باتیں کر رہے تھے اس لئے کسی نے ان کی طرف توجہ نہ کی۔

تھوڑی دیر بعد اچانک وہ ویزا ان کے پاس آکر رک گیا۔ چونکہ اب وہ

ہوٹل کی یونیفارم کی بجائے عام مقامی لباس میں تھا اس لئے جب وہ

قریب آکر رکا اور اس نے سلام کیا تو ان دونوں نے اسے پہچانا۔

"اوہ تم کتنے کچھ پتہ چلا....." جوئی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں اتفاق سے ایک بات کا علم تو ہوا ہے۔ اب یہ تو معلوم

نہیں ہے کہ وہ بات آپ کے کام کی بھی ہے یا نہیں....." ویزا نے

کر سکا۔ آپ نے جو پہلے رقم دی ہے وہی کافی ہے۔ یہ رکھ لیں۔۔۔ نعمت علی نے نوٹ واپس کرتے ہوئے کہا۔

”اودہ نہیں یہ تو میں خوشی سے دے رہا ہوں رکھ لو“..... صفدر نے کہا اور نعمت علی نے نوٹ جیب میں رکھ کر انہیں گاؤں کا راستہ اور افضل کے مکان کی تفصیل بتادی۔ صفدر نے اس سے افضل کا حلیہ بھی پوچھ لیا اور پھر اسے واپس بھیج کر وہ دونوں گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے۔

”میری چھٹی حس کہہ رہی ہے صفدر کہ ہم درست سراغ پر چل نکلے ہیں“..... جوئی نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ملادیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک پہاڑی پر بسنے ہوئے کچے اور ٹیڑھے میڑھے مکانات پر مشتمل گاؤں میں پہنچ گئے۔ ان مکانات کا تعمیر شدہ رقبہ تو بے حد کم تھا البتہ احاطے بڑے بڑے تھے۔ ظاہر ہے یہاں ان لوگوں نے زمین تو کسی سے نہ خریدنی ہوتی تھی ان کے لئے اصل مسئلہ تو کمروں اور چار دیواری کی تعمیر ہوتا تھا۔ اس لئے احاطے بڑے تھے جسے لوگوں سے پوچھنے کے بعد وہ آخر کار ایک کچے مکان کے سامنے پہنچ گئے جس کے احاطے میں واقعی ایک نئی جیب کھڑی نظر آ رہی تھی۔ جیب پر دارالحکومت کی نمبر پلیٹ تھی مگر کسی سیاحتی کنشن یا اشتہار اس پر چسپاں نہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ جیب واقعی کسی کی ذاتی ملکیت ہے۔ ان دونوں کے افضل کے مکان کے سامنے رکھتے ہی ادھر ادھر سے کئی افراد آ گئے۔

انہیں ساتھ لے کر کسی خفیہ راستے سے ہی تاجنگ گیا۔ گا۔۔۔ نعمت علی نے جواب دیا۔

”اس عورت کا قد و قامت اور حلیہ کیا تھا“..... جوئی نے پوچھا۔
”جی یہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں“..... نعمت علی نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”کیا تم ہمیں افضل کے احاطے تک لے جا سکتے ہو جہاں وہ جیب موجود ہے“..... صفدر نے کہا۔

”جی وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔ وہ میرا دشمن ہو جائے گا اور میں ایک شریف اور بال کچے دار آدمی ہوں البتہ میں آپ کو جہاں سے گاؤں کا راستہ اور افضل کے گھر کا پتہ کھھا سکتا ہوں۔ آپ اپنے طور پر جا کر اس سے بات کر لیں لیکن میرا نام سامنے نہ آئے“..... نعمت علی نے جواب دیا۔

”کیا وہ جیب اس کے احاطے میں موجود ہے“..... صفدر نے پوچھا۔

”جی ہاں جیب میں نے خود دیکھی ہے تبھی تو میں آپ سے بات بھی کر رہا ہوں“..... نعمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھہکے ہے تم ہمیں تفصیل بتاؤ ہم خود افضل سے بات کر لیں گے“..... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر نعمت علی کے ہاتھ میں دے دیا۔

”نہیں جناب میں آپ کی خواہش کے مطابق آپ کی خدمت نہیں

"جی مسم صاحب"..... ایک بوڑھے آدمی نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں جو لیا سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ ان لوگوں کی نفسیات کو اچھی طرح جانتا تھا۔ غیر ملکی ان لوگوں کو خاصی بڑی نپ اور انعامات دے دیتے تھے جب کہ مقامی لوگ ان معاملات میں غیر ملکیوں کی نسبت کنجوسی کرتے تھے۔ اس لئے یہ آدمی جو لیا سے مخاطب ہوا تھا۔ صفدر کو اس نے مقامی کچھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔

"نادر ہوٹل کا ویزا افضل یہاں رہتا ہے۔ ہم نے ایک کام کے سلسلے میں اس سے ملنا ہے"..... جو لیا نے کہا۔
 "آپ مجھے بتائیں کیا کام ہے۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہوگی"..... اس آدمی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"بڑے میاں ہم نے افضل سے ملنا ہے۔ تم بس افضل سے ملو اور ہمیں"..... جو لیا نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا تو اس آدمی نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک عورت باہر آگئی۔ وہ صفدر اور جو لیا دونوں کو دیکھ کر چونک پڑی۔

"افضل سے ملنے آئے ہیں یہ سیدم اور صاحب"..... اس باریش آدمی نے اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ تو گھر پر نہیں ہے کافی دررونی کہیں چلا گیا ہے"..... عورت نے جواب دیا۔

"کہاں گیا ہے"..... اس بار صفدر نے پوچھا۔

"بتا کر نہیں گیا جی"..... عورت نے جواب دیا۔
 "اس کا بھائی تفضل کہاں ہے"..... صفدر نے پوچھا۔
 "جی تہ نہیں وہ بھی کہیں گیا ہوا ہے"..... عورت نے جواب دیا۔
 "افضل کس وقت آئے گا"..... صفدر نے پوچھا۔
 "جی تہ نہیں"..... عورت نے جواب دیا۔
 "ٹھیک ہے ہم پھر آجائیں گے"..... صفدر نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"آپ نادر ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہوں گے۔ آپ اپنا کمرہ نمبر بتا دیں افضل وہیں کام کرتا ہے وہ وہیں آپ کے پاس حاضر ہو جائے گا"..... اس باریش آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہم وہاں نہیں ٹھہرے ہوئے۔ بہر حال ہم پھر آجائیں گے"..... صفدر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ جو لیا بھی خاموشی سے اس کے پیچھے مڑ گئی۔

"یہ کہاں چلا گیا ہوگا درہو رہی ہے"..... جو لیا نے کچھ فاصلے پر آنے کے بعد بے چین کے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کہا جا سکتا ہے۔ بہر حال وہ آنے کا تہ ہی اصل صورتحال کا علم ہوگا"..... صفدر نے کہا اور پھر وہ واپس ہوٹل کی طرف جا ہی رہے تھے کہ انہیں راستے میں نعمت علی آتا: واد کھائی دیا۔
 "سل گیا صاحب! وہ افضل"..... نعمت علی نے سلام کر کے پوچھا۔

”اوه نہیں وہ گھر ہی نہیں ہے مجھانے کہاں چلا گیا ہے۔“ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا کہیں کام چلا گیا ہوگا۔ آپ ہوٹل چلیں میں چیک کرتا رہوں گا صبحی ہی وہ واپس آنے گا میں آپ کو وہیں ہوٹل میں ہی اطلاع کروں گا۔“ نعمت علی نے کہا۔

”بے حد شکریہ۔“ صفدر نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ گئے۔ ہوٹل پہنچ کر وہ ایک بار پھر لان میں بیٹھ گئے اور مشروبات پینے اور باتیں کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ظاہر ہے ان کی باتوں کا موضوع غلامور ہی تھی لیکن ظاہر ہے اسے تلاش کرنے کا کوئی کیوں تو انہیں معلوم نہ تھا اس لئے وہ مسلسل کسی ایسے کیوں کی تلاش کے بارے میں ہی باتیں کرتے رہے۔ پھر یقیناً ایک گھنٹے بعد نعمت علی ان کے پاس پہنچ گیا۔

”صاحب نہ صرف افضل بلکہ اس کا بھائی تفضل بھی واپس آ گیا ہے۔“ نعمت علی نے سلام کرتے ہوئے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

”اور وہ جوڑا ہے وہ تفضل ساتھ لے کر گیا تھا۔“ جوئیانے چونک کر پوچھا۔

”جی وہ تو ساتھ نہیں ہے۔“ نعمت علی نے کہا۔

”ان خفیہ راستوں سے ناہنگ پہنچنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔“ جوئیانے حیران ہو کر پوچھا۔

”جی ناہنگ کا فاصلہ تو کافی زیادہ ہے۔ وہاں تک پیدل جانے میں

تو دس بارہ گھنٹے لگ جاتے ہیں۔“ نعمت علی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے شکریہ۔“ صفدر نے کہا تو نعمت علی سلام کر کے واپس چلا گیا۔

اب تو میرا خیال ہے ان کے پاس جانا فضول ہے۔ وہ جوڑا بھی بہر حال ناہنگ نہیں گیا ورنہ تفضل اتنی جلدی واپس نہ آجاتا۔“ صفدر نے مایوسانہ سچے میں کہا۔

”لیکن وہ جوڑا جیب لینے واپس نہیں آیا۔ اس کا مطلب ہے کوئی نہ کوئی گزر پڑا بہر حال ہے۔ ہمیں ان سے ملنا ضرور چاہیے۔“ جوئیانے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”اوه ہاں اس پوائنٹ کی طرف تو میرا خیال بھی نہ گیا تھا۔“ صفدر نے کہا اور جوئیانے کیچھے چلتا ہوا ہوٹل سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر افضل کے مکان کے سامنے موجود تھے۔ صفدر نے مکان کے دروازے پر لگی ہوئی کنڈی بجائی تو دروازہ کھلا اور ایک مضبوط جسم کا آدمی باہر آ گیا وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے جوئیانے کو دیکھ رہا تھا۔

”افضل آپ کا نام ہے۔“ صفدر نے پوچھا۔

”جی نہیں افضل میرا بھائی ہے فریڈیہ۔“ اس آدمی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازے سے ایک اور نوجوان باہر آ گیا۔

”افضل یہ صاحب ہمیں پوچھ رہے ہیں۔“ پہلے آنے والے

نے کہا۔

”جی فرمائیے میرا نام افضل ہے..... افضل نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمیں ایک کام ہے۔ لمبا مال مل سکتا ہے۔ کام بھی معمولی سا ہے کسی جگہ بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے.....“ حصفدر نے کہا۔

”ہمارے مکان میں تو جگہ نہیں ہے۔ آپ ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں.....“ افضل نے کہا۔

”نہیں ہم وہاں ٹھہرے ہوئے نہیں ہیں ہم نے واپس جانا ہے.....“ حصفدر نے جیب سے بڑے نوٹوں کی گڈی نکال کر اسے کوٹ کی دوسری جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور اس نے واضح طور پر دیکھ لیا تھا کہ بڑے نوٹوں کی گڈی دیکھ کر ان دونوں بھائیوں کی آنکھوں میں تیز چمک اُبھرائی تھی۔ انہوں نے بڑے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

”جی ایسے گاؤں سے کچھ فاصلے پر زڑہ ہے۔ وہاں چار پائیاں اور کرسیاں بھی ہیں سوہاں چل کر بیٹھتے ہیں.....“ اس بار افضل نے کہا اور حصفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے جس مقصد کے لئے نوٹوں کی گڈی کی جھٹک دکھائی تھی وہ مقصد ہر حال پورا ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بھائی جو لیا اور حصفدر کو ساتھ لے گاؤں سے کچھ دور اونچی جگہ پر بستے ہوئے ایک احاطے میں پہنچ گئے جہاں ایک بڑا سا برآمدہ بنا ہوا تھا جس میں چار پائیاں بھی تھیں اور چھوڑ کر سیاں بھی لیکن

وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”یہ کس قسم کی جگہ ہے یہاں تو کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔“ جو لیا نے حیران ہو کر کہا۔

”جی ہی گاؤں کا مشترکہ زڑہ ہے۔ شادی بیاہ اور پنچائیت کے کام آتا ہے.....“ افضل نے جواب دیا اور جو لیا اور حصفدر نے اثبات میں سر

ہلا دیئے۔ پھر وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ حصفدر کی نظریں تقفصل کی قمیض کے دامن کے ایک کونے پر جم گئیں جہاں اس کے مطابق خون کے چند دھبے موجود تھے لیکن وہ خشک ہو چکے تھے۔ چونکہ قمیض کا رنگ براؤن تھا۔ اس لئے دجسوں کا احساس پہلی نظر میں نہ ہو سکتا تھا حصفدر کی نگاہ اچانک ان پر پڑی اور اب اسے وہ دھبے واضح طور پر نظر آنے لگ گئے تھے۔

”جی فرمائیے ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں.....“ افضل نے قدرے خوشامد انداز لہجے میں کہا۔

”جہارے مکان کے احاطے میں ایک نئی جیب کمزوی ہے یہ جیب کس کی ہے.....“ جو لیا کے بولنے سے پہلے حصفدر نے کہا تو افضل اور تقفصل دونوں چونک پڑے۔

”جی ایک پارٹی کی ہے۔ ان کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی وہ ایک کار میں واپس چلے گئے ہیں اور ہمیں رقم دے گئے ہیں کہ ہم وہ جیب دار الحکومت پہنچا دیں.....“ افضل نے ہوسٹ جہاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور دیوار کی طرف منہ کر لو ورنہ میں گولی چلا دوں گا۔" تفصیل نے ایک بار پھر چیخنے ہوئے کہا۔ اس کا پتھر اب واقعی کسی جراثیم پیشہ بلکہ کسی سفاک قاتل کا پتھر نظر آ رہا تھا۔

"نصیر گولی مت چلانا۔ تم جس طرح کہو گے ہم ویسا ہی کر لیں گے۔" صفدر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جو لیا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اس کا پتھر سا ہوا تھا لیکن دوسرے لمحے اساطیر دو جینوں سے گونج اٹھا۔ صفدر اور جو لیا دونوں نے انتہائی برق رفتاری سے ان دونوں پر حملہ کر دیا تھا اور پلک جھپکنے میں وہ دونوں فرش پر گرے جڑب جڑب رہے تھے اور چند لمحوں بعد ہی ساکت ہو گئے۔ ظاہر ہے وہ لاکھ جراثیم پیشہ ہوں گے لیکن صفدر اور جو لیا کا مقابلہ تو نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ایک لمحے میں انہیں اس طرح اچھال کر نیچے پھینکا تھا کہ ان کی گردن مخصوص انداز میں گھوم گئی تھی اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے کیونکہ ان دونوں کو معلوم تھا کہ انٹازی لوگ ماہر لوگوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان کے ساکت ہوتے ہی صفدر نے ہتک کر چھلے تفصیل کی گردن کو جھٹکا دے کر سیدھا کیا اور پھر وہ افضل کی طرف بڑھ گیا اس کے ساتھ بھی اس نے سہی کارروائی کی تھی کیونکہ جو لیا نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ دراصل صفدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے جو فقرہ کہا تھا۔ اس میں اس ساری کارروائی کا اشارہ موجود تھا اور اگر فوری طور پر ان کی گردنیں مخصوص انداز میں جھٹکا

تفصیل ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت کو تم نے خفیہ راستوں سے ناجتگ پہنچانا تھا وہ کہاں ہیں....." صفدر نے تفصیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تو تفصیل بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا اس کے چہرے پر نکتھ گھبراہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔ یہی حال افضل کا ہوا لیکن جلد ہی وہ سنبھل گئے۔

"کس۔ کس جوڑے کی آپ بات کر رہے ہیں....." تفصیل نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"وہ جو تمہارے ساتھ گیا تھا....." صفدر نے کہا۔

"وہ تو ڈھنگی گاؤں جانا چاہتے تھے۔ میں انہیں ساتھ لے گیا اور ڈھنگی جانے والے گاؤں کے رستے پر چھوڑ کر واپس آ گیا لیکن آپ کیوں یہ سب پوچھ رہے ہیں آپ کون ہیں....." تفصیل نے کہا۔

"یہ تمہارے دامن پر خون کے دھبے کیسے ہیں....." اچانک صفدر نے کہا تو تفصیل بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا اور دوسرے لمحے اس نے بھلی کی سی تیزی سے ایک ریوٹو اور شلوار کے پیٹے کی طرف سے باہر نکال لیا۔ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔ افضل بھی بھلی کی سی تیزی سے اچھل کر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"خبردار دونوں ہاتھ اٹھا دو ورنہ گولی مار دوں گا....." تفصیل نے چیخنے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے ان دونوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ بولو کیوں ہلاک کیا ہے انہیں بولو....." صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

W نے اس کے جسم کو تھامے رکھا پھر وہ ہٹ گیا۔
 "تم - تم کون ہو"..... تفضل نے ہوش میں آتے ہی قدرے
 U خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو صفدر نے کوٹ کی اندرونی طرف بئی ہوئی
 U ایک مخصوص جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"دیکھو تفضل ہمیں معلوم ہے کہ تم نے دولت کے لالچ میں اس
 p جوڑے کو ہلاک کر دیا ہے نہیں ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ
 o تم نے انہیں کیوں ہلاک کیا ہے۔ تم جانو اور اس جوڑے کے وارثان
 k اور پولیس۔ ہم دوسروں کے معاملات میں دخل دینے کے قائل نہیں
 S ہیں۔ ہمارا مطلب صرف اس قدر ہے کہ ہم ایک مقامی عورت کو
 O تلاش کر رہے ہیں جو خفیہ رستے سے نا جنگ جانا چاہتی تھی ہم نے بھی
 C اس کو ہلاک ہی کرنا تھا۔ اس لئے پہلے تو اس عورت کا قد و قامت بتا دو
 i تاکہ ہمیں اندازہ ہو سکے کہ وہ ہماری مطلوبہ عورت ہے یا نہیں۔"
 e صفدر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم ہو کون"..... تفضل نے کہا۔
 "ہمارا تعلق ایک ایسے گروپ سے ہے جو معاوضہ لے کر قتل
 t کرتے ہیں یعنی پیشہ ور قاتل"..... صفدر نے جواب دیا۔
 "کہیں تمہارا تعلق پولیس سے تو نہیں"..... تفضل نے ہچکچاتے
 u ہوئے کہا۔

"اگر ہمارا تعلق پولیس سے ہوتا تو ہم تمہیں جہاد سے گھر سے اٹھانے
 m کر سیکھے تھے لے جاتے ہمیں کیا ضرورت تھی یہاں آنے کی"

دے کر سیدھی نہ کر دی جاتیں تو یہ دونوں دم گھٹنے سے ہلاک بھی ہو
 سکتے تھے۔
 "یہاں رہی تو نہیں ہوگی"..... جو لیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
 کہا۔

"اس تفضل سے ہی ساری بات کا پتہ چل جائے گا۔ مجھے یہ لپٹنے
 بھائی سے زیادہ خطرناک آدمی لگ رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں
 نے رقم کے لالچ میں اس جوڑے کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب معلوم نہیں
 کہ وہ جوڑا کون تھا"..... صفدر نے اپنی بیٹل اتارتے ہوئے کہا اور
 پھر اس نے بیٹل کی مدد سے زمین پر بے ہوش تفضل کے دونوں ہاتھ
 اس کی پشت میں لے جا کر اچھی طرح باندھ دیئے۔ اس کے ہاتھ سے
 نکل کر دور جا کرنے والا بیورو جو لیا نے اٹھایا تھا وہ اس کا چیمبر کھول
 کر دیکھ رہی تھی۔

"اوه اس میں تو صرف ایک گولی ہے باقی چیمبر خالی ہے۔ جو لیا
 نے کہا۔
 "باقی گولیاں اس جوڑے پر چلائی گئی ہوں گی"..... صفدر نے
 تفضل کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک
 ہاتھ سے اس کے ڈھیبلے جسم کو تھاما اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ناک
 اور منہ بیک وقت بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب تفضل کے جسم
 میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تو اس نے ہاتھ ہٹا دیا پھر
 جب تک تفضل کو پوری طرح ہوش نہیں آگیا اس وقت تک اس

دونوں چونک پڑے۔ ان کی آنکھوں میں چمک اور ہنرے پر امید بھری مسرت کی ہلکی سی دوزن لگیں کیونکہ یہ واضح اشارہ تھا کہ وہ عورت فلاور ہی ہوگی۔

”کہاں ہلاک کیا ہے تم نے اسے اور کیسے؟.....“ حضدر نے کہا۔

”ان کے پاس خاصی دولت تھی انہوں نے مجھے دکھائی تھی۔ وہ نجانگ جانا چاہتے تھے اس طرح کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ یہ جیب بھی ان کی ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ واپس آکر ہم سے ملے لیں گے لیکن افضل اور میں نے پروگرام بنایا کہ ان دونوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ یہاں ایسی غاریں اور رستے موجود ہیں جہاں لاشیں سالوں پڑی رہیں تو کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا چنانچہ پلاننگ کے تحت میں انہیں لے کر ایک خاص رستے کی طرف گیا۔ افضل ہمارے پیچھے چھپ کر آیا۔ پھر ایک جگہ میں پیشاب کا بہانہ کر کے ایک چٹان کے پیچھے ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اس چٹان کی اوٹ سے ان پر فائر کھول دیا۔ وہ اطمینان سے کھڑے باتیں کر رہے تھے اس لئے وہ کچھ بھی نہ کر سکے اور میں اس وقت تک گولیاں چلاتا رہا جب تک دونوں ہلاک نہ ہو گئے۔ افضل بھی پہنچ گیا اور ہم ان دونوں کو اٹھا کر ایک غار میں لے گئے۔ پھر ہم نے ان کی کلاشی لی اور ساری رقم بھی نکال لی اور گھڑیاں اور انگوٹھیاں بھی اتار لیں۔ پھر ہاتھوں سے ان کے ہنرے کھیل دیئے تاکہ ان کی شناخت نہ ہو سکے اور واپس لگتے.....“ افضل نے کہا۔

”ان کے پاس رقم کے علاوہ اور کیا کچھ تھا؟..... جو لینے بے چین

حضدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جہیں کس نے بتایا ہے کہ میں اس جوڑے کے ساتھ گیا تھا۔“
تفضل نے کہا۔

”ان باتوں کو چھوڑو یہ ہمارا دھندہ ہے۔ ہم لاکھوں روپے اس کام کے وصول کرتے ہیں۔ تم میرے سوال کا جواب دو ورنہ دوسری صورت میں تم اور تمہارا بھائی دونوں کو ہم ایک لمحے میں ذبح بھی کر سکتے ہیں ہمارے لئے کسی آدمی کو مارنا کسی چیموٹی کو مارنے سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔“.....
حضدر نے جواب دیا تو تفضل کے ہنرے پر خوف کے تاثرات ابھرائے اور اس نے اس عورت کا قد و قامت اور حساست بتانی شروع کر دی۔ قد و قامت تو بہر حال جو یا سے ملتا تھا لیکن جب اس نے حساست بتانی تو حضدر اور جو یا دونوں کے ہنروں پر قدرے مایوسی سی چھا گئی کیونکہ تفضل کے مطابق وہ عورت خاصی فریب جسم کی مالک تھی۔

”میری ساتھی سے وہ کتنی موٹی تھی.....“ حضدر نے جو یا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ذیل لگتی تھی لیکن.....“ تفضل کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

”بولو چپ کیوں ہو گئے ہو؟.....“ حضدر نے پوچھا۔

”اس عورت نے اپنے لباس کے نیچے پیڑ سے باندھے ہوئے تھے۔“

مجھے اس کی کلاشی لیتے ہوئے محسوس ہوئے تھے لیکن مجھے جلدی تھی اس لئے میں نے تصدیق نہیں کی.....“ تفضل نے کہا تو حضدر اور جو یا

سے لہجے میں کہا۔
 "اس عورت کی ران کے ساتھ کاغذوں کا ایک پلندہ سائیموں کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ تلاش کے دوران میرا ہاتھ لگ گیا تو مجھے معلوم ہوا میں نے اسے کھولا وہ کاغذ ہی تھے اس لئے میں نے انہیں وہیں پھینک دیا اور کچھ نہ تھا۔" تفصیل نے کہا تو جو ایسا اور صفحہ بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ وہی کاغذ ہمیں ان سے چلے گئے تھے۔ تم ہمیں وہاں لے جاؤ ہم تمہیں اس کا بھی معاوضہ دیں گے۔" صفحہ نے کہا۔
 "تم۔ تم پولیس کو اطلاع تو نہیں کرو گے۔" تفصیل نے کہا۔
 "پاکل ہو گئے ہو۔ تم نے تو اٹنا ہمارا مشن مکمل کیا ہے ہم تمہیں کیوں پولیس کے حوالے کریں گے۔" صفحہ نے کہا اور جیب سے نوٹوں کی گڈی نکال کر وہ آگے بڑھا اور اس نے تفصیل کی جیب میں گڈی ٹھونس دی۔

"یہ لو ایڈوانس رکھ لو۔ لیکن یاد رکھنا اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو تمہیں اندازہ تو ہو گیا ہو گا کہ ہم کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔" صفحہ نے کہا۔

"تم۔ تم فکر مت کرو میں کوئی حرکت نہ کروں گا۔" تفصیل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور صفحہ نے اس کے ہاتھ کھول دیئے۔
 "میں افضل کو ہوش میں لاتا ہوں یہ بھی ہمارے ساتھ جانے کا۔" صفحہ نے کہا اور بے ہوش پڑے افضل کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے اس کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش دلایا۔ ہوش میں آنے کے بعد جب تفصیل نے اسے ساری صورت حال بتائی تو افضل کے ہجرے پر بھی اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہجر تو یہ لپٹنے ہی بھائی بند ہیں۔" افضل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں بشرطیکہ تم دونوں اپنے دماغ درست رکھو۔" صفحہ نے کہا۔

"تم فکر مت کرو اب ہمیں اطمینان ہو گیا ہے آؤ ہمارے ساتھ۔"

تفصیل نے کہا۔ شاید نوٹوں کی گڈی جو صفحہ نے اس کی جیب میں ڈالی تھی۔ اس سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ صفحہ اس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کرے گا۔ الٹے صفحہ نے تفصیل کے ریو انور کے چیمبر میں موجود اکھوتی گولی نکال کر ریو انور سے واپس کر دیا تھا جو اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔ اس احاطے سے نکل کر وہ دونوں ایک طرف بڑھنے لگے۔ صفحہ اور جو ایسا دونوں کے پیچھے چل رہے تھے۔

کچھ رور بعد وہ گاؤں سے کافی فاصلے پر آگئے۔ یہ واقعی ویران سا پہاڑی علاقہ تھا پھر تقریباً ایک گھنٹے تک پہاڑی ریلے پر سفر کرنے کے بعد وہ ایک غار میں پہنچ گئے جہاں واقعی ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ایک طرف وہ قاتل بھی پڑی ہوئی تھی جسے تفصیل نے بیکار سمجھ کر پھینک دیا تھا۔ جو ایسا نے غار میں داخل ہوتے ہی جھپٹ کر اسے اٹھایا۔ اس کے ہجرے پر اہتائی مسرت کے

یہ پہلا مشن ہے صفدر جسے ہم نے مکمل کیا ہے۔ عمران وہاں
 چیک پوسٹ پر کھڑا کرنے والی عورتوں کے میک اپ چیک کر رہا
 ہو گا جب کہ فائل ہم نے حاصل بھی کر لی ہے..... جو یانے مسرت
 بھرے لہجے میں کہا۔
 ”یہ مشن شروع بھی آپ سے ہوا تھا اور ختم بھی آپ کے ہاتھوں ہی
 ہوا..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو یانے ہنستے ہوئے
 اثبات میں سر ہلا دیا۔

تاثرات ابھرانے تھے۔
 ”چیک کر لیا مکمل ہے.....“ صفدر نے کہا تو جو یانے اسے چیک
 کرنا شروع کر دیا۔
 ”ہاں یہ مکمل بھی ہے اور درست حالت میں بھی ہے.....“ جو یانے
 نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”اوکے اس کا مطلب ہے ہمارا مشن مکمل ہو گیا اب اسے فائل
 دے دیں.....“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو یانے اثبات
 میں سر ہلاتے ہوئے فائل کو تہہ کر کے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب
 میں رکھ لیا۔

”چلو بھی.....“ صفدر نے تفضل اور افضل سے کہا جو خاموش
 کمرے ہوئے تھے اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے غار کے دہانے کی
 طرف مزے ہی تھے کہ صفدر اور جو یانے دونوں ایک بار پھر ان پر بحیث
 پڑے اور ایک بار پھر وہ دونوں جھٹکتے ہوئے ہوا میں اچھلے اور نیچے گر کر
 پہلے کی طرح جھٹکتے تہہ کر سکت ہو گئے۔

”اب ان کی گردنیں سیدھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ فائل
 ہیں انہیں انجام تک پہنچانا چاہیے.....“ صفدر نے کہا اور جو یانے
 اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر نے جھک کر الٹیہ تفضل کی جیب سے
 نوٹوں کی وہ گڈی نکال لی جو اس نے اسے دی تھی اور پھر وہ دونوں غار
 سے نکلے اور واپس اسی راستے پر چل پڑے جدھر سے افضل اور تفضل
 انہیں لے کر یہاں تک آئے تھے۔

w

نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صفدر سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”صالحہ کو چیف نے ایک خصوصی ٹریننگ کے لئے ملٹی کمانڈوز کے ایک ٹریننگ سنٹر میں بھیجا ہوا ہے۔ تین ماہ کا کورس ہے۔ دو مکمل کر لینے کے بعد ہی صالحہ واپس آئے گی..... جو لیانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خصوصی ٹریننگ تو وہ پہلے ہی کامیابی سے مکمل کر چکی ہے بلکہ ایک دو کیمپز میں ہمارے ساتھ کام بھی کر چکی ہے۔ پھر دوبارہ ٹریننگ پر بھیجے گا کیا مطلب“..... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”وہ اس کے ٹیسٹ کیمپز تھے سہیف نے مجھ سے صالحہ کی کارکردگی کی رپورٹ طلب کی تھی میں نے تو مثبت رپورٹ دی تھی لیکن نجانے چیف نے کیا محسوس کیا کہ اسے مزید ٹریننگ کے لئے بھجوا دیا۔ جو لیانے جواب دیا۔

”مجھے یقین ہے کہ عمران نے اس کے بارے میں غلط رپورٹ دی ہوگی.....“ جنور نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

”تم نے صالحہ کے بارے میں رپورٹ دی تھی..... جو لیانے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں چیف نے اس کے لئے مجھے علیحدہ چیک دیا تھا..... عمران نے بڑے مصحوم سے لہجے میں کہا۔

”کیا رپورٹ دی تھی تم نے..... جو لیانے عزاتے ہوئے کہا۔

دانش منزل کے سٹیٹنگ ہال میں ساری سیکرٹ سروس عمران سمیت موجود تھی۔ سہیف نے انہیں کال کیا تھا۔

”صالحہ جہاں بھی نظر نہیں آرہی ہیں اس کے فلیٹ پر بھی گیا تھا لیکن فلیٹ بھی بند ہے.....“ اچانک صفدر نے کہا تو سب چونک پڑے۔

”اس کا نام صالحہ ہے اس لئے اسے فلیٹ پر تلاش کرنے کی بجائے کسی درانے میں تلاش کرنا چاہئے تھا ہمیں۔“ عمران نے مسکرانے ہوئے کہا۔

”کیوں درانے کا صالحہ کے نام سے کیا تعلق.....“ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”صالحہ کا مطلب ہے نیک خاتون اور نیک خاتون کا دنیا سے کیا تعلق۔ وہ تو کسی درانے میں بیٹھی عبادت کر رہی ہوگی.....“ عمران

"میں نے تو صالحہ کی بڑی تعریف کی تھی۔ بڑی نیک لڑکی ہے۔ ایسی لڑکی کو مردوں خاص طور پر اہتہائی بہادر اور دلیر مردوں سے پہچانا ضروری ہے اور اس کے لئے اسے خاص قسم کی تربیت دلائی جائے وغیرہ وغیرہ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب اہتہائی بہادر اور دلیر مردوں سے کیا مطلب"۔ سب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"صفر کا مطلب اہتہائی دلیر اور بہادر ہی ہوتا ہے"..... عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا تو میننگ ہال بے اختیار ہتہوں سے گونج اٹھا۔ صفر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ کے تاثرات ابھرائے۔

"اب آپ جبراً مجھے سس صالحہ سے متعلق کرنے پر بھد ہو گئے ہیں"..... صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تعلق کا تو پتہ نہیں۔ البتہ اس کے فلیٹ پر اس کو تلاش کرنے ساری سیکرٹ سردس میں سے تم ہی گئے ہو"..... عمران نے جواب دیا تو ہال ایک بار پھر ہتہوں سے گونج اٹھا۔

"میں تو دلچسپی ہی وہاں سے گزر رہا تھا"۔ صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اب عمران کی بات پر پہلے کی طرح لہجے کی بجائے وہ اب باقاعدہ لطف لینے لگا ہے اور اس سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ واقعی صالحہ میں دلچسپی لینے لگ گیا ہے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید اس موضوع پر کوئی مذاق ہوتا۔ دیوار میں نصب

پیشل ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی اور وہ سب چونک کر خاموش ہو گئے۔ جو یانے ہاتھ جھاکر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"کیا سب ممبرز گئے ہیں"..... ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"میں سر عمران بھی موجود ہے"..... جو یانے جواب دیا۔

"صالحہ نہیں آئی بتاب۔ صفر صاحب تو اس کے فلیٹ کا بھی چکر لگا آئے ہیں لیکن فلیٹ بند ہے"..... عمران نے معنی خیز نظروں سے صفر کی طرف دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا تو صفر ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"صالحہ تین ماہ کی خصوصی ٹریننگ کے لئے گئی ہوئی ہے۔ جو یانہ کو

اس کی اطلاع دے دی گئی تھی تاکہ ممبرز کو وہ اطلاع دے دے"۔ ایکسٹو نے سرد اور سٹات لہجے میں کہا۔

"سوری سر میں سمجھی تھی کہ چونکہ صالحہ زیادہ تر میرے فلیٹ میں ہی رہتی تھی اس لئے آپ نے مجھے اطلاع دی ہے۔ اس لئے میں نے ممبرز کو اطلاع نہ دی۔ ویسے اب آپ کی کال سے پہلے سب کو میں نے بتا دیا ہے"..... جو یانے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"یہ میننگ اس لئے کال کی گئی ہے کہ اس بار ایک ایسا کیس سلسلے آیا ہے جس میں سیکرٹ سردس کی ڈپٹی چیف مس جو یانہ کو اہتہائی پراسرار انداز میں ملوث کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور جو یانہ ملک دشمن بن کر واردات کرتی رہی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ جو یانہ اور صفر دونوں نے اہتہائی ذہانت اور شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے

میں کہا جیسے اس نے شاندار تجویز پیش کر دی ہو۔

کسی ممبر کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو پیش کرے۔..... ایکسٹونے

نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا۔

”جناب اس کیس کی جو تفصیلات مجھے معلوم ہوئی ہیں اس کے

مطابق مس جولیا کے ذہن کو پینانزم میں استعمال ہونے والی کسی

جدید ترین مشین کے ذریعے کنٹرول کیا گیا تھا اور دوسری بار کسی

پروفیسر فضل حسین نے جولیا کے ذہن میں چند باتیں راج کر دی تھیں

اور آپ اب یہ چاہتے ہیں کہ آئندہ ایسا بے ہوشے تو جدید ترین ریسیج

کے مطابق اگر اعصابی تحریک کو کنٹرول کرنے والے مرکز جیسے حرام

مغز کہا جاتا ہے میں ایسی تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں کہ ایک خاص

فریکوئنسی پر اعصاب کو تحریک مل سکتی ہے اور ذہن کام کر سکتا ہے۔

اس کے بعد ذہن بلیٹنگ ہو جائے گا اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ ماہرین

سے مشورے کے بعد اعصابی تحریک کو ایک خاص فریکوئنسی تک

محدود کر اویا جائے۔..... اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے

میں کہا تو سب حیرت اور حسمین جبرے انداز میں اسے دیکھنے لگے۔

”اس تجویز پر پچھلے غور ہو چکا ہے کیپٹن شکیل۔ لیکن ماہرین کے

مطابق یہ ذیوائس صرف عام سطح کے ذہنوں پر استعمال ہو سکتی ہے۔

اس سطح سے بلند ذہن پر اس ذیوائس کا استعمال ابھی ممکن نہیں ہو سکا

اور آپ سب ممبران کی ذہنی سطح عام لوگوں سے بہت بلند ہے اس لئے

یہ ذیوائس آپ ممبران پر استعمال نہیں ہو سکتی۔..... ایکسٹونے

ہوئے انتہائی اہم فائل کو غیر ملکی ایجنٹ کے قبضے سے برآمد کر لیا۔ جب

کہ عمران اس غیر ملکی ایجنٹ نفاذ کو تلاش کرنے میں یکسر ناکام رہا ہے

اور اگر یہ دونوں اس شاندار کارکردگی کا مظاہرہ نہ کرتے تو یہ فائل

یقیناً برآمد نہ ہو سکتی اور اس سے پاکیشیا بہت بڑے نقصان سے دوچار

ہو جاتا لیکن اس کیس میں جو پراسرار طریقہ استعمال کیا گیا ہے اس نے

مجھے چونکا دیا ہے۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کے ذہنوں کو کنٹرول کر

کے ان سے واردات کرنا یا کرانا انتہائی اہم اور خطرناک مسئلہ ہے۔

مستقبل میں اس کی مکمل پیش بندی ہونی ضروری ہے۔..... ایکسٹونے

اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جناب اس کے لئے میرے پاس ایک انتہائی شاندار تجویز موجود

ہے۔..... اچانک عمران نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔..... ایکسٹونے اسی طرح سپاٹ لہجے

میں کہا۔

”میری تجویز ہے جناب کہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے

دماغ ہی بدل دیئے جائیں۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا

تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”یہ کیسے ممکن ہے فضول باتیں مت کرو درنہ۔..... ایکسٹونے

بھانڈ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”پچھلے جناب اگر یہ ممکن نہیں ہے تو نکال کر پھینکے تو جا سکتے ہیں۔

نہ دماغ ہوں گے نہ کوئی کنٹرول کر سکے گا۔..... عمران نے ایسے لہجے

جواب دیا۔

”جناب میرا خیال ہے کہ کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بار میں جو نیا کے کلاس فیلو مائیکل کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا.....“ حصد نے کہا۔

”کلاس میں تو بہت طالب علم ہوتے ہیں۔ اگر کل کوئی اور کلاس فیلو آگیا تو.....“ عمران نے کہا تو جو نیا ہوسٹ بھیج کر اسے کھا جانے والے نظروں سے دیکھنے لگی۔

”اور کسی ممبر کے ذہن میں کوئی تجویز.....“ ایکسٹو نے ایک بار پھر عمران کی بات سنی ان کی کرتے ہوئے کہا۔

”جناب آپ خود ہی اس بارے میں بہتر سوچ سکتے ہیں۔“ حصد نے کہا۔

”جو بہتر سوچ سکتا ہے وہ پوچھا نہیں کرتا.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم خاموش نہیں رہ سکتے.....“ اس بار جو نیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اب ظاہر ہے عمران کی یہ بات براہ راست ایکسٹو کے خلاف جاتی تھی اس لئے جو نیا اور تو سب کچھ برداشت کر سکتی تھی لیکن چیف کے خلاف وہ کوئی بات برداشت نہ کر سکتی تھی اس لئے وہ بول پڑی تھی۔

”سینٹنگ کال کرنے سے پہلے میں نے اس موضوع پر دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اجنبائی ماہر افراد سے رپورٹس حاصل کی ہیں۔ ان سب

رپورٹس کے مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس قسم کی کسی بھی ڈیوائس کو اگر مستقل طور پر استعمال کیا جائے تو اس کے ذہن کو ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران جو اجنبائی اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک ہیں کو اس رسک میں ڈالا جائے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسی کوئی ڈیوائس نہ استعمال کی جائے۔ میں نے آپ سے تجاویز اس لئے طلب کی ہیں تاکہ آپ کو اس مسئلے کی سنجیدگی کا پوری طرح احساس ہو جائے اور آپ آئندہ اس معاملے میں پوری طرح محتاط رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ آپ لوگ کسی کو ایسا موقع ہی فراہم نہ کریں گے کہ وہ اس انداز میں واردات کر سکے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو پھر وہ اپنے انجام سے بھی بخوبی واقف ہو سکتا ہے۔ ویش آل ایکسٹو نے اجنبائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر کال آنے کی نشاندہی کرنے والا چھوٹا سا بلب بجھ گیا۔

”یہ جہاز اچھی بھی تجھے اب کچھ کھٹکا ہوا لگ رہا ہے۔ اس کے ذہن کا بھی چیک اپ ہونا چاہیے.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیوں کیا ہوا ہے.....“ جو نیا نے چونک کر پوچھا۔

”میں نے اتنی شاندار تجویز پیش کی ہے کہ نہ دماغ ہوگا نہ کوئی کنٹرول کر سکے گا۔ یعنی نہ رہے گا بائس نہ بچے کی بانسری۔ لیکن میری بات ہی اس کی سمجھ میں نہیں آئی.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے

عمران اور فورٹارز گروپ کا نیا ہنگامہ شہزادہ کا نام

ڈاک کرائم

مکمل ناول

مصنف — مظہر کلیم ایم۔ اے

ڈاک کرائم — ایک ایسا گھٹیا۔ قابل نفرت اور مکروہ جرم — جس کا حال پورے پاکستان میں پھیلنا ہوا تھا۔
ڈاک کرائم — ایسا جرم — جسے انسانی لحاظ سے گھٹیا اور مکروہ ترین جرم کہا جاسکتا ہے۔

سردار خان — جو ڈاک کرائم کا سرغنہ تھا لیکن اس کی ظاہری حیثیت ایسی تھی کہ اس کی طرف کوئی شک کی نگاہ بھی نہ ڈال سکتا تھا۔
فورٹارز — جنہوں نے پورے ملک میں سرطان کی طرح پھیلے ہوئے اس جرم کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا اور مجرموں کا خاتمہ ہوتا چلا گیا لیکن پھر — ۹ —

فورٹارز — جن کی بے پناہ جدوجہد کی وجہ سے پورے ملک میں پھیلے ہوئے اس جہیائیک اور مکروہ جرم کرنے والے مجرموں کے چہروں سے نقاب اترنے لگے۔

کہا۔
"شکر کر دجیٹ نے ہمیں کوئی سزا نہیں دی ورنہ جس طرح تم انٹی سیدھی باتیں کر رہے تھے مجھے تو خطرہ تھا کہ ہمیں کوئی ہولناک سزا ملنے والی ہے"..... جو یانے مسکراتے ہوئے کہا۔
"دیکھو تو یہ انتہائی حریت انگیز بات کہ آج جیٹ نے عمران کی باتوں کا سر سے نوٹس ہی نہیں لیا"..... اس بار نعمانی نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ناکام آدی کو کون لفٹ کراتا ہے"..... تنویر نے منہ بنااتے ہوئے کہا۔ تنویر کی اس خوبصورت اور گہری بات پر میٹنگ ہال بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا اور عمران کا منہ بے اختیار لٹک گیا کیونکہ اب اتنی بات تو وہ بھی سمجھ سکتا تھا کہ تنویر نے فاصل کے حصول میں ناکامی کی بنیاد پر اس پر طنز کیا ہے۔
"جاکچے ہو سہاں دشمنوں کو ہی لفٹ ملتی ہے۔ عجب الو طوں کا سر سے ذکر ہی گول ہو جاتا ہے"..... عمران نے تنویر اور جو یانے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"بکواس مت کرو۔ میں دشمن نہیں ہوں"..... جو یانے خراتے ہوئے کہا۔

"اور نہ ہی تنویر عجب وطن ہے"..... عمران نے اس کا فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا تو میٹنگ ہال بھر بھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران فریدی میریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز انٹرویو

زک زیکشن

مصنف: برصغیر حکیم امراے

- اسلامی ملک مراکش میں ہونے والی اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کیلئے دنیا کے خوفناک دہشت گرد گروپ کی خدمت حاصل کر لی گئیں۔
- کانفرنس ہال کو میزائلوں سے اڑانے اور دھڑکوں گولیوں سے چھلنی کر دینے کی خوفناک دیکھیاں۔
- اسلامی سیکورٹی کونسل کو کنٹرل فریدی کانفرنس ہال کی حفاظت اور دہشت گرد گروپ کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے میدان میں کود پڑا۔
- علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے دہشت گرد گروپ کے میڈیکل ڈاکٹر کو تباہ کرنے اور اس کے سربراہ کی ہلاکت کا اعلان کر دیا۔
- اری زونا کے خوفناک جنگلوں میں واقع دہشت گرد گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کیلئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سرکردہ کوششیں۔
- خوفناک جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ دہشت گردوں کے انتہائی جان لیوا ایسے مقابلے جن کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔

عمران — جس نے فورسٹائز کی مدد سے ڈاک کرائم کے سرغنہ پر ماتھے ڈال دیا — مگر عمران اور فورسٹائز دونوں انتہائی خوفناک حالات کا شکار ہو گئے — کیوں اور کیسے — ؟

کیا عمران اور فورسٹائز ڈاک کرائم کے خاتمے اور اس کے سرغنہ کی سرکوبی میں کامیاب بھی ہو سکے — یا — ؟

- سرطان کی طرح پورے ملک میں پھیلے ہوئے اس گھٹیا، قابل نفرت اور مکروہ جرم کے خلاف عمران اور فورسٹائز کی دلیرانہ جدوجہد سے سبھر لوہ ایک یادگار کہانی۔
- عمران اور فورسٹائز کی ڈاک کرائم کے خلاف اس دلیرانہ جدوجہد کا انجام کیا ہوا — کیا عمران اور فورسٹائز اس مکروہ - گھٹیا اور بھیانک جرم کے خاتمے میں کامیاب ہو گئے — یا — ؟
- انتہائی خوفناک انداز کی جدوجہد۔
- بے پناہ تیز رفتار ایکشن۔ دل ہلادینے والے واقعات اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے حالات پر مشتمل ایک ایڈوینچر ناول۔

یوسف براؤن زیکٹ پاکستان

• وہ لمحہ۔۔۔ جب عمران اور اس کے ساتھی اری زونہ کے جنگلوں میں دہشت گردوں کے گھیرے میں آکر بے بس ہو گئے۔

• کیا عمران اور اس کے ساتھی دہشت گردوں کے سربراہ اور اس کے بیٹے کو مارا کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو سکے یا خود بھی جیسا تک موت کا شکار ہو گئے۔؟

• راسک میں کانفرنس ہال کو تباہ کرنے کیلئے دہشت گردوں کی خوفناک سازشیں۔۔۔ ایسی سازشیں کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ان سازشوں کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئے۔

• وہ لمحہ۔۔۔ جب عمران۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کرنل فریدی۔ اس کی زبرد فوس اور راسک کی فوجی سکيورٹی سب دہشت گردوں کے مقابل آگئے۔ لیکن دہشت گرد اپنے خوفناک مقاصد میں کامیاب ہوتے چلے گئے۔ کیوں اور کیسے۔۔۔؟

• وہ لمحہ۔۔۔ جب دہشت گرد اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور کرنل فریدی اور علی عمران دونوں اس خوفناک تباہی کو دیکھنے پر قادر نہ رہے۔

• آخری لمحات تک ہونے والی انتہائی اعصاب شکن اور جان لیوا جدوجہد کہ سانس لینا بھی دشوار ہو گیا۔ اعصاب شکن سسپنس اور تیز رفتار ایکشن سے جہر لہر ایک کہانی جو ہر لحاظ سے یادگار حیثیت کی حامل ہے۔

یوسف برادرزہ پاک گیٹ ملتان

عمران میریز میں ایک دلچسپ منفرد انداز کا ایڈیٹر

بلیک ہلز

مصنف

منظر کلیم ایم اے

بلیک ہلز۔۔۔ یہودی ملک میں واقع ایسی پہاڑیاں جہاں عمران اور جولیا کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔

بلیک ہلز۔۔۔ ایک ایسا مشن جس میں عمران کو بے بس کر کے اس پر مشین پشیل سے گزیرنے کی بادش کر دی گئی۔

بلیک ہلز۔۔۔ ایک ایسا مشن جس میں جولیا نے اپنی زندگی کی سب سے غونی جنگ لڑی۔۔۔ ایک ایسی جنگ جس کا انجام یقینی موت تھا۔؟

مریم۔۔۔ ایک ایسی یہودی عورت جو مسلمان ہو گئی تھی اور پھر اس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خاطر ایسی ہولناک جدوجہد کی کہ عمران بیت پروردی پاکیشیا ٹیم ششدر رہ گئی۔

فرنگو۔۔۔ ایک ایسا یہودی ایجنٹ جس نے میزائل گن سے وہ عمارت ہی راکھ کا ڈھیر بنا دی جس میں عمران اور پروردی سیکرٹ سروس یقینی طور پر موجود تھی کیا عمران اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو گئے یا۔۔۔؟

کرنل کارشن۔۔۔ ایک ایسا یہودی ایجنٹ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح گھیر لیا کہ وہ اپنی جائیں بچانے کے لئے چوہوں کی طرح جوں جوں میں چھپتے چھپتے۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز کردار

انتہائی دلچسپ اور منفرد کرداروں پر مشتمل ایسی کہانی جو مدتوں یاد رہے گی۔

یوسف برادرزہ پاک گیٹ ملتان

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ڈھاپ راک ————— دوم	خدار جویا ————— مکمل
جولیا فائٹ گروپ ————— اول	کاروان دہشت ————— اول
جولیا فائٹ گروپ ————— دوم	کاروان دہشت ————— دوم
پاور لیٹڈ ————— اول	جیلے جاسوس ————— اول
پاور لیٹڈ ————— دوم	جیلے جاسوس ————— دوم
جوئنا ان ایکشن ————— اول	کیمپ ریکرڈ ————— اول
جوئنا ان ایکشن ————— دوم	کیمپ بلاسٹ ————— دوم
اسٹار ٹریک ————— اول	وائٹڈ ٹائیگر ————— مکمل
اسٹار ٹریک ————— دوم	اوهو رافار مولا ————— اول
لٹل ڈولز ————— مکمل	موت کا دائرہ ————— دوم
فیس آف ڈیجہ ————— اول	رابن ہڈ ————— اول
فیس آف ڈیجہ ————— دوم	رابن ہڈ ————— دوم
بلیک ڈیجہ ————— اول	بانکے مجرم ————— مکمل
بلیک ڈیجہ ————— دوم	ڈائمنڈ آف ڈیجہ ————— مکمل
ہٹ ناٹ . اول۔ ہٹ ناٹ۔	ڈھاپ راک ————— اول

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملٹا